برہان لائح فی تحقیق الذبائح

تصنیفِ شمع افروزِ کاشانۂ تحقیق + فروغ بخش سوادِ دیدۂ تدقیق + قدوۂ ساداتِ
عظام + زبدۂ ثقاتِ کرام یعنی صدرِ اربابِ استدلال + بدرِ آسمانِ فضل و کمال +
جناب مولانا سید فخر الدین احمد عمّ فیضہٗ ما طلع الشمس و لمع الہلال + کہ شرعِ
شریف کی جو جو مصلحتیں اور حکمتیں مقدمۂ ذبحِ حیوانات میں پوشیدہ تھیں
اور بعضے کور سوادوں کی چشمِ ظاہر بین میں بوجہ زنگِ شکوک و اوہام شکلِ
قبیح منظر آتی تھیں اونکے جوہرِ حقیقت کو صیقلِ بیان سے آئینہ کی طرح چمکایا + احکامِ
نقلیہ کو دلائلِ عقلیہ سے مدلل فرمایا + سچ پوچھیے تو امورِ شرعیہ کو براہینِ حکمیہ سے
مطابق کرنا آسان نہیں نہایت مشکل کام ہے + ذکاوت اسکو کہتے ہیں اور نتیجہ
کمالِ استعدادِ علمِ معقول اسکا نام ہے + بوساطتِ سراپا ذوقِ سلیم رائی ارفع
شیخ محمد یعقوب مہتمم مطبع اہتمام سے راجی غفران محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مبرور
و تربیت یافتۂ خدمتِ اور منشی محمد مصطفی خان مغفور کے نہایت خوشخط کاغذ صاف و شفاف

مطبع نظامی واقع کانپور میں چھپا

اعلام عام رسالہ عجالہ المسمی

بالبرہان اللائح فی تحقیق امر الذبائح

مخفی و محتجب نہ رہے کہ یہ کتاب لاجواب جواب مین ہی اون اشخاص کے کہ بوجہ رکھنے مذہب عقلی محض کے یا اور کسی مذہب خاص کے ذبح حیوانات کو ظلم صریح اور ناجائز سمجھتے جانتے ہین اور مجوزین ذبح حیوانات سے واسطے اثبات جواز و استحسان ذبح حیوانات کے ایسے ادلّہ عقلیہ اور براہین قطعیہ طلب کرتے ہین کہ جن مین مقدمات نقلیہ کا اصلاً دخل و مساس ہی نہو ہر چند بحث تو اس مسئلہ خاصہ کی ہنود اور اہل اسلام مین بھی اکثر ہوا کی ہی لیکن اول تو در اصل نفس مسئلہ ذبح و اکل لحم مین مخالفت اور بحث و کلام درمیان ہنود اور اہل اسلام کے واقع نہین ہے بلکہ جو کچھہ مخالفت و بحث و کلام درمیان ہنود اور اہل اسلام کے واقع ہوئی وہ تمام مخالفت و بحث و کلام مبنی تھے صرف ایک اختلاف خاص ذبح بقرپر علاوہ اسکے جوابات اہل اسلام تو ہنود کے مقابلے مین صرف ایک الزامی ہی طور پر مروج و مشتہر ہین رہا طریق استدلال عقلی محض اس طریق انیق پر اثبات جواز و استحسان ذبح حیوانات ایک دو دلیل کے ساتھہ

بھی کسی کتاب یا رسالہ مین کتر نظر آیا ہے مصنفین رد اعتراضات ہنود
سے طریق استدلال عقلی محض کی طرف بسبب عدم ضرورت کے شاید
کہین اتفاقی ہی تعرض و اعتنا فرمایا ہے اور کوئی خاص کتاب تو اس باب
مین متضمن ایسے ادلہ قویہ اور براہین قطعیہ کے کبھی کسی وقت مین
تصنیف ہی نہین ہوئی اور شاید تصنیف ہوئی ہو لیکن کوئی ایسی
تصنیف شائع تو ہرگز ہوتے نہین پائی بلکہ کسیکے دیکھنے اور سننے مین
بھی شاید کبھی نہین آئی پس یہ کتاب لاجواب اس باب خاص مین
اگر حقیقت پوچھیے تو بالکل عجیب و جدید ہے مثل اور مولفات زمان
حال کے کچھ تالیف نہین بلکہ تصنیف ہے اور تصنیف بھی نہایت یکتا د
وحید ہے اگرچہ غذاے گوشت تو سوا اہل اسلام کے اور اکثر فرق اور
اقوام بھی برابر کھاتے ہین کیا یہود کیا نصاری جملہ اہل کتاب اس
غذای بے مثل و نایاب کو بلا خوف و مبالات جان حیوان ہر شب و روز
نوش جان فرماتے ہین لیکن اگر دلیل و توجیہ تجویز و استحسان قتل نفس
حیوان کی پوچھیے تو لاکھہ مین ایک بھی اوس سے واقفیت نہین رکھتا
متعرضین ذبح کے جوابمین سوا اس بات کے کہ ہمارے مذہب مین
ذبح کر کے کھانا ان حیوانات کا جائز ہے اور کچھ دلیل اسکے جواز و استحسان
کی ایک آدھی بھی کوئی شخص بیان نہین کر سکتا پس جس قدر ارباب
مذاہب مجوزین ذبح کہ گوشتہاے انواع حیوانات باتباع رسم مذہبی
و اقتضاے خواہش نفسانی رات دن چکھتے تھے لیکن وجوہ و

دلائل عقلیہ جواز و استحسان ذبح حیوان سے کچھ اصلا خبر ہی نہین رکھتے
تھے اون سب حضرات کو مژدہ ہو کہ جو عجز و سکوت معترضین ذبح کے
جوابمین اونکو ہوتا تھا اب اس کتاب لاجواب کے سبب سے
وہ عجز و سکوت بالکل دفع ہو گیا اور جو تخطیہ اور الزام منکرین کی طرف سے
عقل و حواس اکثر نا واقفون کے کھوتا تھا اس رسالۂ نایاب کے باعث
سے وہ تخطیہ اور الزام سرتاسر رفع ہو گیا اگرچہ حضرت مصنف نے خاصۃً
اہل اسلام ہی کی طرف سے یہ جواب باصواب معترضین کو دیا ہے لیکن
اگر بغور ملاحظہ کیجیے تو تمامی ارباب مذاہب مختلفہ مجوزین ذبح کو جو کہ اصلا
واقفیت دلائل جواز و استحسان قتل نفس حیوان سے نہین رکھتے تھے
اس صلاے ہدایت عام اور فیض تام سے ممنون احسان بے پایان
اپنے کا کیا ہے الحق مزید تاکید اس تصنیف لطیف کی جملہ اہل مذاہب مجوزین
ذبح کے واسطے عام ہے فی الواقع کل اہل مذاہب مجوزین ذبح کے غلبہ و نصرت
کے لیے یہ رسالہ ایک برہان قوی اور حجت تام ہے پس چاہیے کہ
سوا اہل اسلام کے باقی تمام حضرات مجوزین ذبح بھی قطع نظر تعصب مذہبی
سے فرماکر استفادہ دلائل قویہ اور براہین قطعیہ اس کتاب لاجواب کا
اپنے ہم والاہم پر واجب و لازم جانین اور گو تعصب مذہبی اس
استفادہ سے اونکو کتنا ہی مانع بھی ہو لیکن ایسے امر اہم اور فائدہ اعظم
مین منع تعصب کو ہرگز ہرگز نہ مانین اور بلا شک و شبہہ جو حضرات فرق
مجوزین ذبح سے مطالعہ اس کتاب لاجواب کا فرماینگے تو اس نسخۂ نایاب

سے کے سبب سے بحث خاص جواز واستحسان وعدم جواز واستحسان
ذبح حیوان مین بہت کچھ فوائد عجیب پائینگے اور منافع غریب اوٹھاینگے
استنا وہ اون فوائد عجیبہ اور منافع غریب کا مستفیدان باعقل ونظر
کو غایت درجہ ممنون وشکرگذار مصنف والاتبار رہنا پڑیگا سوا احسنت
وجزاک اللہ کہنے کے خدا چاہیے اور کچھ زبان الفصاحت بیان حضرات ممدوح پر
نہ آئیگا خلاصہ کلام یہ کہ اس گوہر یکتا اور دُر بے بہا کی قدرشناسی مین فائدہ
نفس ذات قدرشناس ہی سرتاسر متصور سمجھنا چاہیے ورنہ
خود تو یہ گوہر یکتا اور دُر بے بہا احتیاج کسیکی قدردانی
کی کبھی نہین رکھتا بقول سعدی

حاجت مشاطہ نیست روی دلارام را

والسلام علی
من اتبع الہدی

ما شاء الله لا قوة الا بالله

بفضل خداوند انام نسخهٔ مفید خاص و عام در جواز ذبح حیوانات بدلائل عقلیه و نقلیه یعنی

الحجة فی تحقیق الذبائح

از افادات علامهٔ یگانهٔ نحریر زمانه کشاف دقائق فنون عقلیه

باهتمام حاجی غفران مآب محمد عبدالرحمن بن محمد روشن خان مغفور و تربیت یافتهٔ حضرت برادر معظم محمد مصطفی خان مسرور

در مطبع نظامی واقع کانپور مطبوع گردید ۱۲۹۲ه

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صد ہزار شکر اوس خدای ہمیتا کی جناب مستطاب مین سزاوار ہین جسنے انسان
ضعیف البنیان کو اپنے کارخانہ قدرت سے شرف وجود جملہ مخلوقات جہان
پر عنایت کیا اور باقتضای اعطای منصب خلافت عظمی سائر موجودات جہان
پر قبضہ و اختیار حکم و تصرف کامل کا اوسکو دیا اوسی عاجز بے سروسامان
کے منافع و مصالح ذاتی کے واسطے تمام جمادات و نباتات و حیوانات کو
خلق فرمایا اوسی کمزور ضعیف البنیان کو تمام جہان پر قابض و حکمران
کر دکھایا سبحان اللہ کیسا قادر مطلق اور حاکم برحق کہ جسکی قدرت حکم اور
حکم قدرت سے ایک حیوان دوسرے حیوان کے واسطے غذا سے خلقی
مقرر ہوا ایک ذی روح فانی موجل کا رزق دوسرے ذی روح فانی معجل سے
اوسکے کارخانہ قدرت مین مقرر ہوا انسان اگرچہ سراپا عقل و ادراک ہی
لیکن بعد مرنے کے اوسکا جسم بھی زمین کے کیڑون یا دریا کے جانورون

کی گویا ایک مقرری خوراک ہی واہ کیا قدرت سکے نیرنگ ہین آور کیسے کیسے
اوس رزاق بے منت کے رزق رسانی سکے طرحطرح ہین جسم لطیف
اشرف مخلوقات کو تو سطر کر پیوند خاک یا دود ہاسے زمین کی خوراک قرار پانا
اوسکے حکم محکم سے عین اقتضای شرف و کمال ہی اور اجسام بعض حیوانات
کو بعد تزکیہ ذبح لقمۂ طیب حضرت اشرف المخلوقات بنجانا اوسکی حکمت سے آکل
و ماکول دونون سکے حق مین کمال تقاضای مرحمت و افضال ہی پاک
جانورون کو حرکت آنی ذبح کے سبب سے شدت تکلیف مرض الموت سے بچا
کیا اوسکا لطف عام ہی انسان پاک سرشت کو باوجود آسان ہونے موت
ذبح کے شدت موت مرض سکے ساتھ مخصوص بابتلا فرمانا کمال اوسکا اقتضای
تشریف و اکرام ہی آور ورود کامل نازل ہوا و پر اوس نبی امی کے جسنے
شرف ذبح سکے اظہار کے واسطے اپنے تئین ازروی کمال افتخار مخاطب
بخطاب مستطاب ابن الذبیحین فی سبیل اللہ فرمایا اور امر ذبح کو باتباع
اپنے جد جلیل سیدنا ابراہیم خلیل کے واسطے منافع عام اہل اسلام کے
جائز اور مرخص ٹھہرایا اور بھی اوپر آل اطہار اور اصحاب کبار اوس نبی اعز
کے جو کہ قربان اور فدا ہونے والے تھے راہ خدا مین نفوس و اموال اپنے سے
امابعد افقر بارگاہ صمد فقیر حقیر سید قمر الدین احمد ابن مبرور مغفور
مولوی سید مجد الدین احمد الکنوی مولدا و السید نپوری موطنا خدمات عالیہ جناب
صاحبان عقل و ذکا مین بصد انکسار عرضہ گزار ہی کہ اصل باعث تحریر اس
رسالہ عجالہ مسمی بہ برہان لائح فی تحقیق امر الذبائح کا خاکسار

فدوی بمقدار کو یہ ہوا کہ اتفاقاً ایک روز ایک کرمفرما نے فقیر خانہ عجز کاشانہ پر
رونق افروز ہوکر یون ارشاد فرمایا کہ ہمارے ایک آشنای معزز بابو صاحب
جو کہ مذہب برہما سماج رکھتے ہین اور اکثر فنون و کمالات مین اونکو تیتکاہ
کامل حاصل ہی کئی روز ہوے کہ حسب عادت ہم اونکی ملاقات کیواسطے گئے تھے
ناگہان ہمارے اور اونکے درمیان مین کچھ تذکرہ مذاہب ادیان مختلفہ
کا آگیا ہرچند وہ سوا مذہب برہما سماج کے اور کسی مذہب کے قائل نہین
ہین لیکن عندالمکالمہ اوس روز ایسا معلوم ہوا کہ جمیع مذاہب دیگر سے مذہب
اہل اسلام کو وہ نہایت پسند کرتے ہین یہان تک کہ بعض بعض مسائل و
احکام مین تو نہایت دم توصیف مذہب اہل اسلام ہی بھرتے ہین اور
قرائن حالی و مقالی سے تو ایسا خیال مین آتا ہی بلکہ یقینی پایا جاتا ہی کہ اگر
بعض مسائل دین متین جو کہ فہم خاص اونکی سے دور و مستور رہین اس دین
متین مین داخل نہوتے یا آنکہ کوئی شخص سمجھانے والا اس قسم مسائل کی
اونکو ملجاتا اور غنچہ اونکے دل تحیر منزل کا اہتزاز نسیم تفہیم سے کہلجاتا تو غالب ظن
بلکہ یقیناً وہ مذہب اسلام کو فی الفور قبول ہی کرلیتے اور میں نے اونسے وعدہ
کیا ہی کہ مین کسی ایسے مسلمان ذی علم و لیاقت سے آپکی ملاقات کرادونگا
کہ جسکے سبب سے تشفی آپکی و قت و اشکال کی نہ مسائل دین اسلام مین بخوبی تمام
کھلجائیگی اور جو گرد شکوک آپ کے دامان خاطر عاطر پر بیٹھی ہی ترشح آب زلال
استدلال سے بوجہ احسن و طرز احسن دُھلجائیگی پس بموجب اوس اپنے
وعدے کے مین تمھارے ساتھ بابو صاحب کی ملاقات کرانا چاہتا ہون

جس وقت یہ سب تقریر اپنے کرمفرما کی مینے سنی تو اول مینے اون سے یہ پوچھا کہ فرمائیے کونسے ایسے مسائل واحکام دین اسلام ہین جن مین آپکے دوست بابو صاحب کو شک وتردد واقع ہی اس میرے استفسار کے جواب مین اونھون نے یہ فرمایا کہ حقیقت تو یہ ہی کہ سوا دو امر کے اور کسی امر مین بھی اونکو شک وتردد واقع نہین ہی ایک مسئلہ ثبوت ضرورت نبوت دوم مسئلہ حلت ذبح حیوانات اگر یہ دونون مسئلے اونکو بدلائل عقلیہ سمجھا دیے جائین تو غالبًا وہ اس دین متین کو بلاحجت وتکرار اختیار ہی کرلین پھر کسی حکم مین احکام دین اسلام سے اونکو شک وتردد کسی طرحکا اصلا باقی نرہے یہ بات سنکر مینے اونسے پوچھا کہ آیا بابو صاحب زبان اردو یا فارسی بخوبی سمجھتے ہین یا نہین اونھون نے فرمایا کہ سوا زبان بنگالی یا انگریزی کے تو وہ کوئی زبان بھی نہین سمجھتے تب اونکی خدمت مین مینے عرض کیا کہ اس صورت مین مین اونکے سمجھانے سے معذور ومجبور ہون کس واسطے کہ نہ اونکو زبان اردو یا فارسی خواہ عربی مین مداخلت ہی نہ مجھکو زبان بنگالی یا انگریزی سے واقفیت یہ جواب واقعی تو مینے اپنے کرمفرما کو اوس وقت دیدیا لیکن بعد اونکے تشریف لیجانے کے مین اپنے دل مین بہت کچھہ غور وتفکر اس مقدمے مین تا دیر کرتا رہا اور بس از غور وتفکر بسیار یہ بات دل مین ٹھہرائی کہ دلائل اثبات ضرورت نبوّت کے مباحث تو اکثر کتب کلامیہ وغیرہ مین موجود ہین بلکہ بعض رسائل خاص بھی اس باب مین دستیاب ہوسکتے ہین جنکے ملاحظے سے تعلیم وتفہیم ہر مستفسر صاحب عقل سلیم کے

بخوبی تمامتر متصور ہے لیکن مسئلہ رخصت واباحت ذبح حیوانات اس کے دلائل عقلی کا کوئی رسالہ مشہور البتہ نظر سے نہین گذرا جسکے ذریعہ سے کسی معترض کو جواب باصواب دیا جاوے یا کسی شاک متردد کا تشفی واطمینان خاطر کیا جاوے اور ہر چند کہ ہدایت تو منکرین کی بدون حکم وارادہ الٰہی کے کسی سے بھی نہین ہو سکتی لیکن نیت خیر اور قصد ثواب سے جو کام کیا جایا کرتا ہے اجر اوسکا کبھی ضائع نہین ہوتا پس اگر بیان وجوہ ودلائل عقلی اور حل اعتراضات ذبح مین ایک رسالہ مختصر لکھا جاوے تو خالی اجر وثواب سے کسیطرح نہین ہے اور شاید کہ خداوند موفق حقیقی اوس رسالے کے سبب سے بابو صاحب کو راہ ہدایت پر لائے یا آیندہ اور کوئی شخص ہی بعون عنایت خداوندی توفیق ہدایت پائے پس حصول اس اصل ماءمول کا بھی افضال بیمال خداوند مجید سے کچھ بعید معادم نہین ہوتا ہر گاہ یہ سب بات اس فقیر سراپا تقصیر کی خاطر فاتر مین بخوبی منتقش ہو گئی تو اوسی وقت خاکسار ذرہ بیمقدار نے واسطے تحریر اس رسالہ عجالہ کے دست وقلم کو متوجہ کیا اور توفیق طریق رہنمائی کے خداوند ہادی بحق مفیض مطلق سے چاہتے ہو الموفق بالصواب عندہ علم الکتاب

آغاز کلام بہ تمہید بعض مقدمات ضروری الاعلام

قبل ذکر دلائل جواز واستحسان امر ذبح اور رد اعتراض معترضین کے بیان بعض مقدمات ضروری کا کیا جاتا ہے حضرات مستمعان والاشان کو اول اون مقدمات کا سن لینا چاہیے **مقدمۂ اول** جاننا چاہیے کہ مباشرت بفعل ذبح واکل لحم نہ شرائط دین اسلام سے ہے نہ داخل اصول وارکان

دین متین بلکہ خصوصیات خاصہ دین متین سے بھی نہین ہے یہانتک کہ اگر
کوئی مسلمان تمام عمر بھی مباشر ان دونون افعال کا نہو تو عدم اشتغال
واستعمال افعال مذکور کے سبب سے وہ شخص ملت اسلام سے کسی طرح خارج
نہین ہوسکتا بلکہ یہ عدم اشتغال واستعمال ان دونون افعال کا اوسکے کمال
اتقا اور دینداری مین بھی کسی طرح خارج نہین ہوسکتا پس عدم درک ایسے ایک امر
سے جو کہ حقیقت دین اسلام سے درحقیقت ایک شے علیحدہ ہے اور کچھ خصوصیت
خاصہ بھی دین اسلام کے ساتھہ نہین رکھتا نفس حقیقت
دین اسلام کو مقدوح و نامستحسن جاننا کسی طرح اقتضاے عقل و
انصاف نہین ہے تقاضاے عقل و انصاف تو یہ ہے کہ دریافت حقیقت
واستحسان دین اسلام کے واسطے اول اوسکے اصول وارکان کی طرف
نظر کرین پھر تمام فروع و لوازم و خصوصیات خاصہ کو بچشم عقل و انصاف
دیکھین رہے وہ امور کہ حقیقت دین اسلام سے تو خارج ہین اور شدا لکط
یا خصوصیات خاصہ دین اسلام مین داخل نہین ایسے امور کے سبب سے
دین اسلام کو مقدوح اور مطروح سمجھنا عقل سے بھی بعید ہے اور انصاف سے
بھی خلاف بلکہ کمال تقاضاے عقل و انصاف تو درحقیقت مقتضی اسبات
کا ہے کہ ہرگاہ تمام اصول دین متین بادلہ قاطعہ و حجج ساطعہ ثابت و متحقق
ہوجائین تو خود اگر فروع و خصوصیات خاصہ دین متین مین بھی سمجھنا کسی
ایک جزئی خاص کا مشکل و دشوار یا بظاہر خلاف عقل و اعتبار ہو تو ایک
فرع جزئی خاص کے فہم مین نہ آنے سے یا بظاہر خلاف عقل و اعتبار

پائے جانے سے اوس دین محقق ومدلل کو جسکے ادلہ اصول تمام مسلم ومقبول ہو چکے ہون مقدوح بانتا اور مورد طعن وتشنیع گرداننا ہرگز نہین چاہیے کیونکہ اصل اعتبار اصول کا ہے نہ فروع کا علاوہ اسکے اگر کسی دین یا آئین کے تمام احکام مقبول ومعقول ہون اور احیاناً اوس دین وآئین مین ایک دو حکم ایسے بھی پائے جائین جنکا سمجھ مین آنا دشوار ہو یا بظاہر خلاف عقل واعتبار ہو تو اون بعض شاذ احکام کے سمجھ مین نہ آنے سے یا بظاہر خلاف عقل واعتبار پائے جانے سے وہ دین وآئین قطع نظر از اعتبار ادلہ اصول بھی نامقبول اور غیر معقول تو نزدیک عقلا کے نہین ہوسکتا خیال کرو کہ اگر کسی عالم یگانہ یا شاعر اوستاد زمانہ نے کوئی کتاب لاجواب یا دیوان بلاغت عنوان ایسا تصنیف کیا ہو جسکے تمام مضامین لطافت قرین اور اشعار آبدار نہایت مقبول اور سزاوار پسند ارباب عقول ہون لیکن احیاناً بعض مضمون اوس کتاب نایاب کے یا دو چار شعر اوس دیوان لاجواب کے فہم عقل ظاہر سے دور ومستور بھی واقع ہوے ہون تو کیا دستور عقلا یہ ہے کہ اون بعض مضامین کتاب نایاب اور چند اشعار دیوان لاجواب کو عدم درک کے سبب سے نامقبول اور غیر معقول گمان کرین یہ جاے کہ اون بعض مضامین وابیات کے سبب سے تمام کتاب اور دیوان لاجواب کو نمانین اور مطرود ونا پسند جانین پس اگر مسئلہ ذبح جملہ احکام مخصوصہ دین اسلام سے بھی فرض کیا جاے اور وجہ اسکی اہل ظاہر کے فہم قاصر مین نہ آسکے تو بھی عدم فہم کے سبب سے اس خوبی خاص

کو نامقبول یا اسکے باعث سے اور تمام احکام مسلمۂ دین متین کو نامسلم
اور غیر معقول جاننا کسی طرح سزاوار عقل و اعتبار نہین ہی

مقدمہ دوم قبل بحث دلائل جواز و عدم جواز ذبح کے جاننا
اس بات کا بھی ضرور ہی کہ منکرین جو امر ذبح کو سخت نامناسب اور فعل
مذموم سمجھتے ہین یہ سمجھنا انکا صرف باقتضاے رقت جنسیت اور قیاس
کرنے جانون جملہ حیوانات کے اوپر جان عزیز اپنے کے ہوا کرتا ہی معہذا
سخت نامناسب اور مذموم سمجھنا فعل ذبح کا چار وجہون سے خالی نہین ہو سکتا
وجہ اول مٹانا کسی مصنوع الہی کا **وجہ دوم** جائز رکھنا صدمۂ حرمان
تمتع بقیہ حیات کا کسی جاندار پر **وجہ سوم** تجویز نفس محرومی جاندار تمتع بقیہ
حیات مستعار سے **وجہ چہارم** ایصال تکلیف اشد ذبح کا جاندار غیر خطاوار
پر ہرگاہ یہ چارون وجہین نامناسب ہونے امر ذبح کے بیان کی گئین تو اب
اس بات کا دریافت کرنا ضرور ہی کہ آیا یہ چارون وجوہ نامناسب ہونے
کے قتل نفس انسانی اور نفس حیوانی دونون مین برابر متصور ہین یا کیا پس
اس امر کے دریافت کرنے کے واسطے بیان ان چارون وجوہ کا علیحدہ
علیحدہ لکھنا چاہیے اما **وجہ اول** پس مخفی نہ ہے کہ مٹانا کسی مصنوع آکے
کا اس سبب سے نا جائز ہی نہین کہ خداوند تبارک و تعالی کو اوسکے مٹانے
سے کچھ ضرر و نقصان نعوذ باللہ منہا پہونچتا ہی یا اوسکے خزانہ مخلوقات مین
کسی ایک چیز یا بہت سی چیزون کے معدوم ہونے سے کمی اور خسارہ کی
صورت پیدا ہوتی ہی یا یہ کہ جس طرح آدمی کسی چیز کی صنعت مین کمال دقت

اور مشقت اوٹھاتے ہین اسی طرح خداوند تعالے کو بھی اوسکے بنانے
مین دقت اور مشقت ہوئی تھی لہذا مٹا دینے اوس مصنوع سے تضیع اوس
وقت اور مشقت کی لازم آتی ہی یا صانع حقیقی کو اوس جاندار کا بار دگر پیدا
کرنا ممکن نہین یا سا تھہ امکان کے مشقت طلب ہی ان صورتون مین سے
تو کوئی صورت بھی اس جگہ کسیطرح متصور نہین ہو سکتی ہان اس قدر قباحت
اس مٹانے مین عقلاً البتہ لابد ہی لازم آتی ہی کہ خداوند عالم نے ہرگاہ کسی
چیز کو اپنی مشیت اور کمال صنعت اور قدرت سے بنایا اور خلق فرمایا تو
انسان کو اوس مصنوع قدرت کا مٹا دینا کب سزاوار ہی جادۂ عقل وادب سے
تو یہ امر بالضرور دور معلوم ہوتا ہی کیونکہ اوس خالق حقیقی نے تو ایک چیز کو
اپنی مشیت وقدرت سے بنایا دوسرا کوئی مخلوق جو اوسکو مٹا دے تو یہ
مٹانا اوسکا خلاف مرضیات حضرت خالق کائنات ضرور ہوگا علاوہ اسکے
جو جو حکمتین اور مصلحتین اوسکے پیدا کرنے مین رکھی گئی ہین اون حکمتون اور
مصلحتون کا مٹانا بھی ضرور ہی لازم آئیگا پس جبکہ اصل منشا اس وجہ کی
قباحت کا معلوم ہوا تو جاننا چاہیے کہ اگرچہ اسمین کوئی شک وشبہ نہین کہ
جملہ اشیا اس عالم کی حکم ومشیت خداوندی ہی سے پیدا ہوئی ہین اور وجود
کسی شئے کا حکمت ومنفعت سے خالی نہین پیدا کیا گیا لیکن جس طرح پیدا
ہونا ہر شی کا حکم ومشیت سے ہی اور خالی حکمت ومصلحت سے نہین ہوتا
اسیطرح ہلاک ہونا بھی ہر شی کا اوسی خداوند حقیقی کے حکم ومشیت سے
ہی اور خالی حکمت اور مصلحت سے بھی ہرگز نہین ہوتا اور اگر اہلاک ان

تمام مخلوقات کا خالی حکمت اور مصلحت سے کہا جاوے تو قول محقق فعل الحکیم
لایخلو عن الحکمۃ کا ابطال ضرور لازم آوے علاوہ اسکے یہ بات بھی اپنی جگہ پر
بتحقیق تمامتر مقرر ہو چکی ہی کہ خداوند عالم نے جملہ اشیا کو اس جہان مین واسطے
منافع اور مصالح ذاتی نوع انسان ہی کے خلق کیا ہی اور بسبب محتاج ہونے
انسان کے طرف ان جملہ اشیا کے حکم عقلی اور اختیار قدرتی دخل و تصرف
جملہ اشیا کا انسان کو دیا ہی پس اس صورت مین جسطرح نوع انسان کو اپنے
منافع ذاتی کے واسطے پیدا ہونے تمام انواع مخلوقات کیطرف احتیاج ہی
اسیطرح ان سب انواع کی ہلاکت و انعدام کیطرف بھی ضرور ہی احتیاج ہی
بلکہ پیدا ہونے اکثر انواع سے مستہلک و منعدم ہو جانا اونکا تصرف و انتفاع
ذاتی انسان کیواسطے یہی عین مقصود ہی یہی عدم درحقیقت اونکا اصل سبب وجود
ہی دیکھو اوس صانع بیچون نے کیسی کیسی اشیا عجیب و غریب نباتات و معدنیات و حیوانات
مین خلق فرمائی ہین کیا کیا صنعتین اوس خلاق بیشبہہ و نمونے ان سب اشیا کے
خلق کیواسطے ظہور مین آئی ہین اور بالآخر تمام عجائب قدرت کی خوبی صنعت کا
مآل و مرتبہ کمال بحکم تحقیق حقیق یہی ہی کہ حضرت انسان ان سب اشیا کو اپنے دخل
و تصرف مین لاوے اور قسم قسم کے منافع ذاتی ہر ایک نوع کے دخل و تصرف سے پاوے
اور فوائد و ثمرات اوٹھاوے پس اگر مٹانا جملہ اشیای مصنوع قدرت کا مطلقا
خلاف مرضیات حضرت خالق کائنات ہوتا تو دخل و تصرف انسان کا نباتات
و معدنیات مین بھی کب جائز ٹھہرتا کیونکہ ان سب تصرفات مین قطع اور بریدہ
اور تبدیل و تغییر اور بالآخر محو و معدوم کر دینا ہر ایک شی یا اکثر اشیا کا تو ضروری ہی

لازم ہوتا ہے بلکہ تصرف تام نام اسی منقلب اور محو و منعدم کردینے کا رکھا گیا ہے
اور یہاں اس تصرف تام سے انسان کی ضرورتوں کا سرانجام کسی طرح پر متصور
نہیں ہو سکتا رہا یہ کہنا کہ ایسا تصرف جو کہ محو اور منعدم کردینے کا سبب ہو
نباتات و معدنیات وغیرہ میں جائز حیوانات میں جائز نہیں اسکا جواب
یہ ہے کہ نفس نسبت مصنوعیت کے سبب سے تو ایسا تفاوت ہو ہی نہیں سکتا
کیونکہ جس طرح نباتات و معدنیات مخلوق و مصنوع اوس صانع حقیقی کے
ہیں اوسیطرح حیوانات بھی مخلوق و مصنوع ہیں اور یہ بات بھی نہیں کہ
ایک نوع کا خلق کرنا خداوند صانع حقیقی پر آسان اور دوسرے نوع کا
خلق دشوار و گرانبار ہو پس مصنوع و مقدور ہونے کی نسبت سے تو جملہ
انواع مخلوقات ایک ہی مرتبہ میں برابر متصور ہیں ہاں اگر اس سبب سے
یہ تفاوت قرار دیا جاوے کہ نباتات و معدنیات کے تصرف میں کچھ کسیطرح کی
ایذا اونکو نہیں ہوتی اور حیوان ذی روح کے تصرف میں متاذی ہونا
اوسکا ضرور ہے اس وجہ سے تفاوت ہونا ان دونوں تصرفات میں
درصورت عدم قول باثبات حس نباتات جیسا کہ مذہب بعض حکما کا ہے
البتہ مسلم لیکن مآل عدم تجویز تصرف مفنیہ کا اس تقدیر پر عدم جواز تغییر ذات شئ
مصنوع کیطرف راجع نہوا بلکہ صرف تاذی ذی روح کے سبب سے یہ تصرف
ناجائز ٹھہرا پس درحقیقت مآل عدم جواز کا اس صورت میں راجع ہوا طرف
وجہ رابع کے وجوہ اربعہ مذکورہ بالا سے نہ طرف وجہ اول یعنی عدم جواز ہدم بنیان
مصنوع کے اور بیان وجہ رابع کا آگے چلکے معلوم ہوگا علاوہ اسکے

آگے چلکے یہ بات بھی بتصریح و توضیح تمام معلوم ہوجائیگی کہ ضرورت اور مصلحت کی نظر سے تو خود بعض افراد انسانی کا معدوم و منہدم کرنا بھی جائز بلکہ واجب ہوجایا کرتا ہی پس ہرگاہ عدم جواز ہدم بنیان مصنوع کی نظر سے خود نفس اشرف انسانی کا مٹانا بھی مطلقًا ناجائز نہین ٹھہرا تو ہدم نفوس حیوانیہ کا عدم جواز اس وجہ سے کب مطلقًا سزاوار قبول ارباب عقول ہوگا بلکہ جن وجوہ و ضرورات کے سبب سے ہدم وجود انسان عقلاً جائز ہی ہدم وجود حیوان تو ادن مراتب سے کمتر مرتبہ پر بھی عقلاً مجوز ہوسکے گا

اما وجہ دوم یعنی جائز رکھنا صدمۂ حرمان تمتع بقیہ حیات کا کسی جاندار پر یہ وجہ تو عقلاً ذبح حیوانات مین کسیطرح پر متصور ہی نہین کیونکہ ایسا صدمہ اور تاسف عقلاً مخصوص ہی ساتھہ اوس جاندار کے کہ مدرک ہو حیوانات غیر مدرک کو لحوق ایسے صدمے اور تاسف کا کب ہوسکتا ہی البتہ صدمہ عقلی جو کہ اعظم و اشد اقسام صدمات سے ہی اوس قسم صدمۂ اشد سے تو حیوانات بالکل مامون و مصون ہی پیدا کیے گئے ہین رہا صدمہ جسمی اس صدمۂ قسم غیر اشد سے جس قدر حصہ حیوانات بحکم عقل و نظر مقرر و ثابت ہوا ہی حقیقت اوسکی آگے چلکر بخوبی واضح کی جاوے گی ؎

اما وجہ سوم یعنی تجویز نفس محرومی جاندار تمتع بقیہ حیات مستعار سے بیان اسکا یہ ہی کہ قطع کرنا سلسلہ انقطاع کسی متمتع کا مطلقًا تو محذور اور خلاف عقل و شعور ہی نہین ورنہ چاہیے تھا کہ تصرف نباتات و اشجار بھی عقلاً ناجائز ہوتا کسواسطے کہ تمتعات نشو و نما اور تغذیہ و تنمیہ کے تو نباتات

واشجار کے واسطے بھی بالبداہت ثابت ہین سا تھا سکے منقطع کرنا سلسلہ
تمتع نباتات واشجار کا اور محروم رکھنا اونکو اس تمتع سے کسی عاقل کے
نزدیک محذور اور خلاف عقل وشعور نہین ہے اور وجہ اسکی سوا اسکے اور
کچھہ معلوم نہین ہوتی کہ چونکہ نباتات مین قوت ادراک علی المذہب الاصح
پائی نہین جاتی لہذا قطع کرنا اونکے سلسلہ تمتع کا کسی عاقل کے نزدیک
دور و محذور اور خلاف انصاف نہین سمجھا گیا پس معلوم ہوا کہ محذور و
نامحذور ہونے قطع سلسلۂ تمتع کا مدار و اعتبار صرف اوپر ثبوت ادراک و
عدم ادراک اوس متمتع کے ہوا کرتا ہے ہرگاہ یہ بات مقرر ہو چکی تو اب
کیفیت درک حیوانات کو اور اونکے جملہ اقسام تمتعات کو دریافت کرنا چاہیے
تاکہ محذور یا نامحذور ہونا قطع سلسلۂ تمتع حیوانات کا اوس تحقیق سے بخوبی
معلوم ہو جاوے اور جو قدر تفاوت درمیان سلسلہ تمتع حیوان اور
سلسلۂ تمتع انسان کے واقع ہے وہ قدر تفاوت بھی بوجہ احسن مفہوم ہو جاوے
مخفی نرہے کہ تمتع حیوانات کی دو قسمین ہین ایک تمتع نفس وجود وحیات
دوسرے تمتع اوسکے اور لوازم اور مستلذات کا لیکن قسم اول یعنی تمتع نفس وجود
وحیات پس بیان اوسکا یہ ہے کہ درک وشناخت تو نفس وجود وحیات
اپنے کی حیوانات کے واسطے ثابت لیکن یہ درک وشناخت حیوانات
مین عقلی نہین ہے صرف درک حسی ہے لہذا حیوانات کو اس درک سے یہ بات
حاصل نہین ہوتی کہ جسطرح انسان اپنے وجود وحیات کو پہچانتا ہے اور جملہ
نعماء دیگر سے مقدم اور بالاتر سمجھکر قدر اوسکی جانتا ہے اور فرق وامتیاز

کرتا ہے درمیان مراتب وجود وعدم کے اسیطرح حیوان بھی اپنے وجود
وحیات کو پہچانتے اور جملہ مستلذات ونعماے دیگر سے اسی کو مقدم ومعظم
جانتے اور فرق کرے درمیان مراتب وجود وعدم کے اور اوس فرق وامتیاز
سے نعمت وجود کو غایت درجہ ایک شئے عزیز اور نہایت عمدہ چیز خیال کرے
غرض حیوانات کو نفس ادراک اپنے وجود کا اسیطرح ہوا کرتا ہے جسطرح انسان کو بعض
اوقات نفس معرفت اور شناخت کسی شے کی بدون لحاظ اوسکی بھلائی یا برائی کے امر مرغوب
ونامرغوب ہونیکے حاصل ہے لہذا جسقدر قدر ومنزلت اکل شرب اور تمام مرغوبات اور مستلذات
کی حیوانات کو ہوتی ہے اور ان لذائذ زائدہ مین سے ایک ادنی لذت کو یہ تمام حیوانات محبوب اور مرغوب
جانتے ہین نفس نعمت وجود وحیات کی تو قدر منزلت اوسقدر بھی انکو نہین ہوتی
بلکہ اوسکی قدر ومنزلت سے تو یہ اصلا واقفیت ہی نہین رکھتے پس ہرگاہ
حیوانات نے تمتع نفس وجود اپنے کی قدر ومنزلت ہی نہ پہچانی تو زائل کرنا
ایسی تمتع کا اونسے جسکی قدر ومنزلت کا درک ہے انکو عنایت نہین ہوا ہے
مثل زائل کرنے تمتع اشجار ونباتات کی کچھہ محذور اور خلاف عقل وشعور نہین
ٹھہرا رہا یہ کہنا کہ حیوانات بھی تو اپنی جان کو نہایت عزیز رکھتے ہین کسواسطے
کہ جملہ موذیات اور مضرات سے اپنے تئین بچانے مین ہر وقت بدل وجان
کوشان رہا کرتے ہین اور علی ہذا القیاس طلب منافع کے واسطے بھی کمال
کوشش اور جوشش انکی ظاہر وباہر ہے جواب اسکا یہ ہے کہ بچانا حیوانات کا
اپنے تئین تمام آفات وموذیات سے کچھہ باقتضاے درک عقلی اور شناخت
قدر وجود اپنے کی نہین ہوتا بلکہ یہ امر ایک اقتضاے فطری اور کیفیت طبعی

اضطراری ہی خلاق مطلق اور حکیم برحق نے یہ اقتضا یعنی مادہ خوف جان کے بچانے کا اصل فطرت ہر ذیحیات مین رکھدیا ہی عقل و ادراک کی اسکیواسطے کچھہ ضرورت نہین بلکہ مثل اقتضای قوت جذب مقناطیس و کہربا کی اس اقتضا کو بھی سمجھنا چاہیے خود نوع انسانی مین بھی اس اقتضا کے واسطے دخل عقل و ادراک کی ضرورت نہین ہوتی چہ جاے حیوان اسیطرح طلب منافع مین بھی کوشش کرنا حیوانات کا کچھہ بسبب درک عقلی اور شناخت قدر و منزلت نفس وجود کے نہین ہوتا بلکہ اس طلب کے واسطے بھی ایک اقتضای خاص خلقت حیوانی مین رکھدیا گیا ہی اور ہر ایک طلب کی خواہش اسمین اس طرح پیدا کی گئی ہی کہ بدون حاصل کرنے اپنے مطلوب کے کسی طرح صبر و قرار ہی اوسکو نہین ہوتا الحاصل ان مقتضیات خاصہ کے غلبے کے سبب سے کوشش کرنا حیوانات کا جلب منافع اور دفع مضرات وجود مین کچھہ ثبوت محبت و قدردانی نفس وجود پر دلیل نہین ہی اور الحق کہ پہچاننا قدر نعمت وجود کا متفرع ہوا کرتا ہی اوپر درک عقلی کے نہ اوپر درک حسی کے دیکھو جس وقت کوئی آدمی مرض جنون کے سبب سے لایعقل محض ہو جایا کرتا ہی اور اصلا شائبہ درک عقلی کا اوسمین باقی نہین رہتا تو درک حسی کے ذریعے سے ادراک تو اپنے نفس وجود کا اوسکو ضرور ہوتا ہی لیکن قدر منزلت وجود و حیات کو وہ اوس وقت اصلا نہین پہچانتا اور کسی شے ادنی کے بدلے بھی اوسکو عزیز نہین جانتا پس جانورونکی نسبت بھی شناخت قدر نفس وجود کو قریب قریب اسی کے سمجھنا چاہیے یہان تک بیان قسم اول تمتع حیوانات کا تھا لیکن تمتع قسم دوم پس بیان

اوسکا موقوف ہی اوپر تفصیل اقسام اور شرح مفصل اوسکے کے واضح ہو کہ تمتع و
استلذاذ علاوہ نفس وجود حیات کے بھی دو قسمین ہین ایک تمتع اضطراری دوسرا
تمتع غیر اضطراری تمتع اضطراری اوسکو کہتے ہین کہ جسکا کسب و استحصال
کسی ضرورت لاحقہ کے سبب سے بناچاری لازم ہو اور باز رہنا اوسکی طلب
و تحصیل سے کسیطرح ممکن نہو سکے اور تمتع غیر اضطراری کو بخلاف اسکے یعنی
صرف بخواہش اختیاری و میلان غیر اضطراری سمجھنا چاہیے قسم ثانی اعلی
درجہ تمتع و استلذاذ ہی تا آنکہ یہی قسم تمتع خاص کیا گیا ہی ساتھہ اہل جنت کے
یعنی جنت مین کسی لذت کے طلب کے واسطے رنج و اضطرار لاحق نہوگا پس
کھائینگے اہل جنت اغذیہ لطیفہ اوسکی بدون لاحق ہونے تکلیف و اضطراب
بھوک کے اور مباشرت کرینگے ساتھہ اپنی ازواج کے بدون لاحق ہونے
تکلیف و اضطراب شہوت نفسانی کے اور ساتھہ عدم لحوق تکلیف و اضطرار
غلبۂ خواہش کے تلذذ نعمای جنت کا اعلے مدارج پر ہوگا یہان اگر کوئی یہ
اعتراض کرے کہ ہرگاہ غلبۂ خواہش ہی نہوا تو مزہ اون مستلذات کا کیا
حاصل ہوسکیگا کسواسطے کہ ہر ایک چیز کا مزہ صرف غلبۂ خواہش ہی کے سبب سے
ہوا کرتا ہی اور جسقدر غلبۂ خواہش زیادہ ہوتا ہی اوسی قدر شی مطلوب زیادہ تر
مرغوب ہوتی ہی بدون پیاس کے اگر پانی پیین تو کچھہ بھی مزہ اوسکا حاصل
نہین ہوتا اور اگر حالت تشنگی مین پیین تو غلبۂ تشنگی جسقدر زیادہ تر ہوگا پانی کا
مزہ بھی اوسیقدر زیادہ تر ہوگا جواب اس اعتراض کا یہ ہی کہ غلبۂ اضطرار
خواہش مولمہ مین جو کوئی چیز نہایت مرغوب ہوا کرتی ہی تو یہ نہایت مرغوب

ہونا صرف دفع رنج و تکلیف خواہش سولہ کے سبب سے ہوتا ہے نہ نفس
درک لذت و خوبی مستلذ کی سبب سے پس اوس تلذذ اضطراری کو اس طرح
سمجھنا چاہیے جسطرح کسی شخص کے پیٹ مین لشدت درد او پیچ لاحق ہو جسکے
سبب سے وہ شخص تڑپنے لگے پس اوس وقت کوئی شے اوسکو زیادہ اس سے
مرغوب نہین ہوتی کہ کسی طرح وہ تکلیف درد اوسکے دفع ہو جاوے ہرگاہ وہ
شخص بیت الخلا جاتا ہے اور دفع ریاح و فضلات سے اوس درد لاحق مین تسکین
پاتا ہے تو اوس تسکین کے وقت جیسی کچھہ جہت اور کمال تلذذ کی کیفیت اوسکو
حاصل ہوتی ہے اوس جہت و تلذذ کو خیال کرنا چاہیے کہ جملہ مستلذات و
مرغوبات جہان سے اوس وقت وہ کیفیت خاص اوسکو زیادہ تر پسندیدہ و
مرغوب ہوا کرتی ہے حال آنکہ وہ کیفیت انعدام درد کی فی نفسہ کوئی شی تلذذ
کی نہین ہوتی اور اگر کوئی شی تلذذ کی ہوتی تو چاہیے تھا کہ قبل لحوق درد
کے بھی باعث تلذذ ضرور ہوتی کس واسطے کہ حالت صحت مین قبل لحوق درد
کے بھی تو یہی حالت آسایش جو کہ بعد سکون درد کے حاصل ہوئی حاصل
تھی اوس وقت تو ادنی لذت و مسرت بھی اوسکی اس شخص کو معلوم نہوئی
اسی طرح وقت لحوق درد کے کسی عضو ظاہری مین زور سے پکڑنا اور دبانا
اوس عضو کا کس قدر باعث راحت و آسایش کا ہوتا ہے حالانکہ بدون لحوق
درد کے اوس طرح زور سے پکڑنا اور دبانا اصلا موجب راحت و آسایش کا
نہین ہوتا بلکہ موجب کسی قدر ایذا اور تکلیف کا ہوا کرتا ہے یا وقت غلبہ خارش
کے کھجلانا بدن کا لذت اس کھجلانے کی جیسی کچھہ ہے بر ظاہر حال آنکہ کھجلانا

فی نفسہ کوئی چیز تلذذ کی نہین ہی بلکہ درحقیقت تو وہ ایک موذی اور مکلف شیٔ
ہی اگر بدون خارش کے کسی محل بدن کو کھجلائین تو بغایت متکلف و ناگوار ہو
مگر صرف دفع تکلیف مولمہ خارش کے سبب سے جسقدر لذت اس امر غیر مرغوب
کی ہوا کرتی ہی بیان اوسکا نہین ہو سکتا پس حالت غلبہ خواہش مولمہ مین نہایت
مرغوب معلوم ہونا کسی شیٔ کا صرف دفع رنج و تکلیف کے سبب سے ہوا کرتا ہی نہ بسبب
نفس تلذذ سے مطلوب کے نفس تلذذ شیٔ مطلوب تو غلبۂ خواہش مولمہ کے سبب سے
مغلوب بلکہ مسلوب ہی ہو جایا کرتا ہی دیکھو شدت غلبہ جوع کے وقت کیسی ہی
کوئی بدمزہ اور نالائق شیٔ کھا لیجائے نہایت مرغوب معلوم ہوتی ہی اصلا برائی
یا بدمزگی اوسکی ظاہر نہین ہوتی الحق جملہ مرغوبات جہان کا اصل ذائقہ اور
مزہ حالت اختیار اور عدم شوق اضطراری مین دریافت کرنا چاہیے والا غلبۂ
اضطرار خواہش تو درحقیقت مانع ادراک اصل ذائقہ کا ہوا کرتا ہی اور محصل کلام
اس مقام مین یہ ہی کہ اگرچہ نفس خواہش تو تمتع غیر اضطراری مین بھی ضرور ہوتی ہی
لیکن وہ خواہش کچھہ خواہش تمتع اضطراری کی طرح ایسی غالب نہین ہوتی کہ باز رہنا
اوس سے کسی طرح ممکن نہو سکے اور ساتھہ عدم غلبۂ خواہش مذکور کے بھی تلذذ
تمتع غیر اضطراریکا اعلے مدارج تلذذ ہوا کرتا ہی جس طرح تلذذ میوہ انبہ وغیرہ
کہ باوجود غالب اضطراری نہونے خواہش میوہ مذکور کے تلذذ
اوسکا اعلی مدارج تلذذ ہی پس اصل تلذذ اور یہین اقسام تلذذ اس تلذذ تمتع
غیر اضطراری ہی کو سمجھنا چاہیئے کہ ادراک اسکے کمال خوبی اور مرغوبی کا کچھہ
بسبب رفع الم خواہش مولمہ اضطراری کے نہین ہوتا بلکہ اصل درک لذت سے

مطلوب مرغوب کے سبب سے ہوا کرتا ہے ہرگاہ اصل ماہیت اور کیفیت
تمتع اضطراری اور غیر اضطراری کی معلوم کی تو اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ
چونکہ حصول تلذذ تمتع اضطراری کا صرف حدوث و انعدام حالت احتیاج و اضطرار
کے سبب سے ہوا کرتا ہے نہ بدون اسکے لہذا باز رکھنا کسی متمتع کا اس تلذذ
سے دو طریق پر متصور ہے ایک یہ کہ حالت احتیاج اور اضطرار کی باقی رہے
اور ساتھ باقی رہنے اس احتیاج کے تمتع شے مطلوب و محتاج الیہ سے باز رکھین
جسطرح باز رکھنا کھجلانے سے باوجود موجود رہنے غلبۂ خارش کے دوسرے
یہ کہ اصل حالت احتیاج کی باقی نرہنے یا باقی نرکھنے کے ساتھ اوس
تمتع سے باز رکھین جسطرح باز رکھنا کسی صاحب خارش کا کھجلانے سے ساتھ
دفع ہونے یا دفع کرنے اصل مادۂ خارش کے پس ظلم اور بیرحمی اگر متصور ہے
تو صورت اول مین ہے نہ صورت ثانی مین کیونکہ ہرگاہ اصل منشاء اضطرار ہی کا
باقی نرہا تو باز رکھنا تمتع اضطراری سے ظلم اور بیرحمی کب ٹھہرا بعد سننے اس
تمام تمہید کے مخفی نرہے کہ اغلب تمتعات اور اصل اصول تمتعات جملہ
حیوانون کے اضطراری ہین نہ اختیاری کسواسطے کہ کھانا پینا ہگنا موتنا
یہی سب تمتعات اضطراری ہین جنمین تمام حیوانات شب و روز مشغول و
منہمک رہا کرتے ہین پس ایسے تمتعات اضطراری سے باز رکھنا حیوانات کا
اگر اس طرح پر ہو کہ ساتھ باقی رہنے کیفیت اضطرار کے ان تمتعات سے باز
رکھین اور ترسائین جس طرح باز رکھنا کسی بھوکے پیاسے جانور کا تمتع اکل و
شرب سے ساتھ موجود اور باقی رہنے کیفیت احتیاج و اضطرار کے

اس طرح کا محروم رکھنا تمتع مطلوب سے البتہ نہایت معیوب ہی اور موجب ظلم
اور بیرحمی سراسر متصور ہوسکتا ہی رہا باز رکھنا ایسے تمتعات اضطراری سے
دوسرے طریق پر یعنی یہ کہ اصل مادہ اضطراری باقی نرہے جس طرح کہ ساتھہ دفع
ہونے یا دفع کرنے اصل خواہش و اضطرار جوع و عطش کے تمتع اکل و شرب سے
کسی جاندار کو باز رکھین یہ باز رکھنا عقلاً ظلم اور بیرحمی کسی طرح نہین ہوسکتا اور اس
قسم باز رکھنے مین کچھہ کسیطرحکا اصلا رنج و آزار کسی جاندار کو نہین پہونچتا یہ سب
تو بیان جواز و عدم جواز قطع سلسلہ تمتع اضطراری کا تھا باقی رہا تمتع غیر اضطراری اگرچہ
ایک قسم تمتع غیر اضطراری کی بھی حیوانات مین پائی تو جاتی ہی جس طرح کودنا اور
کلیل کرنا چوپایون کا یا خوشی کے ساتھہ سبزہ زارون مین اوڑتے ہوے
پھرنا طیور کا ایسے تمتعات تو حیوانات مین بھی غیر اضطراری اور قبیل تمتعات
اختیاری سے ہوا کرتی ہین لیکن اول تو خود اس قسم کی تمتعات ہی حیوانات
مین نہایت کم ہین علاوہ اسکے خواہش اکل و شرب وغیرہ مقتضیات
اضطراری کا غلبہ حیوانات مین اس قدر زیادہ تر رکھا گیا ہی کہ جسکے روبرو
تمتعات غیر اضطراری کا ظہور ان مین نہایت کم بلکہ کالعدم سمجھنا چاہیے اور
باانیہمہ قسم تمتعات غیر اضطراری سے تو باز رکھنا حیوانات کا انسان کے
واسطے بضرورت اپنے فوائد اور منافع ذاتی کے باتفاق جملہ عقلا جائز ہی
ٹھہر چکا ہی چنانچہ باندھکر رکھنا جانورون کا اور بسبب قید و بند کے محروم رکھنا
اونکو کودنے اور کلیل کرنے سے اور باز رکھنا اونکے بچہ ہاے شیر خوار کا
قرب و مجاورت مادر سے واسطے بچانے شیر کے یہ سب کام بلا بحث و کلام

مقبول بلکہ معمول جملہ عقلاے انام کے ہو چکے ہین پس جسطرح حالت زندگی حیوانات
مین باز رکھنا اونکا اس قسم تمتعات غیر اضطراری سے انسان کے واسطے
جائز قرار دیا گیا اسیطرح ذبح کرنے کے ساتھہ بھی باز رکھنا اونکا اس قسم تمتعات
سے بلاشبہہ جائز ہی ٹھہرا بلکہ حالت زندگانی مین تو اونکو اس قسم تمتع سے
باز رکھنا بنسبت اس دوسری صورت کے نہایت اشد ہی کیونکہ اوس حالت مین
جیتے جی ترسانا حیوانات کا اس قسم مستلذات سے ہوا کرتا ہی بخلاف اس صورت
دوم کے کہ جیتے جی ترسانا اونکا لازم نہین آتا الحاصل بوجوہ مصرحہ مذکور قیاس
کرنا سلسلۂ تمتعات حیوانی کا اوپر سلسلۂ تمتعات انسانی کے کسی طرح سزاوار
قبول ارباب عقول نہین ہو سکتا علاوہ اسکے نوع انسان کو سوا ان تمتعات
فانی جسمانی کے تمتعات باقی لنفسانی بھی ہزارون ثابت ہین بسبب اسکے
کہ تمتعات عقلی ونفسانی نوع انسانی کے اعلے قسم تمتعات سے ہین اور وہ
سب تمتعات ساتھہ بقاے نفس ناطقہ کے باقی ودائمی ہوا کرتی ہین نہ مثل
تمتعات جسمانی کے فانی الی لہذا بسبب ماسول ہونے حصول ایسے تمتعات
عمدہ اور باقی کے یا محتمل ہونے ظہور وصدور اون منافع تام اور فوائد عام کے
جنکے آثار واطوار ہمیشہ کے واسطے یا بہت مدتون کے لیے اس جہان فانی
مین باقی رہ سکتے ہین ہر ایک لحظہ بقاے حیات اور حصول تمتعات انسانی
کا نہایت ہی عزیز اور کمال درجہ بیش بہا چیز ہی بحدیکہ ہزار سال زندگانی حیوانات
پر ایک لمحہ حیات انسان ضعیف البنیان کا تفوق وترجیح صریح رکھتا ہے۔

اما وجہ چہارم یعنی تکلیف ذبح پس اب بیان اوسکی حقیقت کا سننا چاہیے

یہ بات تو ظاہر ہے کہ کارخانہ تقدیر خداوند قدیر مین مدار و انحصار جملہ کاروبار
انسانی کا اوپر خلق انواع حیوانات ہی کے مقدر اور مقرر رکھا گیا ہے اور نوع
انسان ضعیف البنیان غایت درجہ حاجتمند پیدا کی گئی ہے اپنے کارہاے
ضروریہ کے روا اور اجرا مین طرف انواع حیوانات کے علاوہ اسکے یہ امر
بھی کسی طرح مخفی نہین کہ ہر انتفاع اور کارروائی انسان کی حیوانات سے
موقوف ہوا کرتی ہے اوپر تکلیف دہی اور رنج رسانی حیوانات کے کیونکہ بدون
تکلیف دہی اور رنج رسانی حیوانات کے تو اسکا کوئی کام بھی سرانجام نہین پا سکتا
یعنی تا وقتیکہ انسان حیوانات کو مقید و محبوس نہ رکھے اور ہلون مین تمام تمام دن
جوتنے اور منزلون مین سوار ہوکر تمام تمام دن ہانکنے اور دوڑانے کی تکلیف
نہ دے اور منون بار اپنا اور اپنے تمام حوائج و ضروریات کا اونپر نہ لادے اور
ان تمام مشقتہاے شاقہ کے لینے مین تمام تمام وزن و ضرب نگرتا رہے
اور اوقات ضرورت مین بیرحم ہوکر سختی تمام بار بار کر اونکو نہ دوڑاتے اور شدت
تب و تاب اور تعب و مشقت بحد و حساب سے عرق عرق اونکو نہ کر دیا کرے تو
حصول مطلب اور اجراے کار اون سب حیوانات سے سراسر محال و دشوار ہے
لہذا اسی مصلحت اور ضرورت کی نظر سے حضرت حکیم مطلق اور صانع برحق نے
اپنی حکمت بالغہ کے اقتضا سے ایسی تدبیر قدرتی کے ساتھہ ان حیوانات کو
خلق فرمایا ہے کہ قواے مدرکہ کو تو ان حیوانات کی بہ نسبت انسان کے نہایت
کُند اور ضعیف الحس خلق فرمایا اور بعوض اسکے اونکی قوت طبعی اور مزاجی کو
بہ نسبت انسان کے غایت درجہ قوی اور مضبوط بنایا تا کہ جس وقت انسان

اونکو اپنے منافع اور ضروریات کے واسطے تکلیف دہی اور رنج رسانی کرنا چاہیے تو اول تو بسبب ضعف اور کندی قوت حاسہ کے انکو حس و درک ہی اون شدائد و تکالیف کا چندان نہو دوم اگر تکالیف کا احساس بھی ہو تو بسبب قوت طبعی اور مزاجی کے جسقدر احساس رنج و تکلیف کا ہوا وسکو بخوبی اوٹھا لیں اور شدائد و تکالیف لاحقہ کو چندان خیال مین نہ لائین پس یہی حکمت بالغہ حکیم مطلق کا سبب ہے کہ حیوانات کیسے کیسے شدائد و تکالیف پاتے ہین اور کیا کیا زور آور زیادتیان انسانون کی اوٹھاتے ہین آدمی کیسا ہی مضبوط اور جفاکش کیون نہو اگر عشر عشیر بھی اون شدائد و تکالیف کا پاوے اور یکی از ہزار و اندکی از بسیار بھی اون مشقتون مین سے اوٹھاوے تو غالبًا ایک ہی دو روز مین اون شدائد و تکالیف سے جانبر نہو سکے اور بھلا یہ شدائد و تکالیف تو حیوانات پر صرف نوع انسان کے زور اور زبردستی کے سبب سے ذکر کی گئین قطع نظر ان شدائد و تکالیف کے بھی فی نفسہ جو کچھ سامان خلقی معیشت و زندگانی حیوانات کا مقرر ہے وہ خود بہ نسبت سامان معیشت نوع انسان کے اس قدر سخت تر اور درشت تر واقع ہوا ہے کہ اگر انسان اوس قسم سامان معیشت کے ساتھ زندگی کرنا چاہے تو کسیطرح اوس سے ممکن ہی نہو سکے جو جو وجوہ و اسباب کہ حیوانات کے واسطے سراسر موجب آسایش و آرام ہین انسان کے حق مین وہی وجوہ و اسباب سراپا باعث تعب و ایلام ہین دیکھیے اصل مدار سکونت و قرار حیوانات کا کچھ اون قصور و ایوانات پر جو کہ صدمات حر و برد وغیرہ آفات ارضی و سماوی

سے بچا سکین نہین رکھا گیا نہ پہننا لباس دافع رنج وضرر کا اونکے واسطے
مقرر ہوا پس اصل وضع خلقی اونکی معیشت کی اکثر اسیطرح پر مقرر ہی کہ جسم عریان
کے ساتھہ بلا قصور ومکانات کے بآسایش تمام بسر کرتے ہین نہ شدت
حرارت آفتاب چندان اونکو ستاتی ہی نہ تکلیف ایام برف وبرد اور صعوبت
ہوای سرد سے جان سخت اونکی چندان رنج وضرر اوٹھاتی ہی انسان ضعیف اگر
اس طرح پر بسر کرنا چاہے تو نہایت دشوار اور خارج اوسکے حیز اختیار سے ہی
علی ہذا القیاس قوای شامہ اور ذائقہ مین بھی حیوان اور انسان کے اتنا
بعد وتفاوت رکھدیا ہی اور اس درجہ فرق وامتیاز مقرر کیا ہی کہ انسان کو کسی
نہایت متعفن جگہ پر ایک دم ٹھہرنا یا کسی نہایت تلخ اور بدمزہ چیز کا اندک چکھنا
اور زبان پر رکھنا موجب اذیت جانی اور باعث تکلیف روحانی کا ہوا کرتا ہی
بخلاف جانورون کے کہ اگر کیسی ہی بدبو اور متعفن جگہ پر گذرین یا ٹھہرین اوسکی و
تعفن وبدبو کی اصلا پروا بھی اونکو نہین ہوتی بلکہ اکثر بدبودار چیزین تو خود خوراک
اصلی ان جانورون کی مقرر ہوئی ہین اسی طرح جو جو حشائش ونباتات تلخ وبدمزہ
خوراک مرغوب اور غذاے مطلوب جانورون کی واقع ہوئی ہین انسان لطیف المزاج
کو تو ذرا چکھنا اور زبان پر رکھنا بھی اونکا دشوار اور خارج از حیز اختیار ہی اور قوت
لمس مین تو مابین انسان اور حیوانات کے اسقدر تفاوت شدید اور بون بعید
واقع ہوا ہی کہ جن جن خار وخس کو حیوانات مثل حلواے بے دود کے کھاتے ہین
انسان ضعیف لطیف اگر ایک لقمہ بھی اونکا کھاے تو کمال سختی اور تیزی اور
خشونت کے سبب سے حلق ودہان ہی اس بیچارے کا پھٹ جاوے

اور یقین ہی کہ ایک ہی دو لقمہ مین خود مائدۂ زندگانی سے ہاتھہ اوٹھا لے
جانور جس مزے کے ساتھہ خار ہاے خشک کو مثل حلواے تر کے کھاتے ہین
انسان لطیف و ضعیف تو کچے اناج کو بھی اوس طرح سے بے تکلف محض نہین
کھا سکتا آلحق اصل سبب ان تمام تفاوت و امتیازات شدیدہ کا مابین انسان
اور دیگر حیوانات کے یہی ہی کہ جانورون کو خداوند علیم حکیم نے بہ نسبت نوع
انسان کے نہایت قوی الطبع اور ضعیف الحس خلق فرمایا ہی اور چونکہ خلقت
جانورون کی شکل انسان کے مدنی الطبع مقرر نہین کی گئی اور قوت اکتساب
صنائع وغیرہ کی بھی اونکو نہین دی گئی لہذا اگر خداوند علیم حکیم اس طرح قوی الطبع
اور ضعیف الحس اونکو خلق نفرماتا تو بسر ہونا اونکی زندگانی کا جس طرح پر کہ متعذر
ہی سخت اشکال بلکہ اسر محال ہوجاتا پس درحقیقت حکمت مقتضی اسی بات کی
تھی کہ کمال قوت تحمل شدائد و تکالیف کی حیوانات کو دیجاے اور اصل
خلقت اونکے درک آلام و اذیات مین بہ نسبت انسان کے نہایت ضعیف الحس
مقرر کیجاے الحاصل غایت ضعیف الحس اور قوی الطبع ہونا حیوانات کا
تو درک و احساس جملہ انواع مولمات مین بالبداہۃ ثابت اور متحقق ہی پس
ہرگاہ اور تمام اقسام شدائد و تکالیف کے ادراک مین مابین نوع انسان
اور اور حیوانات کے بون بعید اور تفاوت شدید ثابت ہوا تو درک و احساس
تکلیف ذبح مین بھی تفاوت شدید اور بون بعید ہونا ضرور ہی مسلم ٹھہرا کسواسطے
کہ اصل مدار و انحصار تو قوت اور حدت احساس جملہ مفرحات و مولمات کا
حدت و قوت الحس پر رکھا گیا ہی نہ فقط النفس ذی مزاج یا ذی حس ہونے پر

کیونکہ نفس ذی روح ہونے کے واسطے تو خود لزوم وثبوت نفس حساس کا
بھی ضروری نہیں ہی اور اگر ایسا ہوتا تو عارضۂ خدرلینی سُن مین باوجود ذی روح
ہونے جسم کے ابطال احساس ہونا اور کبھی بعض اعضاے انسان اور
حیوان کا باوجود ذی روح ہونے کے اصل خلقت مین غیر ذی حس پیدا ہونا
کب ممکن تھا رہا نفس ذی حس ہونا اوسکی واسطے بھی قوت وحدت احساس
کی کچھ خواہ مخواہ لازم نہین ہوتی کسواسطے کہ باوجود ثبوت اس بات کے
کہ حس لمس تمام جسم انسانی مین پھیلی ہوئی ہی مرتبہ احساس تمام اعضا کا برابر
نہین ہوتا ظاہر اعضا مین از انگشت سبابہ تا سائر اعضا ہی دیگر کس قدر فرق
مرتبہ احساس ایک عضو کا دوسرے عضو سے ثابت و متحقق ہی علاوہ اسکے
ہنگام لحوق الم شدت بخار یا تبخیر باوجود مبتلا ہونے تمام بدن سرتاپا کے یا تمام
اعلے حصۂ بدن کے صدمۂ رنج و تکلیف مین جس قدر صدمہ اوس رنج و تکلیف کا
قلب و دماغ پر ہوا کرتا ہی اور کسی عضو پر عشر عشیر بھی اوسکا نہین ہوتا حال آنکہ تقسیر
قوت احساس مین تو سبھی اعضا شریک ہوتے ہین پس باوجود ذی حس ہونے
اور اعضا کے مرتبہ درک و احساس قلب و دماغ اور درک و احساس دیگر سائر اعضا
مین کس قدر بعد و تفاوت بیّن معیّن ہی غرضکہ ہر ذی روح کے آلات حسیہ لئے
جو ایک مرتبہ خاص درک و احساس کی قوت خلقی کا از روے اقتضاے مزاج
نوعی یا شخصی کے عنایت ہوا ہی کم و بیش اوس مرتبہ سے کسی راحت یا اذیت
کا احساس بھی کوئی ذی روح ہرگز نہین کر سکتا لہذا کمال درجہ متفاوت ہونا
اذیت ذبیح حیوان اور اذیت ذبیح انسان کا بسبب تفاوت خلقی مرتبہ قوت

احساس ان دونون کی اوس قبیل سے ہی کہ جسکا کوئی عاقل بھی انکار
نکر سکیگا خلاصہ مقصود اس تمام مقدمے کا یہ ہی کہ جن جن وجوہ کی نظر سے منکرین نے
امر ذبح کو قتل نفس انسان پر قیاس کیا ہی اور اس قیاس کے سبب سے نہایت
اشنع اور قبیح قرار دیا ہی غلطی فہم منکرین کی قیاس مراتب مذکور مین بالضرور ثابت
اَلحق جسقدر قبائح متعلق ذبح حیوان مین متصور تھین بیان اون سب قبائح کا
بشرح وبسط تمام کیا گیا اور جواب باصواب بھی ہر ایک قباحت کا بوجوہ موجہ
عقلیہ دیا گیا اوس سب شرح وبیان سے یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی کہ سوا نفس
تکلیف ذبح کے اور کوئی قباحت تو درحقیقت اس جگہ معتبر ہی نہین ہو سکتی
رہی نفس تکلیف ذبح ہونا تو اوسکا مسلّم لیکن چونکہ بنسبت تکلیف اشد قتل انسان
کے جسپر اصل قیاس اسکا کیا گیا تھا یہ تکلیف درحقیقت تکلیف خفیف وخفت
واقع ہوئی ہی نہ برابر تکلیف قتل انسان کے اشد وازید لہذا ایسے قیاس کر
پر اعتبار شناعت اس تکلیف کا بھی مقبول اور سزاوار پسند ارباب عقول نہین ہی
اور محصل کلام اس مقام مین یہ ہی کہ مزاج انسانی اعدل امزجہ از روی خلقت
کے واقع ہوا ہی یعنی جو مرتبہ اعتدال خلاق حقیقی نے مزاج انسان کو عنایت فرمایا ہی
وہ مرتبہ اعتدال اور کسی نوع کو انواع حیوانات سے ہرگز عنایت نہین فرمایا
یہان تک کہ اقرب امزجہ طرف اعتدال حقیقی کے مزاج انسان ہی واقع ہی
چونکہ نفس ناطقہ انسانی اشرف واکمل تھا مزاج بھی مبدء فیاض سے
واسطے تعلق اوس نفس کے موافق شان اور احتیاج اوسی نفس کے عنایت
ہوا یا یہ کہیے کہ جیسا مزاج اعدل تھا ویسا ہی نفس بھی اوسکے تعلق کیواسطے

اکمل تجویز ہوا لہذا جو قوت اور صحت اور حدت ادراک حسی کے بسبب اعدل ہونے کے انسان کو حاصل ہی وہ قوت اور صحت اور حدت ادراک حسی کے اور کسی نوع کو انواع حیوانات سے ہرگز حاصل نہین ہوئی یعنی درک حسی انسان کا ادراک حسی جانداران دیگر سے ہزار درجہ فائق تر واقع ہی اور قیاس ایک کے مرتبہ حس کا دوسرے کے مرتبہ حس پر کسیطرح معتبر نہین ہوسکتا یہان اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ بعض جانورونکو تو بعض حواس خاص نسبت حواس خاص انسانی کے اس قدر زیادہ تر قوی عنایت کیے گیے ہین کہ عشر عشیر بھی اوس قوت کا حاسہ خاصہ انسانی مین بمقابلہ حاسہ خاصہ حیوانی کے پایا نہین جاتا چنانچہ بعضے طیور حالت طیران مین غایت بلندی سے ایک اودنے شئ کو زمین پہ دیکھکر اوتر آتے ہین انسان اگر اوس قدر بلندی سے اوس شئ کا دیکھنا چاہے تو کبھی بھی نہین دیکھہ سکتا چیونٹی کی قوت شامہ کا یہ حال ہی کہ مٹھائی وغیرہ شئ مرغوب اوسکی کہین کیسی ہی حفظ و احتیاط کے ساتھہ کیون نرکھی ہو صرف زور و قوت شم سے درک اوسکا کر کے محل مطلوب پر اکثر پہونچ جایا کرتی ہی حال آنکہ انسان کو اوس طریق پر ہرگز درک اوس شئے کا نہین ہوسکتا پس ان وجوہ سے یہ بات ظاہر ہی کہ کچھہ فقط نوع انسان ہی کو کمال قوت درک حسی کی عنایت نہین ہوئی بلکہ بعض انواع حیوانات تو نوع انسان سے بھی اس مرتبہ درک مین افضل اور اکمل واقع ہوئی ہین اور اگر کمال قوت اور حدت درک حواس کی کمال اعتدال مزاج نوعی ہی کے سبب سے تسلیم کیجاے تو جو بعض جانور کہ غایت طاقت اپنی کسی حاسہ خاصہ مین حاصل رکھتے ہین چاہیے کہ یہ غایت

طاقت اونکی حاسہ خاصہ کی بھی کمال اعتدال مزاج نوعی ہی کے سبب سے مسلم ہو
اور اختصاص کمال اعتدال مزاج نوعی کا ساتھہ انسان سے کوئی امر ہی نہ ٹھہرے
جواب اس اعتراض کا یہ ہی کہ بعض قسم حیوانات کو جو کمال قوت کسی حاسہ خاصہ
کی گویا بطور فضل جزئی کے عنایت کی گئی ہی صرف بسبب ضرورت خاصہ نوعیہ کے
یہ صفت خاص اوسکو عنایت ہوئی ہی کس واسطے کہ حکیم مطلق نے جس طریق و
عنوان خاص پر جس جاندار کی خلقت نوعی بنائی ہی موافق ضرورت و احتیاج
اوس نوع خاص سے کوئی قوت او صفت کارروائی ضروری خاص کی بھی ضرور کر
اوسکو عنایت فرمائی ہی مثلاً مثلاً جس جانور کی خوراک نوعی دریا کے اندر کی
پیرتی ہوئی مچھلی مقدر اور مقرر کردی گئی ہی اوس جانور کو ایک چالاکی اور قوت
خاص طیران اور عروج و نزول کی اور بھی تیزی اور سرعت خاص قوت نظر کی
اس طرح پر عنایت ہوئی ہی کہ اور کسی جاندار کو اس صفت خاص کا ایک شائبہ
بھی عنایت نہیں ہوا اسیطرح اور بعض بعض جانوروں کا بھی اختصاص ساتھہ کسی
صفت خاص کے باقتضای حکمت خداوند حکیم و فیاض مطلق صرف ضرورت
نوعی خاص ہی کے سبب سے سمجھنا چاہیے پس یہ اختصاص خاص کسی نوع حیوان
کا دلیل اس بات پر نہیں ہو سکتا کہ وہ حیوان خاص حدت و قوت جملہ حواس میں
اور کمال اعتدال مزاج نوعی میں عدیل و عدیل نوع انسان کا واقع ہوا ہی یا
صفت کمال اعتدال میں انسان سے بھی زیادہ تر متحقق کیا گیا ہی کس واسطے
کہ جو حدت اور قوت ادراک حسی کی کمال اعتدال مزاج نوعی کے سبب سے
ہوا کرتی ہی وہ حدت و قوت مخصوص ساتھہ ایک حاسہ خاصہ کے ہرگز نہیں ہو سکتی

بلکہ نسبت مزاج نوعی کے سبب سے تو جملہ حواس مین اوس حدت اور
قوت کا ظہور ضرور چاہیے رہا صرف ایک حاسہ خاصہ مین قوت کا زیادہ ہونا
اور اور تمام حواس مین ضعف ہونا یہ نہین ہوتا مگر مزاج نوعی یا شخصی کے ایک
نوع اقتضائی خاص کے سبب سے یہان تک کہ بعض افراد انسانی مین بھی اس قسم
کی حدت اور قوت خاص ایک حس کے ساتھ ضعف اور تمام حواس و آلات
کی خصوصیت مزاج شخصی ہی کے سبب سے ہوا کرتی ہے نہ بسبب کمال اعتدال مزاج
شخصی کے غرضکہ ازدیاد قوت کسی ایک حاسہ خاصہ کا دلیل اوپر کمال اعتدال مزاجی
کے نہین ہو سکتا علاوہ اسکے اول تو ہمارا کلام اس مقام پر درحقیقت صرف اوس
حس مین ہے جس حس کے ساتھ درک الم ذبح متعلق ہوا کرتا ہے یعنی قوت لمس اور
اسمین شبہہ نہین ہے کہ کمال حدت اور قوت حس لمس کی بسبب کمال اعتدال
مزاج نوعی کے مخصوص ساتھ نوع انسان ہی کے کی گئی ہے اور کسی نوع کو
انواع حیوان سے اس قوت احساس خاص مین انسان لطیف الجسد کے
ساتھ مساہمت اور مناسبت ہرگز معلوم نہین ہوتی دوسرے ہمارا مقصود بحث
اس جگہ خاص پر بھیڑ بکری اونٹ وغیرہ حیوانات مخصوصہ ذبح سے ہے نہ اور تمام
حیوانات سے اور ان حیوانات مخصوص بالذبح کا بہ نسبت انسان کے کمال
ضعیف الحس اور قوی الطبع ہونا ایک امر بدیہی ہے کہ جسمین کچھ بحث و کلام ہی نہین
ہو سکتا اب ہم اسجگہ مولف مخزن الادویہ کے ایک قول کو نقل کرنا با قتضائے
موقع و وقت مناسب سمجھتے ہین مولف ممدوح نے بیان ضان یعنی گوسفند مین
بموجب تحقیق بعض محققین اطبائے اہل اسلام کے اسطرح پر ذکر کیا ہے اور کیفیت

خالق نوع گوسفند کو باین عبارت بپیرایۂ شرح وبیان دیا ہی کہ نسبت بحیوانات دیگر
بسیار بلید وقابل تعلیم نیست واز کمال بلادت بر سر خلایق می ایستد ووحشت و اضطراب
نمیکند وہمین یک جہ جبلیت سحم آن واشال آن انست از حیوانات ضعیف النفس والادراک
زیرا کہ حیوانات قوی ذکی الحس والادراک عند الذبح حرج والم بسیار میبا بند ونفس آنہارا
تعلقی ببدن خود ونفس ذابح میباشد ولہذا اکثر حرام شدہ اند در شرع شریف تمام
ہوا قول صاحب مخزن کا اور اس بیان سے ایک اور خدشہ بھی مٹ گیا تشریح
اوسکی یہ کہ اس مقدمے مین وجہ دوم اور سوم کے بیان مین جو یہ بات کہی
گئی تھی کہ حیوانات کو بسبب عدم ادراک عقلی کے حرمان بقیہ حیات کا غم نہین ہو سکتا
اور تمتع نفس وجود وحیات کی بھی کچھ قدر ومنزلت بسبب لا العقل ہونے کے اونکے
نزدیک نہین ہی ایک خدشہ اوس جگہ اس طریق پر متصور تھا کہ بندر وغیرہ بعض
حیوانات کے ادراک مین بھی تو نہایت ذکاوت ثابت ہوتی ہی گو وہ ادراک اون
بعض حیوانات کا ادراک عقلی نہی صرف مرتبہ فراست ہی سہی لیکن کمال ذکاوت
اون بعض حیوانات کے ادراک کے اوس درجہ پر پائی جاتی ہی کہ ادراک عقلی مین
اور اس ادراک مین کمتر فرق معلوم ہوتا ہی پس ساتھہ مشاہدہ ایسے ادراک کے
کس طرح یہ بات سزاوار تسلیم ہو سکتی ہی کہ حیوانات کو حرمان تمتع بقیہ حیات کا غم
والم ہی ثابت نہین یا تمتع نفس وجود وحیات کی کچھہ قدر ومنزلت ہی اونکے نزدیک
نہین ہی یہ سب خدشہ بیان مندرجۂ بالا سے بخوبی مندفع ہوگیا یعنی اگر بالفرض
ثبوت اوس درجہ غایت ذکاوت کا لبعض الانواع مین قبول ہی کر لیا جاے تو بھی
ہمارے مطلب خاص کے ثبوت کے واسطے کچھہ اصلا مضرت نہین ہی کس واسطے

کہ ہمارا کلام تو خاص بھیڑ بکری وغیرہ جانوران ماکول اللحم کی عدم ذکاوت مین ہی اور یہ بات ظاہر ہی کہ بندر وغیرہ بعض انواع حیوانات سے کہ جسں تو کاوت کا ذکر کیا گیا ان جانوران ماکول اللحم مین تو اوس ذکاوت کا کوئی اصلا شائبہ بھی ثابت نہین ہوسکتا بلکہ یہ جانوران مخصوص بالذبح تو تمام انواع حیوانات مین ساتھہ کمال بلادت ہی کے گویا بالاختصاص خاص کیے گئے ہین تمام ہوا مقدمہ دوم یہان تک تو تمہید مقدمات کی تھی اب یہان سے بیان وجوہ ودلائل ثبوت رخصت وضرورت ذبح حیوانات کا شروع کیا جاتا ہی اور یہ بیان مشتمل ہی اوپر چند مقاصد کے حضرات مستمعان والاشان جملہ وجوہ ودلائل کو بگوش اعتنا اصغا فرمائین مقصد اول مخفی او محتجب نرہے کہ معترضین جو امر ذبح کو خلاف مقتضای ترحم کہتے ہین اور اسیوجہ سے کارہ اور محترز اکل لحم سے رہتے ہین ہمارے نزدیک یہ دعوی معترضون کا محض بی اصل او صریح غیر صحیح ہی کسواسطے کہ رحم نام ہی ایک کیفیت رقت قلبی کا کہ مقتضی تفضل و احسان کی بہ نسبت کسی دوسرے کے ہوا کرتی ہی اور عدم اختصاص اس صفت رقت قلبی کا ساتھہ کسی قوم وفریق کے فرق واقوام سے بمشاہدہ عینی ظاہر وباہر ہی بلکہ قطع نظر مشاہدہ عینی اور تجربہ حسی سے کے خود بداہت عقل بھی حاکم اسی بات کی ہی کہ ہرگاہ یہ صفت رقت قلبی ایک صفت خلقی طبعی ہی نہ کسبی ارادی مخصوص ہونا اس صفت خلقی طبعی کا ساتھہ کسی فریق ومذہب خاص کے گو وہ فریق فرقہ آزاد قیود و مذاہب ہی کیون نہو کسی طرح پر ممکن اور متصور نہین ہوسکتا پس اس صورت

مین باوجود غیر مخصوص ہونے طور صفت مذکور کے مخصوص ہونا ظہور مقتضای
صفت مذکور کا یعنی تخلف اس صفت کا اپنے مقتضا سے باین طور کہ
صفت مذکور بعض قوم یا افراد خاص مین مانع امر ذبح سے ہو اور اکثر مین نہو
کوئی معنی ہی نہین رکھتا اور کسیطرح معقول و مقبول نہین ہو سکتا الحق
بعض قوم یا بعض اشخاص خاص سے کے خلاف مقتضای طبع ہونے امر
ذبح سے خلاف مقتضای نفس ترحم ہونا اسکا کس طرح ممکن ہے کس واسطے
کہ فقط منکرین ہی سے گروہ خاص مین وجود ارباب ترحم دلی اور رقت
قلبی کا انحصار و اقتصار تو نہ از روی تجربہ مشہود عقلای روزگار ہے اور
نہ بحکم بداہت عقلی کسیطرح سزاوار قبول و اعتبار ہے بلکہ کثرت انواع افراد ہی
جملہ اہل مذاہب مجوزین ذبح کی نظر سے تو وجود ارباب رقت و رحمدلی
کا گروہ اقل قلیل منکرین مین عشر عشیر سے بھی کم بلکہ کالعدم متصور ہے پس
اگر امر ذبح خلاف مقتضاے نفس ترحم ہوتا تو بلا اختصاص کسی فریق خاص
کے جملہ ارباب ترحم کے مقتضا سے خلاف ہونا اسکا ضرور تھا اور ہرگاہ
خلاف ہونا اسکا جملہ ارباب ترحم کے مقتضا سے ثابت نہوا تو دعوی اسکے
خلاف مقتضای نفس ترحم ہونے کا محض بے اصل و صریح غیر صحیح ٹھہرا
یہان اگر کوئی شخص معترضون مین سے یہ بات کہے کہ امر ذبح نفس ترحم
کے مقتضا سے گو خلاف نہو لیکن کمال مقتضای غلبہ ترحم سے تو یہ
امر بلا شبہہ خلاف ہے اور انحصار و اختصاص اتفاقی کمال غلبہ ترحم کا
عقلاً ناجائز نہین ہو سکتا اسکا جواب ہم اسطرح پر دیتے ہین کہ انحصار

واختصاص اتفاقی کمال غلبہ ترحم کا ساتھہ بعض افراد اور اشخاص خاص کے
جائز سہی لیکن کسی مذہب و فریق خاص کے ساتھہ تو یہ اختصاص بھی کسیطرح جایز نہین
ہوسکتا علاوہ اسکے ہرگاہ امر ذبح کو تم نے صرف خلاف کمال ترحم قرار دیا اور
خلاف نفس ترحم ہونا اسکا قبول نہین کیا تو نہایت امر خفیف بلکہ اخف ہونا
امر ذبح کا تو خود تمھارے ہی قول سے ثابت ہوچکا معہذا ہم پوچھتے ہین
کہ ایک شخص یا چند اشخاص خاص اگر ادعا اختصاص کمال ترحم کا اپنے
ساتھہ اور بھی ادعا مسلوب ہونے اس صفت کا اور تمام افراد ذی رحم
عالم سے ظاہر کرتے ہین تو اس دعوی کے واسطے آیا کوئی دلیل بھی
اونکے پاس ہی یا نہین اگر یہ دعوی اونکا بلا دلیل ہی تو ہم کب اوسکو
مانین گے اور کس طرح صحیح جانینگے اور اگر یہ دعوی مع الدلیل ہی تو
ہم پوچھتے ہین کہ آیا وہ دلیل کونسی ہی یہی خلاف مقتضای ترحم جاننا ذبح
جانورون کا دلیل اس دعوی کی ہی یا علاوہ اسکے اگر علاوہ اسکے کوئی
دلیل ہی تو بیان کرین اور اگر صرف خلاف ترحم سمجھنا ذبح جانورون کا ہی
دلیل ہی تو یہ دلیل تو اس جگہ کسیطرح معقول و مقبول نہین ہوسکتی کسواسطے
کہ امر ذبح کے خلاف مقتضای نفس ترحم یا کمال ترحم ہونے مین تو خود
اس جگہ بحث و کلام ہی ہی پس اس جگہ فقط امر ذبح کے خلاف ترحم سمجھنے
کو کسی شخص کے نفس رحمدلی یا کمال رحمدلی کے ثبوت پر بلکہ اوس شخص
خاص کی ذات واحد کے اندر اس صفت کے انحصار اور اقتصار پر دلیل
لانا کب معقول و مقبول ارباب عقول ہوسکتا ہی علاوہ اسکے یہ بات بھی

پر ظاہر ہو یا ہر گز کسی ایک شخص یا چند اشخاص خاص سے اگر منع اکل لحم سے کیا
اور ذبح جانور کو خلاف ترحم قرار دیا تو ایسا اظہار کسی ایک شخص یا چند اشخاص خاص
کا کچھ خواہ مخواہ ترحم دلی ہی کے سبب سے بالیقین ثابت نہین ہو سکتا بلکہ
عقلاً بعض وجوہ و بواعث اور بھی اسکے ہو سکتے ہین جسطرح تنفر طبعی خلقی کسی
شخص خاص کا اکل لحم سے یا عدم رغبت و میلان طبعی خلقی طرف لحم کے یا بسبب
ناموافقت مزاجی کے یا لحوق کسی مرض خاص کے متضرر ہونا لحم سے یہ سبب
وجوہ بھی باعث تنفر و اجتناب کے ضرور ہو سکتے ہین پس اگر کسی ایک شخص
یا چند اشخاص خاص کو درحقیقت تو منجملہ ان وجوہ کے کسی ایک وجہ سے تنفر
و اجتناب کلی اکل لحم سے لاحق ہو مگر لبظاہر وہ ایک شخص یا چند اشخاص اپنے
کمال رحمدلی اور بےنفسی ظاہر کرنے کے واسطے اور اشخاص کو بھی
اکل لحم سے منع کرین تو یہ منع کرنا اونکا بعینہ ایسا ہوگا جس طرح کوئی شخص
عنین دراصل تو لذت مجامعت سے بی نصیب ہو لیکن لبظاہر وہ شخص اپنا
اعتقاد لوگون کے دلون مین جمانے کے واسطے کمال تقدس جتانے
اور اور تمام آدمیون کو بھی ازدواج اور تناکح سے مانع آوے پس تعجب ناشی
ہونے ایسے ایسے احتمالات عقلی کے کسی شخص خاص کے ایسے دعوی
بے دلیل پر کس طرح تیقن کلی ثبوت رحمدلی کا ہو سکتا ہے بعد سننے اس
دلیل جلیل کے اتنا اور بھی معلوم کرنا چاہیے کہ اگرچہ خلاف مقتضای ترحم
نہونا امر ذبح کا اس دلیل سے بوضاحت و صراحت تمام ثابت ہوا لیکن ایک
توہم اس جگہ البتہ باقی رہا یعنی ممکن ہے کہ منکرین اس مقام مین اس طرح پر

توہم کرین کہ اور تمام مذاہب واقوام مین جو فعل ذبح اور اکل لحم حیوانات مروج ہی اور جملہ ارباب ترحم اون سب مذاہب واقوام کے اسکو جائز رکھتے ہین یہ جائز رکھنا اون سبکا کچھہ دلیل اوپر عدم مخالفت اقتضای ترحم طبعی ہی کے نہین ہوسکتا بلکہ اصل بواعث اس جائز رکھنے کے اور ہین اول تبعیت مذہب دوم کمال مروج ہوجانا اس عمل کا پس اول تو اتباع امر مذہبی کے سبب سے کچھہ اصلا چون وچرا اس باب خاص مین نہین کرسکتے دوسرے بسبب کمال مروج ہوجانے اس عمل خاص کے سب اہل زمانہ گویا عادی اسکے ہوگئے ہین اور برائی اسکی اونکی آنکھون سے بالکل چھپ گئی ہی کسواسطے کہ رواج کے سبب سے جو امور کہ معیوب ہوتے ہین وہ بھی معیوب معلوم نہین ہوا کرتے ظاہرا اصل سبب جملہ ارباب ترحم کے اسباب مین چون وچرا نکرنے کی یہی دو ہین والا درحقیقت تو ترحم طبعی سے یہ عمل بالضرور خلاف معلوم ہوتا ہی کسواسطے کہ انھین سب مذاہب اقوام مین ایسے ذی ترحم اشخاص بھی ہوا کرتے ہین کہ باوجود گوشت کھانے کے اپنے ہاتھہ سے کسی جانور کے ذبح کرنے کو نہایت خلاف ترحم سمجھتے ہین بلکہ ذبح ہونا جانور کا اپنی آنکھہ سے بھی دیکھہ نہین سکتے چیونٹی کو توستانا اہل ترحم برا جانتے ہین چہ جای ذبح جانوران دیگر علاوہ اسکے اکثر فقرای اہل دل خود فریق اسلام مین ایسے گذرے ہین جنکے حالات ومقالات سننے سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی جاندار کو اونے ایذا دینا بھی گوارا نہین کرتے تھے یہانتک کہ بعض اس قسم کے اکابر کے کلام سے بلکہ خود بعض کتب دینیہ اہل اسلام سے اختیار کرنا مداومت والتزام اکل لحم

کا مذموم معلوم ہوتا ہے اور اختیار کرنا پیشہ قصابی کا بھی نہایت مذموم سمجھا
گیا ہے پس ان سب حالات و مقالات کے سُننے سے ایسا مفہوم ہوتا ہے
کہ امر ذبح خلاف مقتضای ترحم تو ضرور ہے کیونکہ جملہ اہل ترحم جس مذہب و
ملت سے ہوں دل سے اس امر کو مکروہ و ناگوار سمجھتے ہیں گو اتباع مذہبی
یا کمال ترویج امر عادی کے سبب سے چون و چرا اسمیں نکر سکیں ہرگاہ تقریر
تو ہم معلوم ہوئی تو اب جواب با صواب بھی اسکا سننا چاہیے مخفی نرہے
کہ حق سبحانہ تعالیٰ شانہ نے طبائع انسانی کو بہت سے اطوار و اقسام پر پیدا
فرمایا ہے پس بعض تو اون میں اسقدر شدید القلب ہیں کہ آدمی کا بیگناہ قتل
کر ڈالنا بھی اونکے نزدیک کچھ بات نہیں اور بعض اس درجہ رقیق القلب ہیں
کہ ایک چیونٹی کے ستانے کو بھی آدمی کے قتل سے کم نہیں سمجھتے اور بعض
آدمی بین بین واقع ہوئے ہیں اور بین بین کے واسطے بہت سے مراتب ہیں
یعنی کسی میں رحم غالب قہر مغلوب اور کسی میں قہر غالب رحم مغلوب اور کسی میں
درجہ مساوات بعد دریافت کرنے ان تمام مراتب افراط و تفریط و اعتدال
طبائع انسانیکے اس بات کا تحقیق کرنا چاہیے کہ آیا عقل کے نزدیک ان سب
اقسام میں کونسی قسم درحقیقت لائق توصیف و مدح ہے اور کونسی قسم سزاوار
ذم و قدح اور چونکہ دریافت کرنا ان مراتب کی خوبی و زشتی کا موقوف ہے اوپر
دریافت حسن و قبح نفس مراتب قہر و رحم کے لہذا اول اس بات کو سمجھنا چاہیے
کہ قہر و رحم اگرچہ دو صفتیں ہیں متضاد اور بادی النظر اہل ظاہر میں صفت
رحم مطلقاً محمود معلوم ہوتی ہے لیکن اگر بچشم غور و تحقیق دیکھا جائے تو با وجود

متضاد ہونے ان دونون صفتون کے خیر محض یا شر محض ہونا کسی صفت کا بھی
ان دونون مین سے ثابت نہین ہی اور درحقیقت ہر ایک صفت انمین سے
اپنے اپنے موقع پر مدح اور قدح دونون کے ساتھہ متصف ہو سکتی ہی لہذا
جسطرح رحم کرنا موقع رحم پر نہایت ممدوح ہی علی ہذا القیاس قہر کرنا بھی موقع
قہر پر نہایت ممدوح ہی خیال کرو کہ اگر کوئی شخص کسی ظالم خلق آزار پر رحم کرے
اور اعانت اوسکی چاہے یا مار خونخوار اور عقرب جان آزار اور اور تمام
درندہائے جفا کار پر رحم کرے اور تائید اونکی چاہے تو یہ رحم کسی ستمگار بد کردار
کے ظلم سے کسیطرح کم نہین ہوتا ہرگاہ یہ معلوم کیا تو جاننا چاہیے کہ جو آدمی
محض رقیق القلب ہین اور صفت رقت و ترحم نہایت درجہ اونپر غالب ہی
اور کسی موقع اور محل پر سوا لطف و ترحم کے قہر و خشم کا ظہور اون سے امکان
ہی نہین رکھتا اگرچہ یہ غلبہ اونمین غلبہ صفت جمالی ہی لیکن حکمت و اخلاق کی
نظر سے یہ غلبہ بسبب اسکے کہ حد اعتدال مناسب سے متجاوز ہی درحقیقت مقدوح
ہی نہ ممدوح کیونکہ حکمت و اخلاق کی رو سے تو ہر ایک صفت کا حد اعتدال
مناسب ہی پر ہونا ممدوح ہوا کرتا ہی دیکھو کمال غلبۂ رقت و رحمدلی والے کا اقتضا
تو یہ ہوتا ہی کہ کسی قصاص کی ضرورت سے بھی قتل نفس واقع نہو اور مار خونخوار
اور عقرب جان آزار کو بھی کوئی نہ ستائے کسی آدمی کے پھوڑے کا چیرنا اور
زخم کا گوشت کاٹنا اور سختی سے دبا دبا کر آلایش زخم صاف کرنا بھی اوسکی نظر رقت
و ترحم مین نہایت شاق اور تکلیف مالا یطاق ہوا کرتا ہی یہانتک کہ ان سب
امور کی اپنی آنکھہ سے دیکھنے کی بھی اوسکو کسیطرح تاب نہین ہوتی چہ جائے

کہ خود اپنے ہاتھ سے ان سب امور کو سرانجام دے سکے اور جو لوگ کہ ایسے
امور کو کہ درحقیقت رحم بصورت قہر ہین اپنے ہاتھ سے سرانجام دیا کرتے ہین
اون لوگون کو بھی یہ شخص اپنی نظر رقت و ترحم مین نہایت درجہ بیرحم اور سخت دل
سمجھا کرتا ہے لیکن ایسا غلبہ بیفرط صفت رحمدلی کا اوسپر نظر حکمت و اخلاق مین
کبھی کسی طرح ممدوح و غیر مقدوح نہین ہو سکتا بلکہ سخت دلی رگزن و جراح و مارکش
وغیرہ اشخاص دافع ظلم و ایذا کی اس شخص کی رحمدلی سے ہزار درجہ بہتر ہے بعد
معلوم کرنے اس تمام تمہید کے سمجھنا چاہیے کہ ہرگاہ قہر اور رحم دو صفتین
خلقی طبعی ہین تو نہایت مغلوب القہر یا نہایت مغلوب الرحم اشخاص کا کسی ملت
و قوم خاص کے ساتھ مختص ہونا تو ہو ہی نہین سکتا بلکہ ان دونون صفتون
کے اشخاص ہر ایک ملت و قوم مین موجود ہوا کرتے ہین پس جو لوگ جس مذہب
و قوم مین نہایت درجہ رقت قلبی اور ترحم دلی کے ساتھ موصوف و متصف
ہین شان تو اونکی وہی ہے جو کہ اس سے پہلے ذکر کی گئی یعنی عمل رگزن و
جراح و مارکش کو بھی بسبب کمال غلبہ رقت قلبی کے اپنی نظر سے نہین دیکھ
سکتے لہذا کب ممکن ہے کہ ایسے اشخاص عمل ذبح کو سخت دشوار و ناگوار شمار
نکرین اور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا تو درکنار اور کسی شخص کے ہاتھ سے
بھی ذبح ہونا کسی جانور کا دیکھ سکین بیشک مذہب اہل اسلام مین بلکہ تمام
مذاہب و اقوام مین ایسے اشخاص بھی موجود تو ہوتے ہین لیکن ایسے
کمال مغلوبی غلبہ رقت و رحمدلی سے نظر حکمت و اخلاق مین کچھ ممدوح نہین
بلکہ ممدوح وہی مرتبہ اعتدال مناسب ہے کہ موقع و محل کی نظر سے رحم و قہر دونون

کے مابین واقع ہوئیں جس طرح ایسے حضرات رحمدل کے عمل رگزن وجراح
ومار وعقرب کش کے نہ پسند کرتے اور نہ دیکھ سکنے اور سخت وشوار وناگوار
شمار کرنے سے یہ سب اعمال ممدوح نہ موم ومقدوح نہیں ہو سکتے اور ظلم اور
بیرحمی سے کرناحتہ متصف نہیں کیے جا سکتے اسی طرح عمل ذبح بھی ایسے حضرات
مغلوب الترحم کے نہ دیکھ سکنے اور دشوار وناگوار شمار کرنے سے مقدوح و
ناممدوح کب ہو سکتا ہی اور ظلم و بیرحمی کب شمار و اعتبار کیا جا سکتا ہی اور
چونکہ وجود سرا پا جود ایسے حضرات کا ہر قوم وملت مین قلیل بلکہ اقل ہی اور
اکثر عقول وآرا تمام اہل مذاہب کے خلاف اسکے واقع ہوے ہین یعنی
مغلوب الرقت ازروی خلقت اس طرح واقع نہین ہوے لہذا اعتبار
اکثر اکا ہی نہ اقل کا غرضکہ ترحم قلبی ان بعض حضرات کا بسبب اسکے کہ
یہ صفت اونکی حد اعتدال مناسب سے خارج اور متجاوز واقع ہوئی ہی حکمت
واخلاق کی نظر مین کسیطرح معتبر نہین ہی اور اگر ایسا مرتبہ کمال مغلوب الرقت
ہونیکا عقلا ممدوح ومعتبر ہوتا تو قتل وقصاص ظالمان خونریز کا اور مارنا
درندون کا اور سانپون اور بچھوون کا اور چیرپھاڑ کرنا زخمون کا اور ترسانا اور
رولانا اطفال خوردسال کا اوقات علالت مین قید وبنا شدت پرہیز سے یا
زد وکوب کرنا اطفال کا ضرورت تعلیم وتادیب سے یہ تمام امور بموجب حکم و
تجویز ایسے حضرات رحمدل کے ممنوع ومحذور ضرور قرار پاتے اور بے رحمی
اور سختدلی محض سمجھی جاتی الحاصل کمال رحمدلی ایسے مغلوب الحال آدمیون
کی عقلا کسی طرح سزاوار اعتبار نہین ہی رہا اکل لحم سے محترز رہنا بعض زہاد

کا وہ صرف ریاضت اور نفس کشی وغیرہ یا جمود و خمود نفس کے سبب سے
ہوا کرتا ہے نہ بنظر ظلم اور ناجائز سمجھنے اکل لحم کے اور مذموم سمجھنا پیشہ قصابی
کا دلیل اس بات کی نہین ہے کہ ذبح جانور کا ظلم اور ناجائز ہونے کے سبب سے
پیشہ قصابی مذموم سمجھا گیا ہے کس واسطے کہ بہت سے افعال اور امور دنیا
مین ایسے ہین کہ عقلاً اور شرعاً فی نفسہ مباح ہین مگر بطور پیشہ کے اختیار
کرنا اونکا مذموم و مکروہ سمجھا گیا ہے خلاصہ مدعا یہ کہ جو بزرگوار جس مذہب اور
قوم کے کمال غلبہ رقت قلبی کے سبب سے مغلوب الحال ہین ذبح جانور
اونکے نزدیک امر دشوار اور ناگوار تو ضرور رہتا ہے لیکن ایسا غلبہ رقت رحمدلی
ان حضرات کا نظر حکمت و اخلاق مین کیسیطرح ممدوح ہے نہ سزاوار اعتبار بلکہ
جسطرح قہر مفرط عقلاً مذموم و مقدوح ہے اسیطرح رحم مفرط بھی درحقیقت
مذموم و ناممدوح ضرور ہے پسند کرنا ترحم بیجا و بیمحل کا عقل و انصاف دونون سے
بہایت دور ہے باقی رہی یہ بات کہ رحم مفرط قہر مفرط کیطرح اکثر احوال مین
ملوم و مذموم کس واسطے نہین ہوتا سبب اسکا یہ کہ ضرر قہر مفرط بیشتر متعدی
ہوا کرتا ہے اور ضرر رحم مفرط اکثر لازمی علاوہ اسکے صاحبان قہر مفرط سے
جس طور پر وقوع و شیوع ظلم و زیادتی کا اکثر جا متصور ہوا کرتا ہے صاحبان
رحم مفرط سے وقوع و شیوع ظلم و زیادتی کا اوس طور پر ہرگز متصور ہی نہین
ہوسکتا مگر وہ ان اشخاص خاص صاحبان رحم مفرط سے کہ ساتھہ رکھنے
اس صفت کے منصب حکومت بھی رکھتے ہون البتہ غلبہ صفت رحم بھی
مثل غلبہ صفت قہر کے اکثر جا مستوجب خلق آزاری کا ہوجایا کرتا ہے اسواسطے

کرے رحم بر ظالم ستم بر جان مظلومان بود + لیکن اسکے ساتھ بھی فرق وتفاوت بالذات وبالتبع کاان دونون قسمون کے ضرر کے ظہور مین ضرور ہی پس قہر مفرط بالذات باعث ظلم وستم ہی بخلاف رحم مفرط کہ قہر مفرط کی طرح بالذات کسی جا باعث ظلم وستم کا نہین ہوتا اسی نظر سے غلبہ صفت رحم غلبہ صفت قہر کیطرح مذمت اور وقاحت کے ساتھہ معتبر اور مشتہر نہین کیا گیا

مقصد دوم واضح ہو کہ منکرین ذبح اور جملہ شدائد وتکالیف کو جو کہ آدمیون کے ہاتھہ سے حیوانات پر برابر جاری ہین بلا عذر وانکار وحجت وتکرار جائز سمجھتے ہین مگر تکلیف ذبح کو اشد تکلیف اور موجب فنای نفس حیوانی ہونے کے سبب سے نہایت قبیح اور ظلم صریح کہتے ہین ہمارا کلام اس مقام مین یہ ہی کہ تکلیف ذبح اشد تکلیف اور موجب فنای نفس حیوانی سہی لیکن با مین اس تکلیف اور جملہ انواع تکالیف مجربہ کے ایک تفاوت وامتیاز صریح اس قسم کا دیکھا جاتا ہی کہ اوس تفاوت وامتیاز کے لحاظ کرنے کے بعد اور تکالیف کو جائز اور تکلیف ذبح کو ظلم سمجھنا محض خلاف اور سراسر بعید از عقل وانصاف نظر آتا ہی تبئین مقال اور تفصیل اجمال یہ کہ تکلیف ذبح کہ عبارت صدمۂ موت سے ہی ایک امر ہی فی نفسہ ضروری الوقوع اور متیقن الوقوع کس واسطے کہ لحوق موت ہر ذی حیات کے واسطے بالیقین ضرور ہی اور ہنگام نزع روح تکلیف اشد کا ہونا یہ بھی خداوند خلاق حقیقی کے کارخانۂ قدرت ومشیت مین ایک مقرری دستور ہی بخلاف تکالیف دیگر کہ وقوع اون تکالیف کا مثل تکلیف موت کے کوئی امر ضروری اور لابدی

نہیں ہوتا اور قطع نظر سببیت عمل مکلف خاص سے کے وجود ضروری الوقوع غیر محتاج
طرف سبب یا اسباب خاصہ کے نہیں رکہتا بلکہ اصل حقیقت اور تمام تکالیف
کی اسیقدر ہی کہ فقط سبب معین خاص یعنے دخل و تصرف عمل انسان ہی
پر منوط اور موقوف ہوا کرتی ہین اور اصل سبب انکا سوا دخل و تصرف عمل
خاص انسان کے اور کچھہ نہین ہوتا لہذا اگر انسان اون تکالیف سے
کسی حیوان کو باز رکھنا چاہے تو بلا شبہہ باز رکھہ سکتا ہی مگر تکلیف موت
ایک ایسا امر ضروری الوقوع ہی جسکا ظہور محتاج طرف کسی سبب یا اسباب
معینہ خاصہ کے ہرگز نہین کیا گیا اور نہ بچاو اوس سے کسی ذیحیات کا کبھی
کسیطرح پر متصور ہو سکتا ہی پس نہایت عجیب بات ہی کہ جو تکالیف غیر ضروری الوقوع
کہ جنکے حدوث و لحوق کا صرف انسان ہی کے عمل و اختیار پر مدار ہی
اور انسان کو حیوانات کے اون تکالیف سے محفوظ رکہنے کا بھی اختیار
ہی اون تکالیف کے پونہچانے مین تو انسان ظالم نہین ٹھہرا اور جو تکلیف
ضروری الوقوع کہ حدوث و لحوق اوسکا موقوف اوپر دخل و تصرف انسان
کے ہرگز نہین رکھا گیا اور انسان کسی ذیحیات کو اوس سے محفوظ ہرگز
نہین رکھہ سکتا بلکہ اگر انسان اوس تکلیف سے کے بچانے کی ہزار دن فکر و تدبیر
بھی کرے تو بھی لحوق اوس تکلیف مقرر کا وقت خاص مین ضروری ہی ایسی
تکلیف کے واسطہ ایصال ہونے مین انسان ظالم و ناظلم قرار پایا اگر
اس تکلیف ضروری سبے اختیاری کے واسطہ ایصال ہونے مین
انسان گنہگار ہی تو اون تکالیف غیر ضروری اختیاری کے پونہچانے مین

بدرجہ اولی گنہگار ہی اور اگر اون سب تکالیف مین گنہگار نہین تو اس تکلیف مین گنہگار ہونے کے کیا معنی علاوہ اس وجہ کے ایک اور وجہ بھی اسی قسم تفاوت و امتیاز کے درمیان تکلیف ذبح اور تکالیف مجبریہ دیگر کی ثابت و متحقق ہی بیان اوسکا یہ کہ اور جملہ تکالیف مین کوئی فائدہ ذاتی خاص حیوان مکلف کا اصلا نہین ہوا کرتا صرف انسان ہی کے فوائد ذاتی پر ابتنا اون سب تکالیف کا ہوتا ہی بخلاف اس تکلیف ذبح کے کہ اوسمین فائدہ ذاتی حیوان مذبوح کا بھی ضرور ہوتا ہی کیا ذبح کی تکلیف شدید سے موت امراض کی اشد تکلیف مین تخفیف نہین ہوتی کیا حرکت آنے ذبح تکلیف اشد زمانی موت امراض کو نہین کھوتی پس اس وجہ دیگر کی بنا پر بھی یہ بات ظاہر و باہر ہی کہ ہرگاہ اور جملہ تکالیف جنکا ہمارے ہی فائدہ ذاتی پر دار و مدار ہی اونکے پونہچانے مین ہم کسیطرح گنہگار و خطاوار نہین ہین تو جو تکلیف کہ اوسمین علاوہ ہمارے فائدہ ذاتی کے خود حیوان مذبوح کا بھی فائدہ ذاتی ضرور ہوا کرتا ہی اوس تکلیف کے واسطہ ایصال ہونے مین کس طرح ہم گنہگار اور خطاوار ہو سکتے ہین یہان اگر کوئی شخص یہ بات کہے کہ سبحان اللہ کیا خوب فائدہ حیوان مذبوح کا تصور کیا ہی کہ اوس بیچارے کی تو جان جاتی ہی اور کہتے ہین کہ اسمین اوسکا فائدہ ہی بھلا جب وہ بیچارہ اپنی جان ہی سے گیا تو فائدہ اوسکا کیا ہوا اور بالفرض اگر فائدہ بھی ہوا تو مرجانے کے بعد اوس فائدے سے اوسکو کیا حاصل ایسا فائدہ محض بیفائدہ ہی جواب اس اعتراض کا اس طرح پر سمجھنا چاہیے کہ اگر دو شخص مجروح ہون کے

قتل و ہلاک کے واسطے کوئی حاکم اس طرح حکم دے کہ ایک مجرم کی گردن توفی الفور طرفۃ العین مین اوڑوا دیجاے کہ خود دیکھنے والونکو حیرت ہو کہ آیا وہ شخص موجود تھا بھی یا نہین اور دوسرے کو قسم قسم کی تکلیفون اور تعذیبون کے ساتھ کئی کئی روز یا کئی کئی پہر مین صعوبت اور اذیتین دے دے کر اس طرح پر مصیبتون کے ساتھ قتل کرین کہ کبھی اوسٹا لٹکا کر بیدون اور کوڑون اور زیر بندون سے خبر اوسکی لین کہ تمام بدن اوسکا از سرتا پا پھٹ نکلے اور شرارے خون کے ہر بن مو سے جاری ہو جائین کبھی لوہے کی سلاخین آگ مین سرخ کر کے اوسکے بدن کو سر سے پانون تک داغین کبھی تیل مین کپڑے تر کر کے اوسکے ہاتھون اور پانون مین لپیٹین اور مشعل کیطرح اوسکو جلائین کبھی اوسکے تمام زخمہاے بدن مین کوئی تیزاب یا نمک مرچ پسوا کر بھر دین کبھی آنکھین اوسکی نکلوائین کبھی کھال کھچوائین غرض اسیطرح انواع و اقسام تعذیبات بید و عد کے ساتھ جان اوس ناتوان کی نکالین تو کیا صرف اس نظر سے کہ آخر تو دونون مر ہی گئے ان دونون کی سختی اور آسانی کا فرق بنظر اونکے مراتب نفع و ضرر ذاتی کے کچھ فرق معتبر متصور نہوگا اور ایک شخص کو بہ نسبت دوسرے کے گویا نہایت آسایش کے ساتھ بے تکلیف محض مرنا اور کمال راحت کے ساتھ گذرنا درحقیقت کوئی فائدہ ذاتی اوسکا نہین سمجھا جائیگا مر جانے کے بعد دونون کے رنج و راحت کا یکسان ہو جانا دوسری چیز ہے اگر اوس اعتبار سے دیکھا جائے تو بادشاہ کی کمال عشرت و کامرانی فقیر کی نہایت

مسببیت اور کاہش جانی کے ساتھہ ایک ہی مرتبہ مین برابر متصور ہو سکتی
ہین کیونکہ انجام آخر سب کا فنا ہے اور فنا کے بعد ہر ایک رنج و راحت
دنیاے فانی کا کان لم یکن اور خواب و خیال ہو جانا ضروری ٹھہرا ہے
بلکہ مرنے کے بعد کا عالم تو ایک عالم ہی دوسرا ہے خود اسی جہان مین کوئی
راحت و رنج ایسا نہین کہ بعد گذر جانے کے کان لم یکن معلوم نہو پس
اصل خلقت انسانی کا تو اصل اقتضا یہی ہے یعنی اقتضای اصل خلقت
ہی سے انسان محض وابستہ حال اور بلحاظ رنج و راحت گذشتہ سے سراسر
فارغ البال پیدا کیا گیا ہے لیکن حالت بعد مرگ سے ہمکو اس جگہ بحث نہین
ہے بلکہ ہمارا کلام اس جگہ حالت آخر عمر اور زمان نزع روح مین ہے کہ جس وقت
و حالت سے زائد کٹھن کوئی وقت و حالت بھی ذیحیات کے واسطے نہین
ہوتی پس جو تفاوت دونون مجرمون کے قتل کا اور کمال سختی اور آسانی
کا اوس وقت اخیر مین بیان کیا گیا وہ تفاوت اس مرتبہ کا ہے کہ اگر ایک
ہی مجرم کے واسطے ان دونون صورتون کا قتل تجویز کیا جاے اور
احد الشقین کے قبول کا اختیار اوسکو باین طور دیا جاے کہ اگر مجرم مذکور
طالب آسانی موت کا ہے تو آج ہی گردن اسکی ایک طرفۃ العین مین اوڑا دیجائیگی
گی لیکن مہلت زندگی ایک روز کے واسطے بھی اس صورت مین اوسکو
حاصل نہوگی اور اگر آسانی موت سے اسکو کچھہ کام نہین بلکہ دو چار
چھہ مہینے زندہ رہنا چاہتا ہے تو مہلت زندگی اسکے واسطے اس شرط پر
منظور ہو سکتی ہے کہ کمال سختی موت کو یہ شخص قبول کرے یعنی بعد انقضاے

مدت دو چار چھہ مہینے ایام مہلت سے کے انواع شدائد و اذیات سے کے
ساتھہ سزا پائیگا اور جن جن تکالیف اشد کا ذکر اوپر گذر گیا اون سب تکالیف
کے پانے اور مصیبتون سکے اوٹھانے کے بعد قتل کیا جائیگا تو اس
صورت مین باوجود اسکے کہ اختیار شق موت اشد تکالیف مین مہلت
زندگانی کئی مہینے کی حاصل ہوسکتی ہی اور زندگانی ایک روز بلکہ ایک ساعت
کی بھی جسقدر نہایت عزیز چیز ہی حاجت شرح وبیان کی نہین رکھتی لیکن
اون تمام آلام کے ساتھہ مرنا جنکا ذکر کیا گیا ایسی مصیبت سخت ہی کہ جسکا
گوارا کرنا ساتھہ لالچ زندگانی چند ماہ کے بھی کسیطرح پر متصور نہین ہوسکتا
یقین تو یہی ہی کہ مجرم مذکور بمقابلہ موت آسانی سکے چند ماہ کی زندگانی کو اون
سب تکالیف کی شرط پر جنکا ذکر کیا گیا کبھی بھی اختیار نکرے گا اور اگر احیاناً
کوئی شخص بسبب اسکے کہ وجہ دو ذہنی اور خارجی مین زمین آسمان کا تفاوت
ہوا کرتا ہی اون سب شدائد متصورہ سے اغماض کر کر طمع زندگانی چند ماہ مین
شق موت اشد ہی کو اختیار کرلے تو جس وقت وہ زمان اشد تکالیف آئیگا
اور اون تمام تکالیف کو یہ شخص اوٹھائیگا تو اوس وقت اپنے فہم سابق پر
ضرور ہی پچھتائیگا یہ ممکن ہی نہین کہ ایسے شق مصیبت کے اختیار کرنے
سے اپنے اوپر یہ شخص نفرین نکرے اور اوس وقت اول کو جسمین اسکو اختیار
اھون الشقین سکے قبول کرنے کا دیا گیا تھا یاد کرکے اپنے حال پر کمال پر
نروسے اور موت شق ثانی یعنی قتل آسانی کو ایک دولت و عشرت بیحد
وعدسمجھکر اوس حالت پر ملالت سکے سمجھکر آہ وزاری اور فریاد وبیقراری

اپنی جان اوسکے افسوس ہی مین نہ کھوئی پس موت راحت اور موت
سخت مصیبت سکے نفع و نقصان کا حال اور فرق و تفاوت بدرجۂ کمال
اس جگہ سے بخوبی تمامتر متصور ہو سکتا ہی الحق موت مصیبت تکالیف و
صعوبات مذکورہ بالا کے ساتھ اس درجہ سخت تر ہی کہ جن تکالیف و صعوبات
کے مقابلے مین موت آسانی کو بمنزلہ راحت زندگانی تصور کرنا چاہیے
ہر گاہ یہ سب معلوم کیا تو اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ موت ذبح حیوانات
کی کمال آسانی تو بالبداہہ ظاہر و باہر ہی یعنی یہ موت تو وہی موت آنی اور
موت کمال راحت و آسانی ہوا کرتی ہی جسکا ذکر احد القسمین قتل مجرم مین
کیا گیا رہی موت بدون ذبح یعنی سختی امراض کے ساتھ مرنا حیوان کا اس
قسم کی کمال شدت اور صعوبت بہ نسبت قسم دوم یعنے موت مصیبت کے
اوس کمال شدت اور صعوبت سے کے جسکا ذکر قسم دوم قتل مجرم مین کیا گیا
اگر زیادہ نہین تو کم تو کسیطرح یہ متصور نہین ہو سکتی کس واسطے کہ اول تو ایسے
وقت تکلیف و مصیبت مین کہ جسکی ایک ایک پل ایک ایک سال کے برابر
اور پہاڑ سے زیادہ سخت تر ہوتی ہی کئی کئی روز یا اوس سے درجہ پہرون گھنٹون
مبتلا رہنا جاندار کا سختی مرگ و نزع روح مین اس شدت مصیبت کا کچھہ حد و
حساب ہی نہین ہی دوم یہ کہ تکلیف موت امراض اور نزع روح کی سختی فی نفسہ
ایسی بلا کی سختی ہی کہ جسکے مقابلے مین تمام دنیا کی تعذیبون کو نہایت کم
بلکہ کالعدم سمجھنا چاہیے کوئی تعذیب و سختی کیون نہو نہایت مبالغہ اوسکے
کمال تاذی سکے بیان مین انسان جس وقت کرنا چاہتا ہی تو یہی کہتا ہی

کہ فلان تعذیب وتکلیف سے جان پر بنگئی یا نزع کا حال ہوگیا یا دم لبون پر
آگیا یا مرجانے مین کچھ باقی نہین رہا پس ہرگاہ اور تمام تعذیبات و
تکلیفات کا دنیا مین انتہای اندازہ عقلی یہی ہی کہ اون سب تعذیبات وتکلیفات
کے مبالغہ اور حد شرح وبیان کا حالت جان بلبی اور نزع روح ہی پر قیاس
کیا جاتا ہی تو اب خیال کرنا چاہیے کہ خود حالت اصل نزع روح اور جان بلبی
کی جو کہ مشبہ بہ تمام جہان کی تعذیبات اور تکلیفات کی واقع ہوا کرتی ہی
کس قدر ردی بلا حالت ہی کہ کوئی درجہ اذیت وتکلیف کا اوس سے زیادہ تر
متصور نہین ہوسکتا اور یہ بھی ظاہر ہی کہ اصل ذائقہ اوس حالت پر ملالت
کا حیوان غیر ذبیح ہی کے ساتھ مختص کیا گیا ہی حیوان مذبوح کو اوس تکلیف
جانگزا کے مزے سے گویا سوا ایک شائبہ کمتر غیر معتبر کے نہین پہونچتا سوم
یہ کہ اکثر امراض شدیدہ مہلکہ کے شدائد وصعوبات اس درجہ کے ہوا کرتے
ہین کہ جن شدائد وصعوبات کے لحوق کے وقت انسان اپنی جان کے
نکلجانے کی اکثر آرزو کرتا ہی اور بعض وقت تو غلبہ بیتابی مین اپنے تئین
آپ ہلاک کرنے سے بھی نہین ڈرتا ہی پس وہ سب تکالیف شدیدہ
جنکے سبب سے انسان اپنی موت کی آرزو کرے اور اپنے تئین آپ
ہلاک کرنے سے نڈرے اور جملہ تکالیف موت مصیبت سے جنکا ذکر
احد الشقین قتل مجرم مین کیا گیا اگر زیادہ نہین تو کم تو کسیطرح پر متصور نہین
ہوسکتین الغرض تکلیف موت امراض کا غایت مصیبت جانی اور تکلیف
موت ذبح کا لمقابلہ تکلیف موت امراض کی غایت راحت وآسانی ہونا

اور بھی قسم اول کا بہ نسبت دوم کے نہایت مبغوض اور نا مرغوب اور
دوم کا بمقابلہ اول کے گویا مطلوب اور مرغوب ہونا نظر قیاس اندازہ شناس
مین بالیقین ثابت و متحقق پس ایک قسم کے فائدے کو بمقابلہ قسم دوم کے
فائدہ نہ سمجھنا یا دوسری قسم کے ضرر کو کمال ضرر متصور نکرنا سراسر خلاف ہدایت
عقل و انصاف ہی خلاصہ مدعا یہ کہ تفاوت و امتیاز تکلیف ذبح کا اور جملہ تکلیفات
مجربہ حیوانات سے حسب وجوہ مذکورہ مسطورہ بادنی دقت نظر اس طرح پر
ثابت ہی کہ جس تفاوت و امتیاز کے لحاظ کے بعد اور تمام تکالیف مجربہ کو
جائز اور تکلیف ذبح کو ظلم اور ناجائز سمجھنا کسیطرح پسند و قبول ارباب عقول
نہین ہوسکتا علی الخصوص تفاوت و امتیاز وجہ اول ہر دو وجوہ مذکورہ مسطورہ
کا ایسا تفاوت شدید اور بون بعید ہی کہ جس تفاوت و امتیاز کے لحاظ سے
فاعل فعل ذبح اور فاعل تکالیف مجربہ دیگر کو فرق و امتیاز موجد و مقلد اور
مصنف و مولف کے قبیل سے تخئیل کرنا چاہیے یا حسب تحقیق علماے
کلام و محققین اہل اسلام فاعل و کاسب کے فرق و امتیاز کی نظر سے متصور کرنا
چاہیے یعنی فاعل فعل ذبح کو تکلیف ضروری الوقوع اور متیقن الوقوع مقرر من
عند اللہ کے واسطۂ ایصال ہونے مین گویا بحکم کاسب یا مقلد یا مولف
کے خیال کرنا سزاوار ہی اور فاعل تکالیف دیگر کو بسبب اسکے کہ اصل باعث
اور علت معین اور سبب مستقل اون سب تکالیف کا وہی ہوا کرتا ہی گویا
اصل فاعل یا موجد یا مصنف کے قبیل سے تخئیل کرنا لائق عقل و اعتبار
ہی ہرگاہ اس تمام بحث و کلام کو معلوم کیا تو اب سمجھنا چاہیے کہ حضرات

مجوزین ذبح نے جو ایسی تکلیف شدید کا جاندار پر پہونچانا جائز رکھا ہے وجہ
اسکی یہ ہے کہ ان حضرات نے اس بات کا خیال کیا کہ ہرگاہ خلق حیوانات
صرف ہمارے ہی منافع اور کارروائی کے واسطے ظہور مین آیا ہے اور
حیوانات مورد و محل واقع ہوے ہین جملہ تکالیف شاقہ کی ہماری راحت
منفعت کے واسطے توجس طرح ہم اور تکالیف غیر ضروری محتمل الوقوع کے
پہونچانے مین بلا حجت و تکرار عاصی اور خطاوار نہین ہوسکتے اسیطرح تکلیف
ضروری متیقن الوقوع کے واسطہ ایصال ہونے مین بھی گو یہ تکلیف
تکلیف اشد ہی کیون نہ سہی بدرجۂ اولی عاصی اور خاطی نہین ہوسکتے علی الخصوص
اوس وقت مین کہ خود فائدہ ذاتی حیوان مذبوح کا بھی اس قسم تکلیف کی
تقدیر وقوع پر متصور ہے کس واسطے کہ جو تکلیف موت کا اشد تکلیف ہے واقع
ہونا تو اوسکا حیوان پر کسی سبب اور حیلے کے ضمن مین کیون نہو بلکہ
قطع نظر جملہ حیل و اسباب سے بھی ایک امر ضروری ہے کہ محفوظ رہنا حیوان کا
اوس سے کسیطرح ممکن ہی نہین ہوسکتا پس ایسی تکلیف ضروری الوقوع کے
ظہور مین واسطہ ہونا ہمارا حصوصًا اوس تقدیر پر کہ خود فائدہ ذاتی حیوان
مذبوح کا بھی مدنظر اور متصور ہو نہایت اہون و اخف ہے ہماری اون تکالیف
کے واسطہ ظہور ہونے سے جو کہ ضروری الوقوع ہرگز نہین ہین اور ظہور و
صدور اونکا صرف ہماری ہی فعل اختیاری پر معلق و منحصر کیا گیا ہے معہذا
کوئی فائدہ ذاتی حیوان کا بھی اونکے وقوع سے مدنظر اور متصور نہین ہوتا
الحق جو چیز کہ صرف ہماری ہی منفعت خاص کے واسطے خلق کی گئی ہے اور

اور جملہ تکالیف غیر ضروری الوقوع اوسکی ہمارے واسطے مباح ملکہ واجبات ضروریہ سے قرار دی گئی ہین تو اگر تکلیف ضروری الوقوع مستحیل السقوط کبھی اوسکی ہمارے ہی ہاتھہ سے واقع ہوئی تو کیا قباحت لازم آئی یہ تکلیف تو اوسپر بدون اس ہمارے عمل و تصرف کے بھی ضروری واقع ہوتی ہم اس تکلیف کو اوس سے ٹال تو کسیطرح سکتے ہی نتھے لیکن بدون ہمارے واسطہ ہونے کے یعنی بسبب لحوق مرض کے اگر یہ تکلیف واقع ہوتی تو اوس صورت مین چند قباحتین لازم آتین اول یہ کہ لحوق مرض الموت کی شدت اوس جاندار پر شدید تر ہوتی دوم یہ کہ شدت مرض الموت باوجود اشد و ازید ہونے کے شدت زمانی ہوتی نہ مثل شدت ذبح کے شدت آنی سوم یہ کہ اوس صورت مین گوشت جانور مریض کسی مصرف کا بھی نہوتا کیونکہ سو رش امراض تھا اور قوت اور لذت بھی اوسمین باقی نرہتی اور اگر باقی بھی رہتی تو نہایت قلیل کالمعدوم پس عمل ذبح سے یہ سب قباحتین جاتی رہین اور تکلیف وہی واقع ہوئی جو کہ ضروری واقع ہونے والی تھی بلکہ اوس تکلیف ضروری الوقوع مین غایت درجہ خفت اور سہولت حیوان مذبوح کیواسطے صرف عمل ذبح کے سبب سے حاصل ہوئی یعنی کما و کیفا دونون طرح سے اوس تکلیف مین کمال تخفیف ہوگئی الغرض درحقیقت تکلیف ذبح کا ضروری الوقوع ہونا ہی اصل سبب اختیار ایسے عمل کا واقع ہوا ہے ورنہ محل غور و انصاف ہے کہ بدون قصد ذبح و اہلاک کے اگر کوئی شخص کسی عضو حیوان کو کاٹے یا ادسکے زخم بھی بلا ضرورت علاج وغیرہ کے لگاوے تو یہ کاٹنا اور مجروح

کرنا تو دین اسلام مین سخت ممنوع و حرام ہے پس جس مذہب مین اذیت
جراحت ذی روح ناروا ہو کب ممکن تھا کہ ایسے پر تر سم مذہب کے ارباب
اولی الالباب اس درجہ تکلیف شدید کو اپنے عمل و اختیار سے جائز رکھتے
اور باوجود اوسکے ممکن الامتناع ہونے کے دفع اوسکو نکرتے رہا یہ کہنا
کہ اگرچہ تکلیف موت ضروری الوقوع تو بلاشبہ تھی لیکن انسان ذابح کے
سبب سے اوسکے وقوع مین کسیقدر عجلت اور تقدیم ہوگئی اور جو چیز کہ بعد
کسیقدر مہلت کے ظہور مین آنے والی تھی وہ آج ہی ظہور مین آئی کسیقدر
تمتع حیات بیچارے حیوان فانی کو باقی تھی وہ بھی حاصل نہونے پائی جواب
اسکا یہ ہے کہ مہلت ہونے سے اس تکلیف ضروری الوقوع کی شدت مین
کچھ کمی تو ہو ہی نجاتی پس انتظار مہلت کا نفس تکلیف کی نظر سے تو محض
بے سود تھا بلکہ جو مقصود یعنی تخفیف تکلیف کہ عدم مہلت ہی مین حاصل ہوا
وہ مقصود بھی مہلت دینے مین جاتا رہتا باقی رہا تمتع چندروزہ حیوان مذبوح
تمتع حیوانات کی حقیقت تو مقدمہ دوم کتاب سے بخوبی واضح ہو چکی ہے
یعنے تمتعات اضطراری تو در کنار تمتعات غیر اضطراری سے بھی محروم رکھنا
حیوانات کا واسطے حصول انتفاع ذاتی اپنے کے انسان کے حق مین باتفاق
جملہ عقلا جائز ثابت ہو چکا ہے چنانچہ باندھکر رکھنا جانورون کا اور بسبب قید و بند
کے محروم رکھنا اونکو دوڑنے اور کلیل کرنے سے اور باز رکھنا اونکے
بچہ ہاے شیر خوار کا قرب و مجاورت مادر سے واسطے بچانے شیر کے یہ سب کام بلا بحث
وکلام مسلم و معمول جملہ عقلا سے انام ہو چکے ہین پس جس طرح حالت زندگی

حیوانات مین باز رکھنا اونکا تمتعات غیر اضطراری سے انسان کو جائز
ٹھہر چکا ہی اسیطرح ذبح کرنے کے ساتھ بھی جواز باز رکھنے کا اس قسم تمتعات
سے بلاشبہہ مسلم بلکہ حالت زندگانی مین تو اونکو اس قسم تمتعات سے باز رکھنا
بہ نسبت اس دوسری صورت کے نہایت اشد ہی کیونکہ اوس حالت مین
جیتے جی ترسانا اونکا اس قسم مستلذات سے ہوا کرتا ہی بخلاف صورت دوم
کے کہ جیتے جی ترسانا اونکا لازم نہین آتا بعد سننے اس دلیل جلیل کے عجب
نہین کہ کوئی معترض اس طرح اعتراض کرے کہ ہرگاہ ضروری الوقوع ہونے
صدمہ موت کے سبب سے امر ذبح حیوان قبیح نہین ٹھہرا تو چاہیے
کہ قتل انسان بھی اس نظر سے قبیح نہ خیال کیا جاے اور بسبب اسکے
کہ لحوق موت تو انسان کے واسطے ایک روز ضروری ہی شرع اہل اسلام
اسیسے امر ضروری الوقوع کے واسطے ایصال ہونے کو بھی قبیح و مذموم
نہ ٹھہراے جواب اس اعتراض کا بھی سن لینا چاہیے مخفی نرہے کہ درمیان
نوع انسان اور اور تمام حیوانات کی تفاوت مراتب زمین و آسمان کا
ثابت ہی پس قتل افراد نوع انسانی کا ذبح افراد حیوانی پر کسیطرح قیاس
نہین کیا جا سکتا کس واسطے کہ ان حیوانات کی تو اصل خلقت ہماری ہی منافع
اور تمتعات ذاتی کے واسطے ظہور مین آئی ہی اور ہمارے منافع و تمتعات
ذاتی کے حصول مین مورد تکالیف ہونے کے واسطے ہی یہ پیدا کیے
گئے ہین بخلاف انسان کہ وہ ہمارے انتفاع و تمتع کے مورد تکالیف
ہونے کے واسطے در اصل پیدا نہین کیا گیا پس تکلیف ذبح جو انکا

ہماری طرف سے بسبب سور و تکالیف مقرر ہونے اوس حیوان کے
تکلیف فی محلہ ہی اور تکلیف قتل انسان ہماری طرف سے تکلیف فی محلہ
نہین ہوسکتی دوسرے تکریم نوع انسان مانع ہی تجویز ذبح اور استحلال لحم افراد
انسانی سے تیسرے ہرگاہ ہماری شرع مین بدون نظر تمتع محض بیفائدہ ذبح
کرنا حیوان ماکول اللحم کا بھی سخت ممنوع ہی تو ذبح کرنا انسان غیر ماکول اللحم کا جسکا
گوشت کھانا بھی سخت حرام ہی کس طرح جائز ہوسکتا ہی چوتھے افراد بشر کو خداوند عالم
نے مدنی الطبع اور کفیل انواع حقوق و معاملات خلق فرمایا ہی لہذا قتل کرنا انسان
کا مستلزم ہوتا ہی اتلاف اصناف حقوق اور محروم کردینے لبا اہل حقوق
کا اور ہرگاہ ذبح کرنا حیوان شیرخوار کا بسبب رعایت حقوق اوسکے بچہ ہاے
شیرخوار کی نہین چاہیے اور بھی ذبح کرنا کسی ایسے جانور کا جسکی ذات سے
ساتھ حق کسی دوسرے انسان کا متعلق ہو درست نہین ہی تو انسان
مدنی الطبع جسکے ساتھ انواع حقوق خلایق اور اقسام معاملات و علائق
متعلق کردیے گئے ہین اوسکا قتل کرنا تو اور بھی موجب قباحات شدید
اور تجویز عقل و انصاف سے سراسر بعید ہی پانچوین جس طرح زمانہ تمتع اور بقاے
حیوان کا بمقابلہ تمتع نوع انسانی کے محض لاشی قرار دیا گیا ہی اور ذبح کرنا حیوان
کا واسطے تمتع انسان کے بلا لحاظ مہلت ہر نوع مباح تجویز کیا گیا ہی زمان
تمتع و بقاے انسان کو بھی اوسیطرح گو بمقابلہ تمتع اور انتفاع کسی دوسرے
فرد افراد انسانی ہی کی کیون نہو ہیچ و لاشی محض قرار دینا ہرگز نہین ہوسکتا
کسواسطے کہ مقدمہ دوم مین بخوبی واضح ہوچکا ہی کہ ادنی ساعت تمتع اور

بقای نفس انسانی کی تمتع وبقای نفس حیوانی کے صدہا اور ہزارہا سال سے
بھی عزیز وگران بہا ہوا کرتی ہی مقصد سوم مخفی نرہے کہ معترضین ہرگاہ
اہل اسلام سے پوچھتے ہین کہ تم حیوانات کوکس واسطے ذبح کرتے ہو ایسا
ظلم تمنی ذی روح پر کس طرح جائز ٹھہرایا ہی اہل اسلام اونکو جواب دیتے ہین
کہ ذبح کرنا ہمارا ان جانورون کو بامر آلہی ہی اور اصل مالک وخالق جسم وجان
کیطرف سے ہم اس امر مین مامور اور مجاز ہین مخالفین اس بات کو سنکر
اس طرح پر اعتراض کرتے ہین کہ خداوند احکم الحاکمین باوصف عادل ورحیم و
کریم ہونے کے ایسا ظلم صریح اور حکم قبیح ہرگز تجویز نہین کرسکتا اور کسیطرح
عقل مین نہین آتا کہ خداوند رحیم نے باوصف عادل وکریم ہونے کے ایسا
حکم قبیح کیا ہو اور اس طرح کا اذن متضمن ظلم صریح دیا ہو ہرگاہ تقریر اعتراض معلوم
ہوئی تو اب اسکا جواب باصواب بھی سننا چاہیے مخفی نرہے کہ معترضین جو
اس حکم سے نسبت ظلم خداوند حکیم وکریم یعنی مالک ومختار مطلق کیطرف سمجھتے ہین
یہ سمجھنا اونکا بتقتضی ہی اوپر چند قیاسات مع الفارق کے اور وہ چند قیاسات
مع الفارق یہ ہین اول قیاس خالق کا اوپر مخلوق کے دوم قیاس مالکیت
ومختاریت مطلقہ کا اوپر مالکیت ومختاریت مقیدہ کے سوم قیاس مملوکات
حقیقیہ کا اوپر مملوکات مجازیہ کے اور بطلان ان سب قیاسات کا ظاہر
وباہر ہی اور زیادہ تر اس کلام کی تصریح اور اس مقام کی تشریح کو یان طور غور
کرنا چاہیے کہ ظلم کہتے ہین تصرف ملک غیر کو خداوند تعالے تو مالک حقیقی ان
تمام جانورون کا ہی اگر اپنے ملک خاص مین اوس مالک حقیقی نے ایسا تصرف

کیا اور قبضہ و اختیار اپنے ملک خاص کا اپنی مشیت و قدرت سے کسی
دوسرے کو دیا تو یہ تصرف تصرف بیجا تو کسی طرح نہین ٹھہرا مثال اسکی اسطرح
سمجھنا چاہیے کہ مثلاً اگر کسی کوزہ گر نے کچھ برتن بنا کر کسی دوسرے
آدمی کو ان برتنوں کے توڑ ڈالنے کی اجازت دی تو کیا یہ اختیار
دینا اوسکا اپنے ملک کے تصرف مین عقلاً ظلم کہلائیگا اور خلاف انصاف
سمجھا جائیگا ہان اس قدر خیال اس موقع پر البتہ ہوسکتا ہی کہ آیا یہ توڑنا برتنون
کا کسی فائدے کی نظر سے واقع ہوا یا محض عبث پس جو لوگ کہ اوس کوزہ گر
کو مرد زیرک و فہیم صاحب عقل سلیم سمجھتے ہونگے وہ تو اس حرکت کے دیکھنے
سے غالباً ایسا خیال کرینگے کہ چونکہ یہ کوزہ گر مرد زیرک و فہیم اور صاحب عقل
سلیم ہی ایسا تصرف اپنے ملک مین اس شخص سے غالباً کسی مصلحت اور
منفعت ہی کی نظر سے واقع ہوا ہوگا گو وہ مصلحت اور منفعت ہمارے ذہن
سے دور اور مستور ہی کیون نہو اور جو لوگ کہ اوسکی عقل و فراست پر اس قسم
کا اعتقاد اور اعتماد نہین رکھتے اونکو اس حرکت سے یہ گمان ہوگا کہ ایسا
تصرف اس شخص کا چونکہ تصرف اپنے ملک مین ہی ظلم و زیادتی تو کسیطرح
متصور نہین ہوسکتا لیکن ایک امر عبث و لغو محض کا واقع ہونا البتہ معلوم و
مفہوم ہوتا ہی الحاصل تصرف کرنا اپنے ملک حقیقی مین گو وہ تصرف کسی نہج پر
کیون نہو ظلم تو کسی طرح گمان نہین کیا جا سکتا بلکہ تصرف مصنوعات مجازیہ کوزہ گر
پر بھی ظلم و ستم ہونیکا خیال یا احتمال نہین کیا گیا البتہ کوزہ گر کی حرکت پر عبث
و فضول ہونے کا خیال و احتمال ضرور ہوسکتا ہی لیکن خداوند حکیم بحق اور مالک مطلق

سکے امور و افعال ہین تو اس خیال و احتمال کو بھی دخل و مجال نہین ہی کیونکہ
ہرگاہ اس کوزہ گر کے مرد فہیم اور صاحب عقل سلیم سمجھنے کی تقدیر پر باوجود
خالق اور مالک حقیقی نہونے کوزہ گر مذکور کے بھی خیال و احتمال صدور امور
عبث و فضول کا بمشکل گنجایش رکھتا ہی تو خداوند خلاق عالم و آفاق تو بہلے
سرے کا حکیم و دانا اور خود خالق تحقیقی اور مالک حقیقی عقل اور عقلا کا ہی اوس
خالق و حکیم بحق اور مالک مطلق سکے امور و افعال ہین ایسے خیال اور احتمال
کو کب گنجایش دخل و مجال ہو سکتی ہی خلاصہ مدعا یہ ہی کہ حکم ذبح اوس خداوند حکیم
بحق اور مالک مطلق کیطرف سے مورد اعتراض و چون و چرا کسی طرح نہین ہو سکتا
ورنہ جس قدر ذی روح حکم خدا سے ہلاک ہوتے ہین چاہیے کہ اون سب کا
اہلاک بھی نعوذ باللہ منہا ظلم ہی ٹھہرے دیکھو خداوند تعالے سکے حکم سے
جس طرح ہزار ہا بلکہ لکوکہا جاندار ہر روز پیدا ہوتے ہین اوسیطرح ہزار ہا بلکہ
لکوکہا اوسکے حکم سے ہر روز ہلاک بھی ضرور ہی ہوتے ہین پس کیون اس قدر
جانون کے ہر روز ہلاک کرنے سے کوئی عاقل یا جاہل اوس خداوند احکم الحاکمین عزیز
سکے حکم محکم پر ظلم و ستم کا اطلاق بلکہ اوسنے خیال و احتمال بھی نہین کرسکتا
حال آنکہ اور کوئی شخص اگر ایک جان کو بھی بلا وجہ ہلاک کرتا ہی تو ہر ایک
سکے نزدیک بالیقین ظالم و ستمگار قرار پاتا ہی موذی خلق آزار ضرور کہلاتا ہی
اصل سبب اسکا یہی ہی کہ خداوند احکم الحاکمین تو خالق تحقیقی اور مالک حقیقی
جملہ اشیا کا ہی اوس خالق تحقیقی کو اپنی دی ہوئی جان کے لے لینے مین
بہر نوع اختیار ہی اوس مالک حقیقی سکے معاملات مین کس شخص کو مجال رد

دانشا رہے س کند ہرچہ خواہد برو حکم نیست * کہ جان دادن و کشتن اورا
یکیست * ہرگاہ خداوند خلاق جل آفاق نے تمامی مخلوقات کو فانی غیر باقی
خلق فرمایا ہے اور خود حکم و حکمت بالغہ اپنی سے صدور و مرور اجل موجل کا
ہر ذیحیات بے ثبات پر واجب و لازم اور فرض و متحتم ٹھہرایا ہے تو درحقیقت
مآل کار ہر حیوان کا مرنا اور اس جہان بے بنیاد سے ایک روز گذرنا ہے
اور اوسیکے حکم و تقدیر سے اس عالم اسباب میں ہر ایک ذی روح فانی
کے ہلاک ہونے کے واسطے ایک سبب ظاہری بھی مقرر و مقدر ہوچکا
ہے پس جس طرح اور تمام جانداروں کے ہلاک کے واسطے حکم و حکمت الٰہی
سے طرح طرح کے بواعث و اسباب مقرر و مقدر کیے گئے ہیں اسیطرح
ماکول اللحم جانوروں کے واسطے ذبح ہونا بھی سبب موت اوسکے حکم و حکمت
سے مقرر و مقدر ہوا اور جس طرح اور تمام اسباب میں اوس سبب حقیقی پر
اعتراض نہیں ہوسکتا اسیطرح اس سبب خاص یعنی حکم ذبح کے مقرر کرنے پر
بھی اعتراض کی مجال اور طعن کا احتمال ہرگز کسی طرح نہیں ہے مقصد چہارم
جو لوگ حکم ذبح کو تجویز ظلم خیال کرتے ہیں اور خداوند رحیم و کریم کی طرف سے
وقوع اس حکم کا سراسر محال اور خارج از دائرہ وہم و خیال سمجھتے ہیں اون
حضرات سے یہ پوچھنا چاہیے کہ آیا جو جانور کہ بدون ذبح لحوق امراض کے
سبب سے مرا کرتے ہیں وہ موت اونکے امراض کے سبب سے شدت
تکلیف میں موت ذبح کے برابر ہوتی ہے یا اوس سے زائد یا کمتر یہ بات تو ظاہر
ہے کہ تکلیف موت امراض تکلیف موت ذبح سے بدرجہا زیادہ تر ہوتی ہے سوا اسکے

کہ اول تو یہ تکلیف تکلیف دفعی آنی ہی اور وہ تکلیف غالبًا تکلیف ممتد
زمانی دوم یہ کہ اشتداد اکثر امراض کا فی نفسہ اس قدر سخت ہوا کرتا ہی کہ کسی
دوسرے نفس پر اوس اشتداد کا ایک نظر اپنی آنکھہ سے دیکھہ لینا بھی انسان
ضعیف البنیان کو سخت دشوار و ناگوار گذرتا ہی بلکہ بعض امراض کی شدت
سے تو مریض کو دفعتًا اپنا ہلاک کر ڈالنا بھی بہت آسان معلوم ہوتا ہی اذا
ابتلی الانسان بلیتین فاختار اہونہما کے اقتضا سے وہ مبتلا ہی بلا چار و
ناچار موت ہی کو اختیار کر کے جان عزیز اپنی آپ اپنے ہاتھہ سے کھوتا ہی
اور قطع نظر شدت مرض سے کہ نفس نزع روح بدون ذبح کے ایک ایسا امر
سولہم و صعب ہی کہ خدا کی پناہ کمال صعوبت اوسکی ہرگز احتیاج بیان نہین
رکھتی بخلاف ذبح کہ ایک طرفۃ العین مین جو حالت کہ بہ ملالت حیوان مذبوح پر
جاری ہوا کرتی ہی کخطفۃ البرق گذر کر رفع ہو جایا کرتی ہی کیسی ہی اذیت و تکلیف
اشد کیون نہو ایک لمحہ بعد مین جان اوس ذبیح ناتوان کی نجات ابدی اوس
اذیت و تکلیف اشد سے پایا کرتی ہی الحاصل موت امراض کا نہایت اشد
اور بلا ہی بد ہونا نزدیک عقل و قیاس اندازہ شناس کے اس درجہ ثابت و
متحقق ہی کہ موت دفعی مثل موت ذبح کے تئین اکثر عقلا بمقابلہ اوسکے نہایت
آسانی بلکہ موجب راحت جاودانی تصور کیا کرتے ہین چنانچہ عقلای فرنگ
نے جو جانور مریض مایوس العلاج مبتلای رنج و بلا کو ضرب گولہ تفنگ سے مار ڈالنا
قرار دیا ہی صرف اسی مصلحت سے تجویز کیا ہی کہ اقسام آلام و اسقام طولانی زمانی
کا ایک تکلیف دفعی آنی سے رفع دفع کر دینا عین مرحمت و احسان اوس

حیوان رنجور ناتوان کے واسطے بحکم عقل ونظر مقرر و متصور کر چکے
ہین ہرگاہ نہایت اشد اور بلای بد ہونا موت امراض کا اور بہ نسبت اوسکے
غایت آسان اور خفیف التکلیف ہونا موت ذبح کا واضح کیا گیا تو اب ہم
معترضون سے یہ بات پوچھتے ہین کہ آیا جو شدائد بعید و عدم موت امراض مین
جاندارون پر ہوا کرتے ہین اون سب شدائد کو تم بحکم خداوند احکم الحاکمین سمجھتے ہو
یا نعوذ باللہ کوئی اور بھی دوسرا زبردست خداوند غالب پر غالب ہے کہ جو خداوند تعالے
کے مخلوق اور مملوک جاندارون کو ایسی مصیبت اور تکلیف سے مارتا ہے اور
خداوند کو اوسکے پنجہ ظلم سے ان عاجزون کے چھوڑانے کی طاقت ہرگز نہین
ہوتی پس ہرگاہ تم قائل ہو جاوگے کہ نہین یہ سب شدائد امراض اور تکالیف
موت خداوند احکم الحاکمین ہی کے حکم و تصرف سے ہوا کرتے ہین تو اوسوقت
ہم تمسے پوچھینگے کہ آیا اون شدائد زائد از ذبح کو بھی تم ظلم سمجھتے ہو یا کیا
اگر اونکو بھی ظلم سمجھتے ہو تو امر ذبح کے ظلم فرض کرنیکی تقدیر پر بھی خداوند تعالے
کی طرف سے حکم ذبح کے محال ہونے کا خیال ہرگز تمکو نہین چاہیے اور اگر
اون شدائد زائد از ذبح کو تم ظلم نہین کہتے تو ذبح کے شدائد کب ظلم ہوسکتے ہین
جو توجیہ تم اون شدائد زائد مین کروگے وہی توجیہ ہم ذبح مین بھی کرینگے
بعد سننے اس دلیل جلیل کے معلوم کرلینا چاہیے کہ شدائد موت تو ہر ذیحیات
کے واسطے امر وارادہ الہی سے بالیقین مقرر اور مقدر ہوئے ہین لیکن اون
شدائد کی دو قسمین ہین ایک شدت موت امراض دوسری شدت موت
ذبح چونکہ قسم اول بہ نسبت ثانی کے نہایت اشد ہے لہذا بعض حیوانات کے

واسطے جنکی طرف لطف خداوندی متوجہ ہوا قسم ثانی ہی خاص کی گئی پس
تخصیص حکم ذبح واسطے بعض حیوانات کے حضرت خداوند حقیقی کیطرف سے
کمال لطف ہی نہ ظلم کہ موت اشد سے ان ضعیفان خستہ جان کو بچایا اور
بعوض اوس موت اشد کے موت اہون واخف کے ساتھہ بالاختصاص
خاص فرمایا مخالفین اس دلیل کو سنکر دو اعتراض کرینگے اول یہ کہ اگر موت
ذبح اہون اور عین لطف خداوندی تھا تو آدمیون کے حق مین کسواسطے
یہ لطف تجویز نہین کیا گیا حال آنکہ نوع انسان بہ نسبت اور حیوانات کے
الطاف خداوندی کے ساتھہ زیادہ تراحق والیق ہی پس چاہیے تھا
کہ آدمیون کے واسطے بھی بجاے موت مرض موت قتل ہی خاص کیجاتی
اعتراض دوم یہ کہ موت امراض اختتام ایام حیات پر ہوا کرتی ہی بخلاف
موت ذبح کہ قبل اتمام ایام حیات حیوان کو مارڈالتے ہین لہذا ظلم ہونا اسکا
نفس فعل ذبح کے سبب سے اگر ثابت نہوا تو قبل اتمام ایام حیات اسکے
ذبح کرڈالنے کے سبب سے تو ضرور ثابت ہوگا اب جواب باصواب ان دونون
اعتراض کا بھی سننا چاہیے جواب اعتراض اول کا یہ ہی کہ موت ذبح موت
مرض سے اہون اور احسن تو بلاشک ہی اور کمال لطف خداوندی ہونا اس
موت کا حق انسان مین بھی مسلم چنانچہ مقتول بالظلم اور مقتول بالقصاص دونون
کے حق مین موت ذبح کا لطف من اللہ ہونا جملہ اہل ادیان کے نزدیک ثابت
اور متحقق ہی لیکن سوا ان خاص صورتون کے مطلقاً جو یہ قسم موت انسان کیواسطے تجویز
نہین کی گئی اسکے واسطے کئی وجہین ہین وجہ اول یہ کہ نوع انسان عند اللہ بہت مکرم ہی

پس غایت تکریم اسکی مانع ہی حکم ذبح اسکے سے اور بھی رخصت اکل لحم اسکے سے شل لحوم اور حیوانات کے وجہ دوم یہ کہ نوع انسان بسبب کمال علو مرتبت اپنے کے اور بھی بسبب نطق و ادراک کے مخصوص کی گئی ہی ساتھہ ابتلا کے اور تکالیف مخصوصہ انسان کے اشد ہین تکالیف حیوانات سے لہذا اقسام موت سے بھی جو قسم اشد تھی وہی قسم ساتھہ انسان کے خاص کی گئی اس جگہ کوئی یہ بات نکہے کہ موت اذیت اشد تو ظلم سے مقتول ہونیوالون کے مشہور ہی نہ امراض سے مرنے والون کے کیونکہ شدت تکالیف مظلوم قتل ہونے والونکی جو مشہور ہی وہ اس معنی کر مشہور نہین کہ نفس تکلیف موت قتل جو حرکت دفعی آنے سے کلمعۃ البرق گذر جایا کرتی ہی وہ تکلیف فی نفسہ تکلیف شدائد موت مرض سے کچھہ زیادہ ہوتی ہی بلکہ مظلوم قتل ہونے کے جو شدائد و تکالیف مشہور ہین وہ اور شدائد و تکالیف ہین جو اس تکلیف دفعی آنی کے قبل اکثر لاحق ہوا کرتی ہین علاوہ اسکے مظلوم ہونا کسی ہمجنس کے ہاتھہ سے یہ بھی زیادہ تر باعث رقت دلی اور ترحم قلبی کا ہوا کرتا ہی والا اس بات مین کسیطرحکا شک نہین کہ موت ذبح اکثر اقسام موت امراض سے تو شدت تکالیف مین خفیف ہی واقع ہوئی ہی وجہ سوم یہ کہ انسان کو تو خداوند تعالی نے ساتھہ کمالات روحانی اور جسمانی دونون کے مشرف فرمایا ہی اور حیوانات صرف صفات جسدی کے ساتھہ متصف کیے گئے ہین پس چونکہ بعد انقراض عہد شباب اور شروع زمان انحطاط جسد کے صفات جسدیکا بوسواتنزل و انعدام روز بروز کے اپنی حالت موجودہ پر بھی تا چین حیات

قیام وثبات کسیطرح ممکن نہین ہوسکتا لہذا وجود حیوان کا بعد ختم عہد شباب اور شروع زمان انحطاط جسدی سکے بحکم اوس درخت کے ہوا کرتا ہی جس درخت کا زمان برگ وبار تمام ہوجاسے اور خشک ہونا شروع ہوکر زوال و اضمحلال روز بروز اوس مین راہ پائے یا مثل درخت موز کے ایکبار بار دلا کر گو خشک بھی نہو مگر بار دگر ہرگز بار نہ لائے باغبان عاقل ایسے درخت کو جسوقت بیکار محض پاتا ہی تو بلا خوف و اندیشہ تیشہ اوس پر چلاتا ہی بلکہ جو درخت کہ بار و اثمار اون سے مقصود نہین ہوتے صرف شاخ و برگ ہی مطلوب ہوا کرتے ہین اون درختون سکے قطع کرنے مین تو باغبان عاقل اتمام ایام برگ وبار کا انتظار بھی نہین دیکھتا بخلاف اوس درخت سکے کہ جس سے ہمیشہ یعنی جس وقت تک کہ وہ اپنے بیخ پر قائم رہے گو کیسا ہی پرانا کیون نہوجاسے توقع بار و اثمار یا اور کسی قسم منافع عظیمہ اور فوائد عمیمہ کی ہوتی ہی اوس درخت کو باغبان عاقل کبھی حکم قطع کر ڈالنے کا نہین دیتا اور کبھی کسی حال مین بھی لائق قطع کرنے کے نہین سمجھتا پس حیوانات کیطرح افراد نوع انسانی کا ذبح تجویز نکرنا بتنبی اسی مصلحت پر ہی کہ آدمی کیسا ہی ضعیف و لاغر اور از کار رفتہ کیون نہوجاسے بقا و اجرا کمالات روحانی اور صنائع کسبی کا اوس سے ہر وقت اور ہر حالت مین مامول و مترقب الحصول ہوا کرتا ہی مثل حیوانات سکے ضائع اور بیکار کسی وقت اور کسی حالت مین بھی متصور نہین ہوسکتا یہان تک جواب اعتراض اول کا تھا اب جواب اعتراض دوم سنیے — واضح ہو کہ اول تو قبل اتمام ایام حیات سکے ذبح ہونا جانورون کا ہرگز متصور ہی نہین کیونکہ بمقتضای عزای لکل شئے اجل

اعتقاد اہل حق مین ہر شے کے واسطے حکم و تقدیر خداوند علیم و قدیر سے
ایک اجل موجل مقرر ہے پس جسوقت کہ جانور ذبح کیا گیا بالضرور یہی وقت اجل
موجل اوسکا علم الٰہی مین مقرر تھا یہان اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ
درصورتیکہ بدون اجل موجل کے کوئی جاندار قتل نہین ہوسکتا تو چاہیے کہ
اگر انسان کو بھی کوئی شخص بناحق قتل کر ڈالے تو وہ قتل کرنا بھی کسی طرح مورد
اعتراض اور مستوجب مواخذہ اور قصاص کا ہرگز نہو کیونکہ وہ قتل بھی نہین واقع
ہوگا مگر اجل موجل پر تو جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ انسان کے قاتل کے حق
مین جو حکم مواخذہ و قصاص کا شرعاً و عقلاً ثابت ہے وہ حکم صرف تکریم نفس
انسانی اور حفظ نظام عالم کے سبب ہوتا ہے نہ بنظر اسکے کہ قبل اجل موجل مقتول
کے یہ قتل وقوع مین آیا دیکھو اگر کوئی شخص ایسے مرض مین مبتلا ہو کہ جانبری
اوس سے عقلاً کسیطرح پر متصور ہی نہو سکے اور عین حالت احتضار مین اوس
شخص کو کوئی آدمی قتل کر ڈالے یا اسکو جو شخص کہ بابت عمر طبعی اپنے کو تمام کر چکا
ہو اوسکو کوئی شخص ہلاک کر ڈالے تو باوجود اس بات کے کہ یہ دونون قتل عقلاً
اجل موجل ہی پر واقع ہونگے لیکن قاتل ان دونون عمر تمام کردہ مقتولون کا
بھی عقلاً اور آئیناً ماخوذ بقتل و قصاص ضرور ہوگا کوئی حاکم بخیال اسکے کہ اجل
موجل تو ان دونون مقتولون کی آ ہی گئی تھی اب مواخذہ اسکا قاتل مذکور سے
کیا ضرور ہے قاتل مذکور کو معذور و بے قصور نہ گنیگا پس معلوم ہوا کہ معاملہ
قصاص قتل انسانی مین اسباب کو ہرگز دخل نہین ہے کہ آیا عمر طبعی مقتول کی عقلاً
تمام ہو چکی تھی اور عین اجل موجل اوسکے سر پر پہونچ چکی تھی یا نہین بلکہ تکریم

نفس انسانی اور حفظ انتظام عالم اصل سبب اس مواخذہ قتل و قصاص کا ہوا کرتا ہے
اور اگر لحاظ تکریم نفس انسانی اور حفظ انتظام عالم اصل سبب اس مواخذہ کا نہوتا
تو کوئی حاکم عاقل و عادل عمر تمام کردہ مقتولون کے قصاص مین نو عمر قاتلون
کا اہلاک بلا اندیشہ و باک کسیطرح تجویز نکرتا الحاصل قبل اتمام ایام حیات کے
اول تو ذبح ہونا جانورون کا ہرگز متصور ہی نہین ہے علاوہ اسکے ہم یوچھتے ہین
کہ اگر ذبح کرنا تجویز اہلاک قبل اتمام ایام حیات کے ہے اور اسی سبب سے اسکے
ظلم ہونے کا خیال و احتمال کیا جاتا ہے تو جو جانور کہ قبل اتمام عمر طبعی کے بعض
امراض صعب وبائی وغیرہ مین مبتلا ہو کر مثل ذبح دفعتہً مرجایا کرتے ہین انکو
تم کیا کہتے ہو آیا وہ مرنا بھی قبل اتمام ایام حیات بعینہ ذبح ہی کیطرح ہے یا نہین
اور جس طرح ذبح مین یہ بات سمجھی جاتی ہے کہ اگر اس جانور کو ذبح نکرتے تو بالیقین
جیتا رہتا اور تا اختتام ایام عمر طبعی بشرط عدم لحوق کسی آفت کے ہرگز نہ مرتا
بلکہ بقیہ عہد زندگانی اپنے کو در صورت عدم لحوق مانع پورا ضرور کرتا اسیطرح
ان امراض ناگہانی و بائی وغیرہ کے لحوق مین بھی یہی بات ضرور سمجھی جاتی ہے
یا نہین پس اگر ان امراض کے لحوق کی تقدیر پر بھی یہی بات صادق آتی ہے
تو ہم پوچھتے ہین کہ آیا وہ امراض با مر و ارادہ الٰہی لاحق ہوا کرتے ہین یا کسی
اور کے حکم و ارادے سے اور اگر حکم و ارادہ الٰہی سے لاحق ہوتے ہین تو
اونکے لحوق کو اور اوس موت کو بھی تم ظلم کہتے ہو یا کیا جو توجیہ تم ان امراض
کی موت مین کروگے وہی توجیہ اس موت ذبح باذن اللہ مین بھی ضرور کیجیئگی
اور اگر کوئی شخص ان امراض کو اور ان امراض کے سبب سے مرنے کو اوہر

اتفاق کیطرف یا اسباب عالم سے اور کسی سبب دیگر کیطرف نسبت کرے
اور امر ذبح کو فعل ارادی انسان ہونے کے سبب سے علاحدہ اوس سے
جانے اور دخل اور اختیار حکم و حکمت خداوند حقیقی کا ان دونون اقسام موت
سے ایک قسم مین بھی نہ مانے تو ایسا خیال متحقق الابطال تو سوا اون بعض
اشخاص کے جو کہ وجود فائض الجود خداوند عالم کے نعوذ باللہ منہا قائل ہی نہین ہین
یا اوسکے وجود فائض الجود کو معطل محض جانتے ہین اور ظہور جملہ امور کا فقط
وابستہ بخت و اتفاق مانتے ہین اور کوئی ذی فہم ذی عقل سلیم بھی نہین کریگا البطال
اس مذہب ضال کا ادلۂ قاطعہ اور حجج ساطعہ سے برظاہر ہے اور خلاف عقل و
انصاف ہونا اس طریق نا تحقیق کا از روی تصریح کتب حکمت و کلام بوضاحت
تمام روشن و باہر ہے یہ رسالہ قلیل گنجایش شرح و بیان اون مباحث طویل
کی ہرگز نہین رکھتا اور قطع نظر متحقق الابطال ہونے اس مذہب ضال کے
اس مذہب باطل و ضال کی بنا پر تو درحقیقت فعل ذبح کے قبیح و ناروا ہونیکا
خیال و احتمال ہی کسیطرح پر متصور نہین ہے الحاصل جو اشخاص کہ خداوند عالم
کو قادر و متصرف جملہ کائنات پر سمجھتے ہین اور کسی شے کو اوسکے قبضۂ قدرت
و مشیت سے باہر نہین جانتے اونکو کسیطرح چارہ نہین ہے اس بات سے
کہ جسطرح مرنا جانداروں کا امراض اتفاقیہ کے سبب جملہ سنین و اوقات
عمر مین بحکم و مشیت خداوندی ثابت اور متحقق سمجھتے ہین اور ہرگز احتمال ظلم کا
نسبت خداوند مالک حقیقی کے اوسمین نہین کرتے اسیطرح جملہ اوقات و
حالات مین تجویز موت ذبح کو بھی بحکم و مشیت خداوندی ثابت اور متحقق سمجھیں

اور شائبہ احتمال ظلم کو اوس مالک حقیقی کیطرف کسیطرح اپنے دلون مین راہ ندین بعد استماع اس دلیل جلیل کے عجب نہین کہ کوئی شخص یہ بات کہے کہ خداوند مالک حقیقی تو بلا شک اپنی مملوکات اور مخلوقات کے اہلاک پر بطور ذبح کے ہو خواہ بطریق بیمار ڈالنے کے جس طرحپر کہ چاہے اختیار رکھتا ہے اور احتمال واہمہ ظلم اور زیادتی کا بنسبت اوس خداوند مالک حقیقی کے کسیطرح نہین ہو سکتا لیکن یہ بات ہمارے فہم مین ہرگز نہین آتی کہ آدمیون کو خداوند تعالی نے ایسے عمل جبر و سخت دلی کا جو کہ اقتضائے رقت جنسیت انکے سے سراسر بعید معلوم ہوتا ہے کسواسطے اختیار دیا اور کس مصلحت سے ایسے فعل درشت کے ساتھ مامور انکو کیا ایا ضرورت ایسے حکم کے ساتھ مامور کرنیکی کیا تھی اور کس مصلحت سے ایسی اجازت منافی خلق و انسانیت انکو دیگئی جواب اس اعتراض کا اول یہ ہے کہ ہر ایک مصلحت خداوندی پر بندون کو اطلاع ہونا کچھ ضرور نہین خیال کرو کہ سلاطین ظاہر جو احکام و قواعد اپنے ملک مین نافذ کیا کرتے ہین بہت سے احکام اون مین ایسے بھی ہوتے ہین کہ عوام مردم بلکہ اشخاص خواص کو بھی اونکے وجوہ خفیہ اور مصالح ضروریہ پر اطلاع نہین ہوتی پس ہرگاہ احکام سلاطین ظاہری مین ہر ایک آئین و قانون کا منشا ہر فہیم صاحب عقل سلیم بلکہ ہر عاقل یکتا بھی دریافت نہین کر سکتا چہ جائے عوام کالانعام تو حضرت سلطان السلاطین اور فرمانروائے حقیقی کے ہر ایک حکم کا منشا اور اصل سبب کب دریافت ہونا آسان ہے اور کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ بندہ عاجز اوس خداوند حقیقی کے ہر ایک حکم کے مصالح کو دریافت کر سکے ❊

جواب دوم یہ کہ وجوہ و مصالح امر فسخ جسقدر علم خداوندی مین ہین اون
سبکو تو حضرت خداوند ہی خوب جانتا ہی لیکن منجملہ اون مصالح کثیرہ کے جو کہ
علم خداوند عالم مین ہین بہت سے وجوہ اور مصالح اور ضروریات ایسے بھی ہین
جنپر عالم الغیب حقیقی سنے بندگان ضعیف کو بھی مطلع فرمایا ہی چنانچہ کیفیت بعض
اون وجوہ اور مصالح اور ضروریات کی خود اس رسالہ عجالہ سے بھی بخوبی واضح
ہو سکتی ہی مقصد پنجم یہ بات پر ظاہر و آشکارا و مسلم جملہ عقلای روزگار
ہی کہ خداوند خلاق حقیقی سنے اس جہان کی تمام مخلوقات پر انسان ہی کو شرف
کیا ہی اور جمیع نباتات اور حیوانات و معدنیات کو فقط انسان ہی کے منافع
اور اغراض ذاتی کے واسطے جلوہ وجود دیا ہی پس اصل مقصود اور خلاصہ
وجود سب جہان کا انسان ہی اور جو چیز کہ سوا انسان کے اس جہان مین
خلق کی گئی ہی انسان کے واسطے خلق کی گئی ہی دیکھو اوس صانع بیچون نے
اپنی حکمت بالغہ سے کیا کیا عجائب و غرائب چیزین اس جہان بے بنیان مین پیدا
کی ہین اور کیسی کیسی عجیب غریب منفعتین اور تاثیرین ان سب اشیا مین علیحدہ
علیحدہ اپنی قدرت کاملہ سے رکھدی ہین رنگ بو مزہ منفعت تاثیر ہر شی کی
جداگانہ ہی ہر شی مین اوسکی نمایش قدرت کا نیا ایک کارخانہ ہی پس اگر ان تمام
اشیا اور مخلوقات کے مصالح عجیبہ اور منافع غریبہ کے دیکھنے اور حاصل کرنے
اور آزمانے اور کام مین لانے کے واسطے کوئی مدرک اور ممیز اور قدردان
ان سب چیزون کا خلق نکیا جاتا اور وہ مدرک اور ممیز اور قدردان اپنے
حکم عملیہ اور تدابیر صناعیہ اور تصرفات خاصہ سے ان سب اشیا کی عجائب

قدرت کو کام مین نلاتا تو گویا خلق کرنا ان سب عجائب قدرت کا محض عبث تھا اسیواسطے انسان ہمہ دان مدرک و ممیز و قدر دان ان سب عجائب قدرت کا پیدا کیا گیا الحاصل جملہ اشیای عالم کا انسان ہی کے مصالح اور انتفاع اتی کے واسطے مخلوق ہونا ثابت ہے اور یہ بات بھی بخوبی متحقق ہے کہ نوع انسان کو خداوند عالم نے مدنی الطبع پیدا کیا ہے اور بھی محتاج کیا ہے جلب منافع اور دفع مضار اپنے مین طرف جملہ انواع مخلوقات یعنی نباتات و حیوانات و جمادات کے اسیواسطے انسان کو قوت انواع صنائع کی بھی عطا فرمائی ہے مثل اور جانورون کے صرف کمالات طبعی پر مدار اور انحصار اسکے تمام امور کا نہین رکھدیا لہذا انسان اپنے منافع اور مصالح ضروریہ مین محتاج واقع ہوا ہے طرف تصرف اور استعمال جملہ انواع مخلوقات اس عالم کے بدون اس دخل و تصرف کے تو اسکے کسی کام کا بھی سرانجام نہین ہوسکتا پس ان تمام وجوہ اور مقدمات بدیہیہ کی روسے تصرف انسان کا جملہ مخلوقات یعنی حیوانات و نباتات و جمادات مین واسطے منافع اور مصالح اپنے کے عین باقتضای حکم و قدرت و مشیت حضرت خالق کائنات کافل موجودات کے ثابت ہوا خلاف مرضیات خداوند بحق خلاق مطلق کے ہرگز نہین ٹھہرا یہان اگر کوئی شخص یہ بات کہے کہ دخل و تصرف انسان کا اشیای غیر ذی روح مین تو بلا شبہہ جائز لیکن ذی روح چیزون مین یہ دخل و تصرف کسی طرح جائز نہین ہے تو اس اعتراض کے جواب مین ہم یہ پوچھینگے کہ روح سے مطلق روح مراد ہے یا خاص روح حیوانی اگر مطلق روح مراد ہے تو روح نباتی تو نباتات مین بھی موجود ہے بلکہ بعض حکما کے نزدیک تو نباتات کیواسطے قوت

احساس بھی ثابت ہے وہ کہتے ہین کہ بعض انواع اشجار مین نر اور مادہ کا
ہونا اور مائل ہونا مادہ کا طرف نر کے ساتھ اسکے کہ ہوا مخالف اس
میلان کی چل رہی ہو اور بھی مائل ہونا درخت کی بیلون اور شاخون کا
پانی کی جگہ کیطرف اور بھی رجوع کرنا بیلون اور شاخون کا طرف اون
دیوارون سکے کہ قریب اونکے واقع ہون یہ تمام امور واحوال بمشاہدۂ
عینی بباہتہ مرئی ہوتے ہین پس یہ تمام امور واحوال دلیل ہین ہین اوپر
ثبوت احساس نوع نباتات سکے فاما ثبوت حیات نباتات پس اختلاف
کیا گیا ہے بیچ اوسکے اور تفصیل اوس اختلاف کی یہ ہے کہ جو لوگ کہ حیات
کو مبدء تغذیہ اور تنمیہ کا سمجھتے ہین اونکے نزدیک تو بسبب ثابت ہونے تغذیہ
اور تنمیہ سکے ذیحیات ہونا نباتات کا ثابت ہے اور جو لوگ کہ حیات کو مبدء
حس وحرکت سمجھتے ہین وہ لوگ بسبب انعدام حس وحرکت سکے نباتات
کو ذیحیات نہین سکتے لیکن باانہمہ بعض ان مین سے بھی امارات ظنیہ
مذکورہ بالا کے مشاہدے سے نباتات کا صاحب حس وحرکت ہونا ثابت
کرتے ہین یہان تک کہ بعض نے تو نہایت مبالغہ اثبات حس وحرکت نباتات
مین کرکے نباتات کو مدرک کلیات بھی گمان کیا ہے پس اگر مطلق روح
عام اس سے کہ حیوانی ہو یا نباتی اس جگہ مراد لیجائے تو چاہیے کہ نباتات
کا تصرف اور قطع برید کرنا بھی انسان کو جائز نہ ٹھہرے علی الخصوص اوپر
مذہب اون حکما سکے جو کہ قوت حس اور اصل مادہ حیات کا نباتات مین
بھی ثابت کرتے ہین اور اگر خاص روح حیوانی مراد لیجاے تو اوس وقت

ہم یہ بات پوچھینگے کہ آیا سوا ذبح کرنے کے اور تمام تصرفات مثل
سواری اور باربرداری اور حلب شیر اور حبس و بند اور ضرب و زد وغیرہ کے
بھی آپ حیوانات مین جائز سمجھتے ہین یا نہین اگر یہ سب تصرفات بھی آپکے
نزدیک ناجائز ہین توکوئی صورت انتظام عالم اور بسر بردا وقات بنی آدم
کی تبلائیے اور ساتھہ التزام ترک و احترازان جملہ تصرفات کے خود اپنی
بسر بردا وقات کی صورت بھی ہمکو دکھلائیے اور اگر یہ سب تصرفات آپکے
نزدیک جائز ہین تو ہم پوچھتے ہین کہ ساتھہ عدم جواز ذبح کے جوکہ آپکے
نزدیک کمال اقتضائے ترحم اور عدم تجویز جور و تظلم پر مبنی ہے ان تمام
تصرفات دیگر کے جائز رکھنے کا کیا سبب کیا جانورون کو باندھکر رکھنے
اور ہلون مین اور گاڑیون مین جوتنے اور بارہائے گران لادلادکر منزلون
پر لیجانے اور سوار ہو ہوکر دوڑانے اور مارنے اور پیٹنے سے تکلیف ہی
نہین ہوتی کیا بچہ گاؤ کو باندھکر اوسکا دودھ لے لینا اور ترسانا کچھہ بیرحمی
کی بات نہین ہے کیا یہ تمام جانور بھی مثل انسان کے مخلوقات الٰہی سے
نہین ہین یا قوت احساس رنج و تکلیف کی اصلا نہین رکھتے پس کیا سبب
ہے کہ ساتھہ عدم تجویز تصرف ذبح کے اور تمام تصرفات مولمہ حیوانات کو آپ
جائز رکھتے ہین اگر یہ کہیے کہ چونکہ انسان ان جانورون کو آب و علف
دیتا ہے اور خبر انکی خور و نوش کی لیتا ہے لہذا ولی النعم اور رزاق مجازی ہونے
کے سبب سے اسقدر تکلیف دینا انسان کا ان سب حیوانات کو
جائز ٹھہرا اور احتمال ظلم اسمین کسیطرح نہین ہو سکتا تو ہم اسکا جواب اسطرح

دینگے کہ خلق خدا و ملک خدا جملہ حبوب و اثمار و نباتات جہان مین تمام
اقسام حیوانات اور انواع ذیحیات کا حصہ ہے کیونکہ سب انواع ذیحیات
مخلوق اوسی خالق حقیقی کے ہین جسنے ان تمام حبوب و اثمار و نباتات کو خلق
فرمایا ہے فقط انسان کا اوسمین کیا اجارہ ہے اور کیا ضرور ہے کہ انسان ظلم اور
زبردستی سے چارپایون کو محبوس کرکے رکھے اور پہر اونکے رزق رسانی
مین اپنا منن اوپر ظاہر کرے اور منت کا احسان اونکے سر پر دہرے
کیون نہین مطلق العنان اونکو کردیتا تاکہ مثل اور طیور اور وحوش کے
جہان چاہین چرین اور رزق مقرر خداوندی کو کہ جابجا خود بخود اونکے واسطے
موجود ہے حاصل کرین یہ رزق رسانی تو انسان کی بعینہ ایسی ہے جس طرح
کوئی حاکم کسی مجرم کو قید کرکے رکھتا ہے اور اوس قید مین اپنے پاس سے
رزق اوسکو پہونچاتا ہے آیا ان جانورون نے بھی کوئی قصور انسان کا کیا ہے
جسکے سبب سے انسان انکو قید کرکے رکھتا ہے اور انکے اذوقہ مقررہ
کو اپنے ہاتھ سے پہونچاتا ہے خلاصہ یہ کہ اور تمام تصرفات مولمہ کو حیوانات
پر جائز رکھنا اور تصرف ذبح کو جائز رکھنا کوئی وجہ وجیہ اسکے تفاوت و امتیاز
کی ہماری سمجھہ مین نہین آتی اگر آپ اور تمام تصرفات کو اس واسطے جائز
رکھتے ہین کہ آپ کے نزدیک اور تمام تصرفات مین حیوانات کو اصلا ایذا
ہی نہین ہوتی تو یہ سمجھنا آپ کا محض غلط اور سراسر خلاف بداہت عقل
کے ہے اور اگر کہیے کہ جو تکلیف اور تمام تصرفات مولمہ مین جانورون کو ہوا
کرتی ہے وہ تکلیف تکلیف ذبح سے نہایت کم ہے تو یہ کہنا بھی آپ کا غلط فہمی ہی

پر مبنی ہی کس واسطے کہ تکلیف ونج تو صرف تکلیف آنی ہوا کرتی ہی بخلاف
اور تمام تکالیف مذکورہ بالا کے کہ وہ تمام تکالیف استمراری زمانی ہین اور
ظاہر ہی کہ تکلیف استمراری زمانی کا مرتبہ تکلیف آنی فانی سے کہین زائد ہوتا ہی
گو تکلیف آنی فانی ازید واشد اور تکلیف استمراری زمانی بمقابلہ اوس کے
خفیف وضعیف ہی کیون نہو دیکھو جو امراض خاصہ کہ انسان اون کے
سبب سے تکلیف جاری ورنج خفیف استمراری کے ساتھہ دائماً متاذی
رہا کرتا ہی باوجودیکہ بعض علاجات اون امراض کے ایسے سخت ہوتے ہین
کہ جنسے انسان کی جان پر بنجایا کرتی ہی اور اوس تکلیف خفیف مرض
کی کچھہ حقیقت بھی اس تکلیف شدید علاج کے سامنے نہین ہوتی لیکن
انسان اوس تکلیف خفیف سے جاری اور استمراری ہونے کے سبب سے
اس تکلیف جانگزا سے فانی آنی کو اوس تکلیف خفیف کے دفع ہونے
کے واسطے بخوشی تمام قبول کرتا ہی اور اوس تکلیف خفیف کو اس تکلیف
شدید سے اہون سمجھکر اختیار علاج سخت مین بعض اوقات تو احتمال
تلف جان سے بھی نہین ڈرتا ہی الحق تکلیف دائمی ایسی بد بلا ہی کہ بعض
آدمی قتل دفعی کو قید دائمی سے اہون بلکہ نہایت احسن سمجھتے ہین اکثر
ایسا بھی واقع ہوا ہی کہ انسان نے قید دائمی یا اور تکالیف دائمی کے سبب
سے خودکشی کی اور بلا خوف واندیشہ و مبالات جان عزیز اپنی دیدی تھی
سبب ہی کہ مدبران امور سلطنت برطانیہ مین چند بار بحث و تکرار اس بات
کی ہو چکی ہی کہ مجرمان واجب القتل کو بجاے قتل کے حبس دائمی مین رکھنے کا

قانون جاری کرنا چاہیے اسواسطے تکلیف دائمی اگرچہ خفیف وضعیف ہی کیون نہو بمقابلہ تکلیف اشد آنی فانی کے حقیقت اوسکی نہ سمجھنا ہرگز اقتضای شان عقل رسا اور شایان انصاف ارباب علم و ذکا سے نہین ہے پس اون تمام تصرفات مسولہ کو جو کہ حیوانات مین ہمیشہ جاری اور ساری ہین باوجود دوامی اور استمراری ہونے کے اخف وا ہون سمجھنا اور صرف تصرف آنی ذبح ہی کو اشد وازید خیال کرنا عقل و انصاف سے نہایت دور ہے علاوہ اسکے اگر ہم اوس تکلیف دوامی کا بہ نسبت اس تکلیف آنی کے تکلیف خفیف ہونا تسلیم بھی کرلین تو اس تقدیر پر بھی یہ تصرف دامی آپ کا جاندارون مین ظلم تو ضرور ٹھہرے گا گو یہ ظلم آپ کا ظلم ذبح سے کم اور ظلم درجہ دوم ہی سہی پس اس صورت مین بھی ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ آیا یہ ظلم درجہ دوم بھی آپ نے جاندارون بے زبان پر کس وجہ سے جاری رکھا ہے اور کس طرح جائز سمجھا ہے جانورون پر ظلم کرنے کا اعتراض اگر آپ کو مجوزین ذبح پر مدنظر ہے تو چاہیے کہ اول آپ خود جانورون پر ظلم کرنے سے باز رہین تاکہ ذابحین ہی کیطرح اطلاق ظالم ہونے کا خود آپ پر بھی نہو اس ہمارے اعتراض کے جواب مین آپ دو باتون سے ایک بات ضرور کہیے گا یا تو یہ کہیے گا کہ خداوند تعالے نے ان جانورون کو بوجہ عظمت و شرافت انسان کے انسان ہی کے واسطے پیدا کیا ہے اور حکم عقلی اور اختیار قدرتی اس قبض و تصرف دوامی کا انسان اشرف المخلوقات کو دیا ہے یا یہ کہ شدت احتیاج و ضرورت کے سبب سے

ہم ان تمام تصرفات کو جانداروں مین چار ونا چار جائز رکھتے ہین اسواسطے
کہ بدون اختیار ان تمام تصرفات کے تو اس عالم مین ہمارا اجراے کار
سرتاسر محال و دشوار ہی اور انھین تصرفات پر ہمارے تمام امور کا دار و مدار
ہی پس اگر آپ اقتضای خلق الٰہی اور حکم عقلی کو سبب ان تصرفات کے
جائز رکھنے کا بیان کرتے ہین تو ہم بھی یہی جواب دیتے ہین کہ خداوند تعالےٰ
نے جسطرح اور تمام تصرفات مولمہ دوامی کے واسطے ان جانوروں کو
پیدا کیا ہی اور حکم عقلی قبض و تصرف دائمی حیوانات کا انسان کو دیا ہی
اسیطرح تصرف آنی ذبح اور غذای انسانی ہونے کے واسطے بھی ان
جانوروں کو ضروری پیدا کیا ہی اور بھی فرمان شرعی اور عقلی سے حکم
قبض و تصرف ذبح اور اکل لحوم کا انسان کو بالیقین دیا ہی فرمان شرعی
کتب آسمانی سے بظاہر اور فرمان عقلی اتفاق جمہور عقلا سے جو کہ فرق
مجوزین ذبح مین داخل ہین اور اعداد اونکی نسبت منکرین کے اضعاف
مضاعفت سے بھی زیادہ ہی بخوبی متحقق اور باہر اور اگر شدت ضرورت اور
اپنی کمال حاجتمندی اور ناچاری اور بے اختیاری کو آپ باعث ان
تصرفات کے جائز رکھنے کا کہتے ہین بلکہ یقین بھی آپ کے کمال ترحم
کے ادعا اور اقتضا سے یہی ہی کہ عظمت و شرافت انسان کی وجہ سے
بحکم عقلی مستحق قبض و تصرفات مولمۂ حیوانات ہونا اپنا معتبر نرکھکر تجویز قبض
و تصرفات مولمہ حیوانات کے واسطے وجہ ناچاری اور بے اختیاری ہی ہا
گو آپ بناچار اختیار کرینگے تو اس صورت مین ہمارا کلام یہ ہی کہ آپ

جو دعوی اس بات کا کرتے تھے کہ بوجہ رحمی ہونے کے سبب سے ہم ذبح
جانوروں سے اور اکل لحم سے باز رہتے ہین اب یہ دعوی آپ کا محض
بے اصل ٹھہرا اور جو کچھہ اصل سبب تھا وہ ظاہر ہو گیا یعنی معلوم ہوا کہ مدار کار
آپ کے اس ذبح کے اختیار و عدم اختیار کا صرف لحاظ ضرورت و عدم
ضرورت پر ہے نہ لحاظ ترحم اور عدم ترحم پر پس بسبب اسکے کہ احتیاج اور ضرورت
اکل لحم کی آپ کو لاحق معلوم نہین ہوئی لہذا ذبح جانور کو آپ نے غیر ضروری
سمجھکر ناجائز تصور کیا ہے اور اگر ضرورت اسکی لاحق دیکھتے تو جس طرح اور
تصرفات مولمہ حیوانات کو باوجود مولم سمجھنے کے بخیال ضرورت بلا حجت
و تکرار اختیار کر دیا ہے اسی طرح اس تصرف مولم ذبح کو بھی آپ بلا حجت و تکرار
اختیار ہی کرتے اور اصلا خوف اتلاف نفوس سے اوس وقت نہ ڈرتے
بلکہ اگر انصاف پر آیئے اور بدیدۂ غور ملاحظہ فرمائیے تو معیشت زندگانی
عالم کون و فساد مین اس حالت موجودہ اور کمال ادعای اتقاء بھی آپ
حضرات جرم و خطای قتل نفوس ذیحیات سے بری تو کسی طرح نہین ہو سکتے
پانی مین جو کیڑے آلۂ خوردہ بین کے ذریعے سے محسوس ہوتے ہین اون
کیڑون کو آپ ہر شب و روز مین کس قدر زندہ نوش فرماتے ہین علاوہ اسکے
افراد متنوعہ حشرات الارض کو آپ ہر شب و روز مین کسقدر پاؤن کے
تلے دبا دبا کر تلف فرماتے ہین بلکہ کارخانہ تو اس عالم کون و فساد کا اسقدر
نازک تر ہے کہ آپ صاحبون کے سانس لینے مین بھی بعض نازک خلقت جاندارون
کی جان ناتوان کا ضرر ہر وقت پیش نظر ہے ایسے ہی موقع پر کسی شاعر نے

کہا ہے ع لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام + آفاق کے
اس کارگہ شیشہ گری کا + پس اگر ایسا ہی آپ کو دعوی اتقا ہے اور اتلاف
جان حیوان نہایت درجے کا ظلم آپ کے نزدیک ٹھہرا ہے تو اول اپنے تئین
آپ ان معاصی اور مظالم روزمرہ سے کہ شب و روز خود آپ کے افعال
اختیاری کے سبب سے واقع ہوتے ہین اور جان عزیز صدہا حیوانات
کو کھوتے ہین باز رکھیے اور اس عالم کون و فساد مین کوئی صورت اپنی
بسر اوقات کی ایسی نکالیے کہ جسمین یہ سب جان آزاریان آپ سے
وقوع مین نہ آئین اور اس طرح ہر روز صدہا حیوانات آپکی حرکات و سکنات
روزمرہ کے سبب اپنی جان سے نجائین اگر آپ اس جگہ یہ کہین کہ پانی
کے کیڑون کو ہم اپنی آنکھ سے دیکھکر ہرگز نہین پیتے اور اور کسی کیڑے
جاندار کو بھی اپنے پاؤن کے تلے جان بوجھکر ہرگز نہین دباتے اور نہ
سانس لینے مین دیدہ و دانستہ کسی جاندار کو آزار دیتے ہین باقی رہا عالم
غفلت مین جانداروں کا ہمارے سبب سے تلف ہونا اسمین ہمارا کیا
اختیار ہے اور حالت غفلت کا کیا اعتبار ہے پس ہم ان جان آزاریون کے
سبب سے مجرم و خطاوار زنہار نہین ہوسکتے تو جواب سکا یہ ہے کہ غفلت ہی کی حالت مین ان
جاندارونکا ہلاک ہونا مسلم سہی لیکن کیا علم اجمالی بھی ان جانورونکے تلف و اہلاک کا آپکو
نہین ہے بلاشک علم اجمالی تو انکے تلف و اہلاک کا آپکو ضرور ہے پس باوجود حاصل ہونے
علم کے گو علم اجمالی ہی سہی کیونکر آپ ایسی غفلت کرتے ہین آیا باوجود ناصح
اور معترض اور متعرض مجوزین ذبح ہونے کے آپ خود معاملہ اہلاک جان

حیوان سے نہین ڈرتے ہین کسواسطے آپ پھونک پھونک کر قدم ہر جگہ نہین رکھتے تا کہ جاندار کیڑے آپ کے پانوؤن کے تلے نہ پس جایا کرین سواریون پر سوار ہو کر بے خوف و ہراس اونکا دوڑانا آپ کو کیا ضرور ہے بلکہ خود حالت پیادہ پائی مین بھی بعض اوقات تیز خرامی کرنا آپ کا آپ کے حق مین نہایت بیجا و ستور ہے اسیواسطے بعض سخنورون نے ڈرایا ہے اور گویا یہ شعر خاصتہً آپ ہی لوگون کے حق مین فرمایا ہے ؎ آہستہ خرام بلکہ مخرام ✤ زیر قدمت ہزار جانست ✤ منہ کے سامنے سرپوش کیطرح کپڑا ہر وقت کیون نہین لگائے رہتے تا کہ بعض نازک جاندارونکا دم آپ کے دم کے سبب سے ناک مین نہ آئے پانی کے کیڑون کو تہہ کی چھننے سے یا کسی اور تدبیر سے دور کر کے پینے کا التزام اور اہتمام کیون نہین کرتے یا بجائے آب اکثر دیا سے فواکہ و نباتات خواہ اجناس لبنیات پر آپ اپنی پیاس بجھا لینے کا دار و مدار کیون نہین رکھتے تا کہ تمہارے آپ مبتلائے ہلاکت و عذاب نہون یہ سب مراتب احتیاط جنکا بیان کیا گیا کچھ دائرہ امکان سے تو خارج نہین ہین کہ ناممکن ہونے کے عذر سے آپ ان سب التزامات کے ترک مین معذور و بیقصور سمجھے جائین اور اپنے تئین اس دائرہ تکلیف حارج سے خارج بتلا کر فراغت پائین ہان البتہ دقت و تکلیف سے یہ التزامات خالی ہرگز نہین ہین لیکن ہرگاہ معاملہ اہلاک جان حیوان کا آپ کے نزدیک سب سے بڑے کا ظلم اور گناہ قرار پایا ہے یہان تک کہ صرف عمل ذبح حیوان کو بھی واسطے دریافت کرنے خلاصیت

یا ہدایت کسی فریق کے آپنے کافی ووافی تصور فرمایا ہی تو ایسے معاملہ عظیم کے واسطے یہ تمام وقت وتکلیف اوٹھانا آپ کا گو فی الواقع امرعسیر ہی لیکن بمقابلہ ایسے امرعظیم یعنے اتلاف جان کسی حیوان کے اگر حقیقت پوچھیے تو نہایت ہی اہون وایسر ہی اور اگر آپ باوجود اس درجہ عظیم سمجھنے معاملہ جان حیوان کے کرمہاے آبیا اور حشرات الارض کو بلا مشاہدہ عینی تلف کرنے کے سبب سے اپنے تئین اس معاملے مین معذور وبے قصور قرار دین تو یہ عذر آپ کا بعینہ ایسا ہی جسطرح کوئی شخص اپنی آنکھہ بند کرکے خواہ منہ کے سامنے پردہ ڈالکے شارع عام کیطرف بلا خوف ووسواس تیراندازی یا تفنگ بازی شروع کرے اور ہر روز بہت سے راہگذرونکو ہلاک کرنے مین اپنے تئین معذور وبے قصور سمجھکر خوف اتلاف نفوس سے اصلا نڈرے باقی اگر آپ یہ کہین کہ مجوزین فرج بھی تو کرمہاے آب کے بچانے اور حشرات الارض کے پانوون کے تلے ملنے اور دبانے مین ہمارے ہمدم اور ہمقدم ضرور ہین کچھہ ہم ہی تنہا اس قسم کے امور مین گنہگار وخطاوار نہین ہین یہ کہنا آپ کا درست فی الحقیقۃ حضرات مجوزین فرج بھی ان قسم کامون مین آپ کے ہمدم وہمقدم تو ضرور ہین لیکن یہ وہ حضرات ہین جنکے نزدیک خلقت اکثر حیوانات کی صرف واسطے تمتع اور انتفاع نوع انسان ہی کی ظہور مین آئی ہی اور نوع حیوان واسطے آسایش وانتفاع حضرت انسان کے بسبب خلقت موزوں ومتحمل انواع مصائب وتکالیف کے قرار پائی ہی پس صرف ہونا جان حیوان کا جو کہ صرف آسایش

و انتفاع انسان ہی کے واسطے خلق کی گئی ہے اگر بقصد و ارادہ انسان
بھی وقوع مین آ ئے تو بھی انکے نزدیک عین مقصود تخلیق جان حیوان
ہے فکیف حالت غفلت مین بلا قصد و ارادہ انسان ہلاک و تلف ہونا کسی
جان حیوان کا اوسکو یہ حضرات کب اس قدر جرم سخت سمجھتے ہین کہ اوسکے
وقوع اتفاقی سے مجرم خونی کی طرح ڈرین اور مرتکب جریمۂ عظیمہ کا اپنے تئین
تصور کرین یون تو مرتبہ احتیاط بھی ان حضرات مین اس قدر زیادہ تر ہے
کہ سوا موذیات کے بلا وجہ ضرورت ادنی ستانا کسی حیوان کا ہرگز
جائز نہین رکھتے حتی کہ نباتات تک کو بلا ضرورت قطع و برید کرنا بھی نادرست
جانتے ہین لیکن معاملہ واجب العمل ساتھ حیوانات کے ان حضرات
کی نظر تحقیق مین اس طرح پر مقرر ہوا ہے کہ ہرگاہ حیوانات اپنی اصل خلقت
سے مکلف بانواع تکالیف واسطے استمداد اور استمتاع نوع انسان کے
ثابت ہوئی تو تکلیف وہی حیوانات کے واسطے ان حضرات سے لئے
قاعدۂ عقلی اس طرح پر مقرر رکھا کہ جو جو تکالیف کہ حیوانات من حیث
اصل خلقت موقع و محل اونکے قرار دیے گئے ہین اون تکالیف مقررہ
کے جائز رکھنے مین اصلا خوف و ہراس اور تردد و وسواس یہ حضرات
نہین کرتے رہین وہ تکالیف جو کہ خلاف اقتضای خلقی حیوانات کے
ہین اون تکالیف کا پونہچانا البتہ نہایت قبیح اور ظلم صریح جانتے ہین
پس بموجب اس قاعدۂ عقلیہ کے تکلیف ذبح ان حضرات کے نزدیک
ظلم نہین ہے اور تکالیف بھوکا پیاسا رکھنے کی یا زیادہ حد طاقت سے

لاد دینے کی خواہ حالت بیماری مین لادنے کی یا جو مقدار مدت معین
کہ باقتضای اصل طاقت کسی حیوان کی اوس سے کام لینے کے واسطے
چاہیے زیادہ اوس مدت سے کام لینے اور محنت و مشقت دینے
یا زد و ضرب مین حد معین مناسب مقتضای تحمل سے زیادتی کرنے کے
یا حوائج و امور ضروری جاندار کی اوقات ضرورت پر خبر نہ لینے کی ان سب
تکلیفات کو یہ حضرات نہایت قبیح اور ظلم صریح جانتے ہین کس واسطے کہ تکلیف
ذبح یعنی صدمہ موت کا تو ہر حیوان بسبب اقتضاے خلقت موقع و محل ہی
مقرر ہو چکا ہی اور اس تکلیف سے اوسکو ہرگز گریز اور چارہ ہی کسیطرح نہین
ہو سکتا بخلاف اور تکالیف مصرحۂ بالا کے کہ پہونچنا اون تکالیف خاصہ کا
اقتضای خلقت حیوانی سے بالکل خلاف ہی لہذا ایسی تکالیف کے ساتھ
مکلف کرنا حیوانات کا ان حضرات کے نزدیک سراسر منافی عقل و انصاف
ہی یہ ہی مختصر کیفیت عمل و اعتقاد حضرات مجوزین ذبح کے بیچ معاملہ اون حیوانات
کے جن حیوانات کے وجود پر جملہ تمتعات واجرائے کارہای انسانی کا دار و مدار
قرار دیا گیا ہی رہے اور بعض حیوانات خفیف و ضعیف خارج از بحث مثل
حشرات الارض و کرمہای آب ان حیوانات کے باب مین طریق انیق
حضرات مجوزین ذبح کا یہ ہی کہ تا حد یسر و عدم لحوق حرج و دقت سے کے ان
حیوانات کے اہلاک و اتلاف سے بھی محترز رہنا واجب جانتے ہین
اور بلا ضرورت کسی ادنے سے ادنے جاندار کا بھی ستانا جائز نہین
رکھتے لیکن اس حفظ و احتیاط مین اوس قدر کوشش و اہتمام کرنا کہ

کہ پھونک پھونک کر قدم رکھا کریں اور منہ پر ہر وقت کپڑا باندھے رہیں
اور یہاں تک بکمال حفظ و احتیاط کی بات بھی نکہیں اور نا محسوس کیڑون کے
خوف تلف سے پانی پینا چھوڑ دیں صرف پتھر کے چھنے ہوے پانی یا اور
کسی تدبیر سے صاف کیے ہوے پانی یا افشردہ فواکہ و نباتات پر قناعت
واکتفا کریں اس درجہ غایت اہتمام اس حفظ و نگہداشت میں یہ حضرات اپنے
اوپر واجب کیا بلکہ جائز بھی نہیں سمجھتے تاکہ جملہ کاروبار دینی و دنیوی سے
انھیں خیالات میں اپنے تئیں معطل نکردیں سرفِ وقت و حرج انسانی
نہیں مقصود وجود حیوانات قرار دیا گیا ہے نہ یہ کہ حیوانات کے سبب سے
انسان ایسے ایسے خیالات میں مبتلا ہو کر شب و روز دقت و حرج ہی
میں گرفتار رہے اور اس درجہ مصائب و تکلیفات کو اپنے اوپر ہر وقت
سہے ہاں حضرات منکرین ذبح کو ایسے دقت و مشقت کا اہتمام و التزام
البتہ ضرور ہے چونکہ اِذَا ابْتُلِیَ الْاِنْسَانُ بِبَلِیَّتَیْنِ فَاخْتَارَ اَهْوَنَهُمَا
بمقابلہ قتل نفس حیوانی کے تحمل ان سب دقتون کا درحقیقت اہون اور
ہر کس واسطے کہ اتلاف نفس حیوانی اونکے نزدیک نہایت سخت گناہ ہے
پس سوا اختیار ایسی دقتون اور مشقتون کے اس گناہ سے بچنے کے
واسطے بھلا اور کون سی راہ ہے ہرگاہ معاملہ جان حیوان سخت عظیم قرار پایا
تو حقیر سے حقیر جاندار کی جان کو بھی بسبب صغر جثہ کے کم حقیقت سمجھنا
نہیں چاہیے کیونکہ گو جثہ اوسکا صغیر ہے لیکن معاملہ جان تو نہایت عظیم و
کبیر ہے غرضکہ مجوزین ذبح تو کرمہاے آب اور دیگر حشرات الارض کے جرم

مین بموجب اپنی تحقیق و اعتقاد کے مجرم و خطاوار نہین ہوسکتے لیکن منکرین فبح اپنے ادعا اور اعتقاد بے بنیاد کی رو سے پانی پینا اور رستہ چلنا تو ایک طرف سانس لینے مین بھی بعض اوقات مجرم و خطاوار قرار دیے جاسکتے ہین ایک التزام مالایلزم کے ادعا کے سبب سے ان حضرات پر ایسی مصیبت سخت لازم آتی ہے جس مصیبت سخت سے جان بری ان حضرات کی سخت دشوار ہے ایسے محل پر ان حضرات کو فرّ من المطر و قام تحت المیزاب کا مصداق سمجھنا لائق و سزاوار ہے

مقصد ششم از انجا کہ خداوند حکیم مطلق نے نوع انسان کو قبضہ و تصرف انتظام اس عالم کا دیا ہے اور قوت عقل و تدبیر سے جملہ مخلوقات پر متصرف اور فرمان فرما مقرر کیا ہے لہذا جس طرح اپنے نوع کے اغراض اور مصالح کے واسطے یا اور انواع حیوانات جنکے حوائج ذاتی اسکی متعلق ہوا کرتی ہین اونکے حفظ و منافع کے واسطے قتل کرنا اکثر جانوران موذی کا خواہ درندہ ہون یا زہردار بحکم عقلی و شرعی اوسکو جائز و مناسب بلکہ لازم و واجب ہوا کرتا ہے اسیطرح اشرف اور انفع کی مصلحت اور ضرورت سے احسن انقص کا قتل کرنا بھی اسکے واسطے عین صواب اور بحکم عقلی متفق علیہ جملہ عقلای اولی الالباب ہے دیکھو اگر کسی گھوڑی یا گا سے کے زخم ہو کر کیڑے پڑجاتے ہین تو استعمال دوا وغیرہ سے اہلاک اون کیڑون کا ہر انسان عاقل باقتضاے عقل عین عدل و انصاف سمجھتا ہے اور فقط ایک جان کے حفظ و انتفاع کے واسطے سیکڑون

ہزاروں کیڑے جاندار بلا اندیشہ و مبالات اور بدون خیال و احتمال ظلم
کے مار ڈالتا ہی اور کوئی عاقل اوسکے اس فعل کو ناپسند اور خلاف انصاف
تصور نہین کرتا اگر کوئی شخص کہے کہ یہ کیڑے بھی اور درندون اور زہردار
جانورون کی طرح موذی ہین اس واسطے قتل و اہلاک انکا جائز ٹھہرا ہی تو
جواب اسکا یہ ہی کہ یہ کیڑے تو مثل درندون اور زہردار جانورون سے
ہرگز موذی نہین ہین بلکہ خود یہ بیچارے نہایت عاجز و ناتوان ہین نہ موذیات
زہردار مین انکی شمار ہی نہ اور موذیات کیطرح کسی دوسری جگہ سے چلکر فقط
اس جانور کی ایذا رسانی کے واسطے آتے ہین بلکہ حق تعالے نے انکو
خود اسی زخم مین پیدا کیا ہی اور یہین انکا رزق مقرر بھی رکھدیا ہی اوس رزق
مقرر کے کہانے مین اور کاٹنے مین یہ بیچارے محض مجبور ہین تو وے
کچھ مثل اور موذیات کے بسبب خوف یا عداوت خواہ محض اقتضاے
طبعی نیش زنی کے سبب سے نہین کاٹتے پس اس صورت مین ان بیچارے
عاجزون کے اہلاک کو انسان کس واسطے قرین عقل و انصاف تصور کرتا ہی
مگر یہ کہ عقل انسانی واسطے جلب منفعت اور دفع مضرت نفس اعز و اشرف
کے گو وہ نفس اعز و اشرف ایک ہی کیون نہو اسقدر نفوس اخس و انقص کے
اہلاک کو بے تامل و وسواس اور بلا اندیشہ جبر و ظلم جائز سمجھتی ہی اور کس طرح
جائز نہ سمجھے کہ نفس اعز و اشرف کو ساتھ نفوس اخس و انقص سے ایسی نسبت
ہوا کرتی ہی جس طرح روح کو ساتھ اعضا کے یا مثلاً الماس کو ساتھ اور
پتھرون کے پس اگر کسی روح کے حفظ و بقا کی ضرورت سے ایک عضو یا

چند اعضای حیوان خواہ انسان ذی روح کے قطع کیے جاوین یا ایک پارہ الماس کے واسطے بہت سے خزف پارے یا سنگ پارے ضائع کردیے جاوین تو ایسی تقلیل و تضیع تو درحقیقت خلاف عقل و انصاف کسیطرح متصور نہین ہوسکتی اور بھلا یہ دونون مثالین تو صرف جسم انسان اور جان حیوان ہی سے کے جواز جرح و قتل کی بیان کی گئین اگر حقیقت پوچھیے تو خود نفوس اشرف انسانیہ کا قتل بھی واسطے مصلحت اعز و انفع کے عقلاً اور آئینًا بالیقین مباح بلکہ بعض مواقع ضروری مین نہایت ضروری تصور کیا گیا ہی جس طرح قتل کرنا اور قتل کرانا بہت سے نفوس عوام مردم کا واسطے استخلاص ایک ایسے شخص کے جو کہ نہایت درجہ عالم اور علامہ یکتاے روزگار ہو یا مثلاً جنگ مین ایک شخص عاقل مدبر یکتاے روزگار کے حفظ و استخلاص کے واسطے جبرا عوام مردم کا قتل مجوز اور عین صواب جانتا ان سب مثالون سے یہ بات بخوبی ظاہر و باہر ہی کہ مصلحت اعز و اشرف کے واسطے احسن و انقص کا تلف کرنا یا تلف ہونے کو جائز رکھنا کسی نوع سے بھی خلاف عقل و انصاف نہین ہی اگر کوئی کہے کہ یہ سب صورتین دفع مضار کی ہین پس دفع مضار کہ حالت اضطرار ہی اوسکے واسطے اتلاف نفوس خسیسہ جائز ہی لیکن جلب منافع اختیاری جس طرح اکل لحم اوسکے واسطے اتلاف کسی نفس کا خواہ وہ نفس نفس خسیسہ ہو یا نفیسہ ہرگز جائز نہین جواب اسکا یہ ہی کہ دفع مضار اور جلب منافع کے درمیان مین جو تمنے فرق بیان کیا اور مرتبہ اول کو ضروری اضطراری

اور مرتبہ ثانی کو غیر ضروری اختیاری قرار دیا اول تو ہمکو اسی مین بحث و
کلام ہے کس واسطے کہ ہر ایک مرتبہ دفع مضرت کو ضروری اضطراری اور
بھی ہر ایک مرتبہ جلب منفعت کو غیر ضروری اختیاری ہونا کیا ضرور ہے بلکہ
بعض مضرات خفیفہ کے دفع سے بعض منافع عظیمہ کا جلب بمراتب زیادہ تر
مقصود اور ضروری ہوا کرتا ہے پس کیا ضرور ہے کہ منافع فعل ذبح کے دفع
مضار کے مرتبے سے خفیف وضعیف ہی ہون ولو فرضنا اگر خفیف و
ضعیف ہونا منافع ذبح کا مرتبہ دفع مضار سے مطلقاً مان بھی لیا جاوے تو
اوس صورت مین بھی ہم یہ کہین گے کہ دفع مضار اور ضرورت اضطرار کے
واسطے تو خود نفوس شریفہ انسانی کا اتلاف بالاخلاف جائز ہے پس اگر نفوس
حیوانی کا بھی مرتبہ اتنا ہی ہوا تو تفاوت مرتبہ نفوس حیوانی اور نفوس
انسانی مین کچھ نہ ٹھہرا لہذا عقل مجوز ہے اس امر کی کہ جس طرح دفع مضار
کے واسطے اتلاف نفوس شریفہ انسانیہ جائز ہے اسیطرح جلب منافع کیواسطے
اتلاف نفوس خسیسہ حیوانیہ بھی بالضرور جائز کیونکہ جو مرتبہ بعد و تفاوت کی
زیادتی کا درمیان مراتب ضروری اضطراری اور غیر ضروری اختیاری کے
فرض کیا جاوے مراتب انسان وحیوان تو اوس مرتبہ بعد و تفاوت سے
بھی زیادہ تر بعید و متسع تفاوت شدید واقع ہین علاوہ اسکے ہم کہتے
ہین کہ ہرگاہ دفع مضار کے واسطے خود تمھاری عقل نے قتل حیوان بلکہ
انسان کو بھی جائز رکھا حالانکہ تمھاری عقل کچھ خالق جان انسان یا حیوان
کی نہین ہے پس اگر خلاق عالم نے واسطے جلب منافع کے جانورون کے

سے ذبح کو جائز ٹھہرایا تو کیا محذور لازم آیا اور قطع نظر ان سب باتون کے
ہم کہتے ہین کہ یہ دعوی تمھارا کہ صرف دفع مضار اور حالت اضطراری
کی صورتون مین اتلاف نفوس حسیسہ عقلاً جائز رکھا گیا ہی اور امثلہ
مذکورۂ بالا صورت دفع مضار اور حالت اضطراری کے ہین نہ صورت
جلب منافع اور حالت اختیار کے دعوائے غیر صحیح ہی کیونکہ امثلہ مذکورہ
بالا گو بظاہر صورت دفع مضار اور حالت اضطرار کی معلوم ہوتی ہین
لیکن اگر بغور ملاحظہ کیا جاوے تو درحقیقت یہ امثلہ امثلہ صورت جلب
منافع اور حالت اختیار کی ہین نہ صورت دفع مضار اور حالت اضطرار
کی خیال کرو کہ گھوڑے کے زخم کے کیڑون کو جو ہلاک کرتے ہین
گو اس ہلاک کرنے کا سبب ظاہر دفع مضرت اسپ ہی نظر آتا ہی لیکن اصل
سبب ان جانداردن کے اہلاک کا جلب انتفاع ہی صحت وسلامتی اسپ سے
واسطے صاحب اسپ کے اسیطرح شخص عالم یا عاقل یکتاے روزگار
کے واسطے جو سیکڑون نفوس عامہ انسانی کا قتل کرنا اور قتل کرانا جائز
ٹھہرایا گیا ہی تو اس صورت مین بھی گو بظاہر سبب اس تجویز کا دفع مضرت
شخص عالم و عاقل ہی معلوم ہوتا ہی لیکن بدیدۂ غور اگر ملاحظہ کیا جاوے
تو اصل سبب اس تجویز کا صرف ترصد جلب انتفاع ہی واسطے نفوس
انسانی کے بقاے شخص عالم و عاقل سے والا اگر قطع نظر ترصد انتفاع
مذکور سے کیجاوے تو گو وہ شخص عالم و عاقل کیسا ہی بے مثل و یکتائی روزگار
بھی لیکن وہ کاملیت تو اوسکی اوسکی ذات خاص کے واسطے ہی اور نفس

کرامت بشری اور شرافت انسانی میں جملہ افراد انسانی شریک ہیں پس
کس طرح اتلاف سیکڑوں نفوس کا ایک نفس کے واسطے اگرچہ وہ نفس
کامل عصر ہی کیون ہو جائز متصور ہو سکتا ہی سوا اسکے کہ چونکہ وجود مرد عالم و عاقل
سالاسہ روزگار سے اور افراد نوع انسانی کے واسطے حصول انواع منافع
کی امید ہی لہذا جلب منافع کی نظر سے اتلاف نفوس کثیرہ کا اوس ایک
نفس کے ابقا کے واسطے عقلاً جائز ٹھہرا اور خلاف انصاف متصور نہین ہوا
الحاصل کوئی شبہہ نہین اس بات مین کہ مصلحت یا عزو اشرف کے واسطے
کو وہ مصلحت قسم دفع مضرت سے ہو یا جنس حصول منفعت سے اتلاف نفوس
حیوانیہ کا جسے کہ نفوس انسانیہ کا بھی عقلاً جائز تصور کیا گیا ہی بلکہ ممدوح و
مستحسن قرار دیا گیا ہی پس اس صورت مین جائز یا مستحسن ثابت ہونے ذبح
جانوران ماکول اللحم کے واسطے صرف سبب جلب منافع نوع اشرف انسانی
ہی سبب کافی و وافی متصور ہو سکتا ہی اثبات مرتبہ دفع مضار اور حالت
اضطرار کی کچھ احتیاج نہین معہذا اگر آئندہ مرتبہ دفع مضار اور حالت اضطرار
کا بھی ثابت ہوا تو نور علی نور ہوگا مقتصد ہفتم ایک قاعدہ مقرری اس
جہان کا یہ ہی کہ نوکر چاکر محکوم ممنون اشخاص کسی موقع ضرورت خاص پر اپنے
آقا اور حاکم اور ولی النعم کی اتباع مرضی اور کاربراری کے واسطے جان
عزیز صرف کر دینے کو عین اقتضاے شرافت و انسانیت جانکر پروانہ وار
نثار ہو جایا کرتے ہین اور کوئی عاقل اونکے اوس مرنے اور جان نثار کرنے
کو مذموم و ناسزا نہین کہتا یہانتک کہ اگر حاکم ولی النعم ارادہ مہم جہانگیری حق

واتباع و اشیاع مین برسر ناحق بھی ہو تب بھی اشخاص ملازم و محکوم و ممنون کو جان نثاری اور کاربراری آقای و ولی النعم مین سب اہل زمانہ غالباً معذور و بیقصور ہی جانتے ہین بلکہ مستحق تعریف و توصیف کمال فتوت و مردانگی کا مانتے ہین گو خود اوس حاکم و ولی النعم کو ارادہ خاص ناحق کوشی کے سبب ظالم و خطاوار شمار اور مستحق نفرین و ملامت اعتبار کرین پس اگر حاکم و ولی النعم ارادہ مہم مذکور مین جادہ انصاف سے انحراف ترکھتا ہو تو اوس وقت تو اوس حاکم و ولی النعم کو بھی اتلاف جان متوسلین کے جرم مین کوئی شخص مورد طعن و ملامت نہین جانتا بلکہ اگر وہ حاکم و ولی النعم ارادہ مہم مذکور سے باز رہے اور اوس باز رہنے مین بعض شناعتین و قباحات اور فتن و فسادات پیش آئین تو اس طرح کے اوسکے باز آنے اور جان بچانے کو سب خاص و عام مستوجب ملامت و الزام تصور کیا کرتے ہین غرض جان نثاری کسی نمکخوار اور ممنون اور تابعدار کی موقع ضرورت حاکم و ولی النعم پر نہ سلیے جان نثار کے واسطے موجب ملامت ہوا کرتی ہے نہ حاکم و ولی النعم کے واسطے باعث ندامت ہرگاہ اس قاعدہ مقررہ انام اور دستور مسلم و مقبول جملہ خواص و عوام کو معلوم کیا تو اب جاننا چاہیے کہ جو محکوم اور خدمتگزار ہمارے کہ جنس حیوان سے ہین اور فقط ہماری تابعداری اور کاربراری ہی کے واسطے پیدا کیے گئے ہین وہ سب محکوم اور خدمتگزار تو بحکم خداوند منعم و خلاق حقیقی نسبت ذلت و خواری اور محکومی اور تابعداری ہماری مین ہمارے ان ہمجنس محکوموں اور خدمتگزارون سے بھی زیادہ تر محکوم و محتقر مقرر کیے گئے ہین کس واسطے

کہ خادمان ومحکومان ہمجنس کچھ مملوک ہمارے نہین واقع ہوے بلکہ باعتبار شرافت نوعی اور ہمجنسی کے مکرم وجلیل واقع ہوے ہین نہ مثل ذلیل بخلاف ان جانورون کے کہ یہ ہمارے مملوک کردیے گئے ہین اور ہمارے مقابلے مین نہایت ذلیل اور کم قدر پیدا کیے گیے ہین پس ہرگاہ خادمان ومحکومان جنس اشرف انسان کا باتباع حکم ومرضی حاکم وآقا فدا ہوجانا خلاف عدل انصاف نہین تصور کیا گیا تو فدا ہونا خادمان ومحکومان جنس انقص حیوان کا جوکہ صرف ہماری تابعداری اور کاربرای کے واسطے اصل خلقت سے ذلیل ومحکوم پیدا کیے گیے ہین بلکہ مملوک بھی ہمارے کردیے گئے ہین کب خلاف انصاف اور دور از عقل ونقل متصور ہوسکتا ہے رہا یہ توہم کہ خادمان ومحکومان ہمجنس انسان تو خود اپنی خوشی خاطر سے جان دہی اور سرفروشی کیا کرتے ہین کوئی دوسرا ایکے جکڑ کر اور مارکے یہ کام نہین کراتا بخلاف جانوران مذبوح کہ یہ بیچارے پکڑ پکڑ کر زبردستی قربان کیے جایا کرتے ہین خادمان ہمجنس غیر مملوک کی طرح اپنی خوشی خاطر سے فدا نہین ہوتے اور اقتضای شرافت او انسانیت ہمجنس جان عزیز اپنی نہین کھوتے جواب اسکا یہ ہے کہ حیوانات کچھ انسان کیطرح صاحب عقل وشعور اور فاعل مختار تو ہین نہین کہ خادمان ہمجنس انسان کیطرح اوقات ضروری حاکم وولی النعم بخوشی خاطر خود سرگرم فرمانبرداری وکاربرای ہوجائین اور بلا دخل وضرورت تحریک کسی ساتھ اور شارہ اور تحریک کی موقع ضرورت یہ کام آئین بلکہ ہم خدمت وکارگزاری ان حیوانو کی لاعقل ہونیکے سبب سے قید وبند وزور وزبردستی ہی پر موقوف ہوا کرتی ہے اگر لاعقل نہ ہوتے تو خدمتگزاران جنس انسان کی طرح

ہر ایک کام مقرری اپنا بابا قید و بند و زد و ضرب کسواسطے نہ بجا لاتے اور
دم بدم کے بعد کوڑے اور چابکین کسلیے کھاتے پس جس طرح اور ہر ایک
کام کا سر انجام اسنے ہوا کرتا ہی اسی طرح ان کے فدا ہونے کو بھی تصور
کرنا چاہیے زد و ضرب و قید و بند تو انکے ہر ایک کام کے واسطے لازم
و ضرور ہی اس زد و ضرب و قید و بند سے ناجائز سمجھنا کسی لئے انکے مصرف و
کارگزاری کا کب مقتضائے عقل و شعور ہی اور ہرگاہ موقع ضرورت منعم و
آقا پر خود انسان عاقل کا بخوشی خاطر خود فدا ہو جانا قرین عقل و انصاف
ہی تو جانوران لایعقل کا ایسے موقع پر بقید و بند صرف مین آنا تجویز عقل و نظر
سے کب خلاف ہی اگر اس جگہ کوئی یہ بات کہے کہ جو کچھ بیان جواز جان نثاری
اتباع و محکومین کیا گیا بیان جواز موقع ضرورت کا تھا اور ذبح کرنے جانور
کے واسطے کوئی ضرورت داعی نہین ہوتی لہذا بسبب تفاوت مرتبہ ضرورت
و عدم ضرورت کے صورتین مذکورتین سے قیاس ایک صورت کا دوسری
صورت پر کیونکر متصور ہو سکتا ہی جواب اسکا یہ کہ مراد موقع ضرورت سے اس
جگہ نہ کوئی ایسا امر ضروری ہی کہ جسکے بدون چارہ اور گذارہ ہی نہو سکے
بلکہ اصل مراد موقع ضرورت سے صرف ایک جلب نفع واقعی یا دفع ضرر
واقعی ہی کہ جسکی خواہش بسبب کسی استحقاق کے بیجا سے خیال کرو کہ اگر ایک
شخص ذی حق نے اپنے کسی باغ یا زمین یا مکان حق موروثی لینے
کے واسطے باوجودیکہ وہ ذی حق محتاج اوس حق موروثی لینے کا
اصلا نتھا قصد و دعوی کیا اور کوئی مفسد و غاصب تحصیل حق واجبی سے

اوس ذی حق کو مانع ہوا اور نوبت بحث و تکرار تا بجنگ و پیکار پونہچی
اور چند اشخاص ملازمین و اتباع اس ذی حق کے اوس جنگ و پیکار
مین نثار ہو گئے تو اس صورت مین اگرچہ جنگ و فساد کرنا اوس حق
واجب کے واسطے ذی حق مذکور کو ضرور تو کسیطرح نہین تھا لیکن باوجود
عدم احتیاج و ضرورت کے بھی اگر ذی حق مذکور نے اپنا حق واجبی سمجھکر
اوس حق واجب کے استحصال اور استخلاص کے واسطے خواہ مخواہ جد و کد
اور اصرار و تکرار ہی کیا اور اوس جد و کد کو کشت و خون کی حد تک پونہچا دیا
تو کوئی شخص ذی حق مذکور کو اس جد و کد طلب حق واجب کرنے مین اور کشت
و خون اتباع و محکومین کی اوس جد و کد کے سبب سے جائز رکھنے مین ظالم و
ناانصاف ہرگز نہین کہتا بلکہ بعض مواقع اور حالات مین تو ذی حق مذکور کو
تمام خواص و عوام سزاوار صد ہزار تحسین و آفرین جانا کرتے ہین پس اس
بات سے بخوبی ثابت ہی کہ ممدوح یا غیر مقدوح ہونا تجویز جان نثاری اتباع
محکومین کا کچھ صرف موقع ضرورت ناچاری اور حالت بے اختیاری پر
موقوف و منحصر نہین ہوتا بلکہ مراد موقع ضرورت سے اوس جگہ فقط ایک
جلب نفع واقعی یا دفع ضرر واقعی ہی کہ جسکی خواہش بسبب کسی استحقاق کے
کی جاوے رہا یہ کہ امر غیر ضروری کو ضروری کے ساتھ کیون تعبیر کیا باعث
اسکا یہ ہی کہ کمال خواہش اور اصرار آقای ولی النعم کے سبب سے امر غیر ضروری
اوس موقع خاص پر ضروری الاستحصال خیال کیا جاتا ہی لہذا اطلاق ضروری
کا اوس غیر ضروری پر آتا ہی پس اگر کوئی شخص اسجگہ یہ بات کہے کہ گو موقع

مذکور در اصل ضروری نہین ہوتا لیکن بعد وقوع جد و کد اور اصرار و تکرار مستخاصمین
کے تو بالیقین ضروری ہوجاتا ہے لہذا جان نثاری موقع مذکور درحقیقت ان جان نثاری
موقع اشد ضرورت ہی ہوتی ہے غیر ضروری تصور کرنا اوسکا نہین چاہیئے جواب
اسکا یہ ہے کہ گو موقع مذکور بعد وقوع جد و کد اور اصرار و تکرار متخاصمین کے ضروری
متصور ہو لیکن دراصل تو وہ موقع موقع غیر ضروری ہی ہوتا ہے نہ ضروری ہے لہذا
اگر کسی ذی حق نے باوجود یقینی سمجھنے اس بات کے کہ اگر مین طلب فلان
حق واجبی اپنے مین جد و کد اور اصرار و تکرار کرونگا تو نوبت جنگ و پیکار اور
کشت و خون کی ضرور ہی آئیگی ابتدا سے قصداً ہی سے صورت وقوع
کشت و خون بلا ضرورت کو جائز رکھا تب بھی طلب حق واجبی کرنے اور اوس
طلب حق واجبی کے سبب سے کشت و خون جائز رکھنے مین ذی حق مذکور
کسی فرد بشر کے نزدیک ظالم و ناانصاف ہرگز نہین قرار پائیگا نہ مفسد
و فتنہ انگیز کہا جائیگا الحاصل طلب حق واجبی کے واسطے گو وہ حق واجبی
محتاج الیہ ضروری ہو یا نہو تجویز جان نثاری اتباع و محکومین عقلاً غیر محظور
ضرور قرار دی گئی ہے لہذا چہ جانورکہ اصل خلقت سے محکوم اور تابعدار ہمارے
ہین اور گوشت و پوست اونکا ہماری ملکیت خاص سے کردیا گیا ہے اگر اوس
ملکیت خاص اپنی مین قصد طلب انتفاع ہمنے کیا اور اس انتفاع واجبی کے
حاصل کرنے کے واسطے ان اپنے محکومون اور مملوکون کی جان نثاری
کو جائز ٹھہرایا تو کونسی امر اسمین خلاف حکم عدل و انصاف کے لازم نہین آیا
مقصد ہشتم قتل کرنا سانپ اور بچھو وغیرہ کا قبل اسکے کہ وہ ایذا

پہونچیا ہین صرف احتمال ضرر کی نظر سے اور بھی مار ڈالنا کژدم اور سانپ اور بھیڑ
وغیرہ کا ایک جرم خفیف کے سبب سے جو تمام عقلای روزگار بلا بحث و تکرار
جائز رکھتے ہین اور کسی طرح خلاف عقل و انصاف نہین سمجھتے اس سے یہ بات
ظاہر ہی کہ صرف احتمال اندیشہ ضرر نفس اشرف انسانی یا لحوق تکلیف
خفیف نفس اشرف انسانی کے سبب سے ہلاک کرنا کسی نفس انقص حیوانی
کا عقلاً خلاف اور منافی عدل و انصاف نہین ہی تا پس ہرگاہ صرف احتمال
اندیشہ مضرت کے سبب سے یا ادنی مرتبہ لحوق مضرت کے سبب سے ہلاک کرنا
بعض جانداروں کا عقلاً جائز ٹھہرا تو منفعت یقینی اور منفعت اعلی کے واسطے
ذبح کرنا بعض جانداران ماکول اللحم کا کس واسطے جائز نہین ہوسکتا الحق ہرگاہ
اس جہان مین نفس انسانی ہی اصل مقصود ہی اور اسیکے نفع و ضرر پر ہر چیز
کے بود و وجود کا مدار و اعتبار ہی اور تمام حیوانات اسیکے منافع و مصالح
ذاتی کے واسطے پیدا کیے گئے ہین اور مرتبہ انسان کا تمام حیوانات سے
بحکم عقلی اس درجہ اجل و اتم اور اشرف و اعظم واقع ہوا ہی کہ ادنی درجہ تسبب
انسان کی خیال بلکہ مجرد احتمال سے بھی ہلاک کرنا بعض حیوانات کا بلا خلاف
قرین عقل و انصاف قرار پایا ہی تو اس قیاس سے یہ بات بخوبی ثابت ہی
کہ حضرت انسان کی تو مصلحت احتمالی اور منفعت ادنی بھی مرتبہ جان حیوان
پر راجح و واقع ہی چہ جای مصلحت اعلی اور منفعت یقینی اوسکی کہ ان دونون
مصالح و منافع انسانی کا مرتبہ تو مرتبہ جان حیوان سے بحکم عقل و نظر اور
بھی کہ ابلغ بالاتر ہونا چاہیے پس مصلحت اعلی اور منفعت یقینی کی نظر سے

ذبح بعض حیوانات کا جواز مثل جواز قتل بعض جانوران مذکورہ بالا کے
اور بھی زیادہ تر قرین عقل ہو نظر ثابت مقصد نہم جو جانور کہ ذبح ہی
کے واسطے گویا مخصوص ہین یعنی بحسب عادت مستمرہ تمامی افراد یا اغلب
افراد نوع انسانی کے تغذیہ کا دارومدار اونھین پر قرار پا رہا ہی اون جانورن
کے انواع خاصہ مین کثرت اور برکت افرادی اس درجہ پائی جاتی ہی کہ
اور تمام انواع حیوانات مین سو حصہ سے ایک حصہ بھی اوس کثرت و
برکت کا نظر نہین آتا اور یہ غایت کثرت اور برکت افرادی اون انواع
خاصہ کی ایک امر بدیہی ہی کہ محتاج بینہ و برہان و تشریح و بیان کی ہرگز نہین
معہذا عجیب تر یہ بات ہی کہ یہ کثرت و برکت افرادی ان انواع خاصہ کی
محض بتائید غیبی سراسر مخالف اسباب مقررہ کارخانہ عالم کے واقع ہوئی
ہی کس واسطے کہ اسباب مقرر کارخانہ عالم کا اقتضا تو یہ چاہتا تھا کہ گائین
اور بکریان بہ نسبت سگ خوک اور اور جانوران درندہ کثیر الولادت کے
کمتر نظر آتین بلکہ پائی ہی نجاتین کس واسطے کہ گاو اور بکری کی پیدایش
بہ نسبت ان اور جانورون کے نہایت اقل قلیل ہی گاو کے صرف
ایک بچہ ہونا اور بکری کے بچون کا فقط ایک یا دو نہایت تین یا بالفرض
احیاناً چار تک شمار ہونا اس قلت پیدایش پر بہت ظاہر دلیل ہی بخلاف
سگ و خوک اور اور بعض جانوران درندہ کے کہ یہ جانور آٹھ آٹھ بچے
تک بھی جنا کرتے ہین بلکہ بعض تو ان مین سے کثرت پیدایش مین اس
حد و شمار سے بھی زیادہ گذرتے ہین یہ تو کیفیت ان جانوران اکول و

غیر ماکول کی پیدایش کی ہی اب سینئے حال ان کے انعدام و اختتام کا
سگ اور جانوران درندہ کو تو کوئی کھاتا ہی نہیں رہا خنزیر اگرچہ بعض اقوام
اوسکو کھاتے ہین لیکن گاے اور بکری کے گوشت کا کھانا اون اقوام
آکلین لحم خنزیر مین بھی اغلب و اشہر اور بہ نسبت اکل لحم خنزیر کے زیادہ تر
متقرر ہی علاوہ اسکے اکل گاو و علی الخصوص اکل کبش و غنم ایک امر عام ہی کہ
تمام اقوام باستثنای بعض شاذ کے آکل لحم کبش و غنم واقع ہوے ہین
پس باوجود نہایت قلیل الولادت ہونے جنس بقر و غنم کے بہ نسبت
اجناس جانوران مذکور دیگر ذبح ہونا ان دونون جنس بقر و غنم کا علی الخصوص
جنس غنم کا اسقدر زیادہ تر جاری ہی کہ تمام روے زمین مین ہر روز ہزارون
بلکہ لاکھون کرورون افراد نوع بقر و غنم کے برابر ذبح ہوتے رہتے ہین
ساتھ اسکے کثرت افرادی بقر و غنم کی بہ نسبت اون جانوران دیگر کے
اسقدر دیکھی جاتی ہی کہ جسکا کچھ حد و حساب ہی نہین یہان تک کہ جانوران
دیگر بہ نسبت اس کثرت بعید و عدد کے محض معدوم معلوم ہوتے ہین پس
ظاہر ہی کہ یہ کثرت و برکت افرادی مخالف اسباب محض کثرت و برکت غیبی
موید من اللہ ہی واقع ہوئی ہی ہر گاہ یہ سب معلوم کیا تو اب جاننا چاہیے
کہ بسبب ظہور اس کثرت و برکت بعید و عدد کے دو دلیل سے ان انواع
خاصہ مخصوص بالبرکت کا واسطے رزق افراد نوع انسانی کے مخلوق اور
مخصوص ہونا ثابت اور متحقق ہی دلیل اول یہ کہ تجربہ اور تفحص کامل استقرا
سے یہ بات بخوبی دریافت کی گئی ہی کہ جملہ مخلوقات عالم مین غایت کثرت

اور ساتھہ کثرت کے اس درجہ برکت کسی شئ کی کہ گو کتنا ہی اوسکو گھٹائین
اور صرف مین لائین تصرفات بیحد و عد کے سبب کسیطرح گھٹ نجاسے
اور کمی اوسکی اصلا نظر مین نہ آئے یہ غایت کثرت و برکت نہین ہوتی مگر اون
مخلوق مین کہ جسکو خالق عالم نے آذوقہ کسی دوسری مخلوق کثیر الافراد کا مقرر
فرمایا ہے اور دوسری مخلوق کثیر الافراد کی پرورش ہی کے واسطے خاصۃً
خلق اوسکا وقوع مین آیا ہے چنانچہ نباتات مین بھی غایت کثرت و برکت اونھین
انواع خاصہ کے واسطے عنایت ہوئی ہے کہ جنکو کسی نوع یا انواع حیوان
کثیر الافراد کا آذوقہ مقدر مقرر فرمانا منظور تھا باوجودیکہ اقسام نباتات
کی بیحد و عد ہین مگر اقسام غلہ جات جو کہ غذای انسانی ہونے کے واسطے
پیدا کیے گئے ہین یا جو اقسام نباتات کہ مخصوص کی گئی ہین واسطے علف
گھوڑون اور گاؤن اور بکریون وغیرہ انواع کثیر الافراد کے اونکے برابر
کثرت و برکت اور کسی قسم اقسام نباتات مین پائی نہین جاتی پس چونکہ
یہ انواع خاصہ جانوران ماکول اللحم بھی اسی قسم کثرت و برکت کے ساتھہ
پیدا کیے گئے ہین اور کوئی نوع نہایت کثیر الافراد جسکی غذا لحم ہو اور
ان انواع کثیر الافراد ماکول اللحم کے کھانے اور رزق بنانے کے
واسطے باانیہمہ کثرت و برکت بیحد و عد کافی و وافی ہو سکے سوا نوع
انسان کی اس جہان مین پائے ہی نہین گئے لہذا بحکم تفحص و استقرا
اور نظر کرنے احوال و امثال عالم کون و فساد کی ایسی کثرت بیحد و عد
اور برکت غیبی مخصوص بالرزق کے ساتھہ ان انواع مذکورہ کے خاص

ہونے سے مخلوق ہونا ان انواع خاصہ کا واسطے رزق نوع انسانی
کے بالبداہت ثابت بہ دلیل. دوم ان انواع خاصہ کے واسطے رزق نوع
انسانی کے مخلوق ومخصوص ہونے کے یہ کہ اگر سا تھ اس کثرت بے حد و
عد کے ذبح اور اکل ان جانوران ماکول کا مرتبس ومعمول نکیا جاتا تو اوخر
عہد حیات ان کے سے تا زمان بعد الممات لحوق انواع قبائح واشکالات
کا لازم آتا لیکن قبائح واشکالات اواخر عہد حیات جو کہ غایت مرتبہ ضعف
وانحطاط تک زندگی بسر کرنے اور از خود بلا ذبح مرنے ان جانورون کے
سے خود واسطے ان جانورون کے باعث رنج وصعوبت اشد ہوتی بلکہ
اس رنج وصعوبت اشد سے راحت وآسایش نوع انسان کو بھی کھوتی
چند قسم قبائح واشکالات ہین بیان قسم اول قبائح واشکالات مذکورہ بسطور
کا یہ کہ درصورت عدم رواج عمل ذبح اکثر افراد جانوران مذکور کا زمان غایت
ضعف وانحطاط تک پہونچنا ممکن تھا بلکہ اکثر واقع بھی ہوتا پس اکثر جانوران
ضعیف ونحیف تو بسبب غلبہ ضعف وناتوانی کے چلنے پھرنے سے بھی
تھکتے جو جو مشقتہا ی شاقہ سواریون اور بار برداریون کے اور ادر انواع
کارہاے سخت کے بلاے جان جانوران مذکور ہوا کرتی ہین طاقت
تحمل اون شدائد زائد اور مشقتہاے بے حد وعد کے کہان تک رکھتے باآنہم
جس قدر افراد نوع انسانی کہ قسی القلب اور خود غرض محض ہوا کرتے ہین
وہ سب ارباب قساوت توان جانوران ناتوان درماندگان خستہ جان
کو اوس حالت غلبہ ضعف ودرماندگی مین بھی مہما امکن ضرور ہی ستاتے

اور مار مار کر بظلم و تعدی محض شتقتین اٹھنے لیتے اور بار ہا سے سخت
اوٹھواتے وہ زد و ضرب اور ظلم اور زیادتی ان بیچارون مصیبت کے
مارون پر ایسی اشد اور بلاے بد ہوتی کہ خدا کی پناہ نہ توان بے زبانون
کو قوت نطق تھی کہ مصیبت رسیدہ آدمیون کی طرح داد بیداد اور نالہ و فریاد
سے اظہار حال زار کرتے نہ اون قسی القلب کور باطنون کو استقدر قوت
بینائی ہوتی کہ ان درماندگان ناتوان کی زاری حال پر ملال پر نظر کر کے
ذرا بھی اس ضعیف آزاری سے وڑتے پس اوسوقت کی مصیبت سخت
اور حال پر ملال کو خیال کرنا چاہیے اور یہی خیال کرنا چاہیے کہ کسی فرد بشر
پر اگر غلبہ ضعف و درماندگی کے وقت کوئی ایسی مصیبت سخت آجاتی ہی
تو حال اوس مبتلای بلا کا اوس وقت ناچاری و بے اختیاری مین کیا
ہوتا ہی کیا وہ مبتلای بلا ایسی حالت پر ملالت مین اپنی جان زار سے بیزار
ہو کر تخم آرزوی موت کو ہر وقت مزرع دل تحسر منزل مین نہین بوتا ہی علاوہ
اسکے اور تمام دیکھنے والے بھی اوسکی حالت پر ملالت پر نظر کر کے اوسکے
وممات ہی کو اوسکے حق مین عین فلاح و نجات خیال کیا کرتے ہین یہی
سبب ہی کہ سائر ارباب فہم و خرد سختی و زبونی ارذل عمر سے نہایت ڈرتے
ہین پس ہرگاہ اوس وقت عجز و درماندگی کا حال اس درجہ پر ملال ہی کہ خود
افراد نوع انسانی ایسے وقت مین اپنے اور اپنے بنی نوع کے واسطے
ممات کو عین نجات تصور کیا کرتے ہین حالانکہ افراد بشری پر جانورون کیطرح
تو زد و ضرب ظلم زیادتی جبر و تعدی کبھی کسیوقت اتفاقاً بھی واقع نہین ہوتی

بلکہ ہر قسم معاونت انکی ایسے اوقات عجز و درماندگی مین اولاد و ازواج یا اعزہ و اقارب اور احباب و اصحاب خواہ عموم ابنای نوع کی طرف سے اصول بلکہ مبذول رہا کرتی ہے پس ہوے بحال اون جانوران خستہ حال بے پروبال کے کہ ایسے وقت مصیبت اور درماندگی محض مین نہ کوئی یار رکھتے نہ مددگار ساتھہ اسکے پنجۂ ظلم افراد نوع خلائق مین گرفتار نہ طاقت صبر ہوتی نہ یارا ے گفتار غرض جانوران بے زبان پر غایت انحطاط عمر تک بسر کرنے اور زمان غلبہ عجز و درماندگی تک نہ مرنے سے ایسی مصیبت اشد اور بلاے بد لازم ہوا کرتی کہ جس مصیبت اشد اور بلاے بد کے ساتھہ اونکا مرنا جینے پر ترجیح صریح رکھتا دل زار اون درماندگان ناچار کا ایک ایک مصیبت جان آزار مین ہزار ہزار دفعہ ذائقہ موت ہر روز چکھتا الحمد للہ کہ تجویز عمل ذبح کے سبب سے جانوران ضعیف و ناتوان کو کلیتہً نجات ان تمام مصائب و آفات سے ہو گئی معہذا ترویج عمل ذبح کی بدولت کچھہ صرف شدائد و مصائب زمان درماندگی و ناچاری ہی سے آزادی اور سبکباری ان جانوران بے زبان کو نہین ہو جاتی بلکہ جو شدائد جاری اور مصائب استمراری کہ قبل از لحوق ضعف پیری وردود اونکا ان جانوران بے زبان پر ضرور ہے اور رہائی انکی شدائد مذکورہ اور مصائب مسطورہ سے خود ارباب انصاف و ترحم کے نزدیک بھی خلاف دستور ہے اون تمام اقسام شدائد جاری اور مصائب استمراری سے بھی بسبب تجویز ترویج عمل ذبح کے یہ جانوران خستہ حال سراسر فارغ البال بچ جایا کرتے ہین ایک تکلیف آنی

فانی ذبح مین صدہزار آلام جاری اور مصائب استمراری سے نجات ابدی
پایا کرتے ہین بیان قسم دوم قبائح واشکالات مذکورہ مسطورہ کا یہ کہ
درصورت عدم رواج عمل ذبح ہرگاہ یہ جانوران ناتوان موت امراض ہی
سے مرا کرتے تو مصیبت وتکلیف اوس موت کی ایسی اشد اور بلا بد
ہوتی کہ جس مصیبت اشد اور بلاے بد کے سامنے موت ذبح کو گویا غایت
آسانی اور بحکم راحت زندگانی سمجھنا چاہیے نجات اس مصیبت اشد
اور بلاے بد سے بھی صرف بدولت رواج عمل ذبح ہی کے حاصل ہوئی ہے
بیان قسم سوم قبائح واشکالات مذکورہ مسطورہ کا یہ کہ اگر عمل ذبح رایج نہوتا
تو نہایت درجہ سن ضعف واختلاط تک زندہ رہنے کی تقدیر پر اکثر جانور
تو چلنے پھرنے سے بھی معذور ہو جاتے پس اوس حالت درماندگی
محض مین ایک جگہ بندھے ہوے کھڑے رہکر دانہ چارہ کہان سے پاتے خلقت جانورون
کی مثل آدمیون کے مدنی الطبع متصف بدرک مراتب حقوق قرابت و
محبت تو پیدا نہین کی گئی کہ آدمیون کی طرح اولاد وازواج یا اوراعزہ
اور اہل حقوق اور بنی النوع حالت درماندگی وناچاری مین خبرگیری اور
خدمتگذاری انکی کرتے باقی رہی خبرگیری اور خدمتگذاری افراد نوع انسان
کے حق حیوانات مذکورین جس خبرگیری اور خدمتگذاری کی امید ابتدائے خلقت
سے یہ جانور پابند وخوگر ہورہے ہین وہ خبرگیری اور خدمتگذاری تو
بلاغرض وضرورت کوئی صورت ہی نہین رکھتی تھی کس واسطے کہ اول تو
اس جہان خودغرضی بنیان مین ایسے ارباب ہمت وتوفیق ہی بہت کم

بالکل کالعدم ہین کہ بلا غرض و ضرورت کسی اپنے ہی نوع کے بھی کام نہ
نکلیں حیوانات غایت نوع کہ اونکی خبرگیری اور خدمتگزاری کو تو بلا غرض
ضرورت اور بھی تخیال اور سرتاسر محال خیال کرنا چاہیے اور بالفرض اگر
بعض شاذ اہل ہمت و توفیق اس کار خیر پر آمادہ بھی ہو جاتے تو خبرگیری
اور خدمتگزاری اسقدر جانداران درماندہ و ناتوان بعید و مرکی بعض شاذ
ارباب ہمت و توفیق سے ممکن و متصور کب ہوتی علاوہ اسکے پرورش و
بسر بردہ توان جانوران ناتوان کی تین ہی طریق پر منحصر تھی طریق اول یہ کہ
گھر پر انکو باندھکر کھانا پانا خبرگیری انکی کرتے رہنا طریق دوم یہ کہ جنگلون
مین خود حسب دستور مقرر اسکے ہمراہ رہکر تمام دن بھر چرانا طریق سوم یہ
مطلق العنان محض انکو چھوڑ دینا کہ جاہین جنگلون مین چرین جاہین آبادی
مین بسر کرین طریق اول بسبب تعلق و احتیاج مصارف کثیر کے سرتاسر
عسیر تھا طریق دوم بسبب عدم گنجایش فرصت واسطے سرانجام ایسے
کام بلا غرض و ضرورت کے اپنے اور اپنے متعلقین کے کاربار
اہم و ضروری سے سرتاسر متعذر و غیر امکان پذیر تھا معہذا جنگلون مین
توان جانورون کو چرنے اور پیٹ بھرنے کے واسطے دن دن بھر
حیران و سرگردان رہنا ضرور چاہیے ایسا ممکن نہین کہ افراد بشر کی طرح
یہ جانوران بسیار خوار ایک ساعت مین شکم سیر ہو جائین اور ایک بار
کھا کر چار چار آٹھہ آٹھہ پہر تک کے واسطے فرصت پائین پس جو جانور
کہ نہایت ضعیف و نزار اور چلنے پھرنے سے معذور و ناچار فرض کیے گئے

مین دن دن بھر بھیرنے اور چرنے سکے واسطے تو خود ان درماندگان ناتوان کی طاقت ہی رفاقت نہین کرسکتے تھے بلکہ اکثر جانوران معذور تو شاید بستی سے جنگل تک پہونچنے کی بھی تاب وطاقت نہ رکھتے چراگاہون مین پہونچکر دن دن بھر چل پھر کب سکتے علی الخصوص حالت علالت مین جسوقت جان ان ناتوانون کی بالکل ہی زبون وزار ہوتی اوس وقت تو خبرگیری اور خدمتگذاری انکی اور بھی زیادہ تر عسیر و دشوار ہوتی اب رہا طریق سوم یعنی مطلق العنان محض کردینا ان جانوران نحیف وناتوان کا مطلق العنان کردینے کی تقدیر پر یہ تو ممکن ہی نہین تھا کہ اس قدر جانوران کثیر حجم غفیر بستی مین رہکر دانہ یا گھاس بھی پاتے ناچار بستی سے نکلکر چرنے اور پیٹ بھرنے سکے واسطے جنگلون کی طرف ضرور جاتے لیکن وہان جاکر تو وہی قباحت مذکورہ بالا ان جانوران ولریش کو درپیش تھی کہ اول تو بسبب فقدان طاقت وہان تک پہونچنا ہی انکا سخت مشکل ہوتا پھر اگر پہونچ بھی جاتے تو وہان پہونچکر دن دن بھر چرنا اور پھرنا تو اور بھی اونپر زیادہ تر دشوار ومحال ہوتا اور اگر بالفرض وہان دن دن بھر پھرنے اور پیٹ بھرنے سکے واسطے طاقت بھی پاتے اور باوصف غلبۂ ضعف وناتوانی سکے تاب ایسے رنج وتعب شدید اوٹھانے کی لاتے تو اوس صورت مین تو ان جانوران بیحد وعد کے خودسر مطلق العنان پھرنے سے ایک اور قباحت اشد اور مصیبت زائد از حد ایسی لازم آتی کہ العیاذ باللہ شرح اوس قباحت اشد اور مصیبت زائد از حد کی یہ کہ اسقدر انواع جاندار

سے افراد بے حد و شمار بسیار خوار کا مطلق العنان و خودسر ہو کر صرف گھاس چر
پر قناعت و اکتفا تو ممکن ہی نہین تھا بلکہ غلہ جات کے کھیتون کے سامنے
تو یہ جانوران خودسر مطلق العنان کبھی بھی گھاس نکھاتے پر بے تگے کے
سے گئے ان جانوران بے حد و پایان کے کھیتون ہی پر گرتے اور چرتے علاوہ
چرنے کے پانوون سے روند روند کر کھیتون کو ہر وقت تباہ و برباد
کرتے غرض ورود اس قوم یاجوج و ماجوج کی زراعات کے حق مین
آفت ٹڈی وغیرہ سے بھی زیادہ ہوتا تھا لیکن تاہم ذی شان زراعات کو کھیتون
سے کبھی دیتا گر حراست و نگہبانی اس درجہ قوی بھی یا دریا سے بلکی کیجاتی
ہر کس از ہمک کیجاتی اور کیسی حیرانی اور کسقدر مصیبت و پریشانی افراد
نوع بشر کو اس فتنہ و شر کے دفع کرنے کے واسطے لازم آتی جو تدابیر
دیوار یا خندق یا سنبھالو یا ببول وغیرہ درخت ہاے خاردار سے
خواہ چھابڑون کے حصار سے محاط کر دینے کے واسطے بساتین تھا
یا بعض اقسام زراعات نزدی خاص کے مرتج و معمول ہین اون ایسے
سے تو تمام زراعات بے حد و عد کا محاط کر دینا ممکن ہی نہین تھا اور بالفرض
اگر ممکن بھی ہوتا تو بدون کمال حرج و دقت و جانکاہی اور تحمل مصارف و
نقصان کثیر کے تو وہ تدابیر ہرگز امکان پذیر نہ تھین رہا نگرانی کرنا
زراعات کا شب و روز بکمال دقت و پریشانی اس نگرانی کی جسقدر ہوتی
تو ہر بار ہر بار علاوہ اور دقت و پریشانی کے ایک مصیبت سخت اس
نگرانی مین یہ ہوتی کہ از بسکہ انواع جانوران مذکور مانوس بالطبع ساتھ

نوع انسان کے واقع ہوئی ہین مجرد جیسے ہم یا تخویف دور دور سے تو
یہ جانوران خودسر کسیطرح بھی نہ ڈرتے بلکہ اصلا پروا بھی ایسی تخویف خفیف
کی نکرتے پس بدون کمال مشقت و جانکاہی کے ان افواج غلبی کے
ہاتھون کا رد کرنا کسیطرح ممکن ہی نہین تھا سہنداہر وقت غصے سے زدو
ضرب کرنے مین ان نادانون بے زبانون پر جور وستم استمراری مستلزم
جان آزاری جاری رہنا ضروری لازم آتا ایسے ارباب ترحم تو اس
جہان مفاسد بنیان مین بہت کم ہین کہ یہ تمام مصائب و تکالیف دیکھکر
بھی ان جانوران خودسر کو زنہار کوئی تکلیف مولم و جان آزار نہ پونہچاتین
یا ان مصائب و تکالیف سے باز رہنے کے واسطے تدابیر درستی احاطہ
خندق و دیوار یا ترتیب درختہای خاردار خواہ جہانکرون کے طیاری
حصار مین چار و ناچار دقت و مشقت اور زیر باری ہی اپنے اوپر اوٹھاتین
بلکہ اکثر افراد بشر تو ان تمام دقتون اور پریشانیون کے سبب سے حیران
و مضطر ہوکر آمادہ قتل جانوران مذکور ضروری ہو جاتے کمال دق ہونے
کے سبب سے جان پاتے خون ان سرگردانون بے زبانون کا بالیقین
بہاتے اس صورت مین بالآخر وہی شکل ذبح جسکے واسطے اتنے جھگڑے
اور سیاپے کیے گئے لامحالہ پیدا ہوتی مقولہ ہے آنچہ دانا کند کند نادان
لیک بعد از خرابی بسیار کی تصدیق آخر درجہ اس قتل و ہلاک سے ہویدا
ہوتی الحاصل جانوران مخصوص عمل و کار کا محض بیکار اور ضعیف و زار ہوکر
جینا تو اس درجہ انکے واسطے موجب مصیبت و وبال ہوتا کہ نوع انسان

سکے واسطے بھی اوسکے سبب سے سخت باعث کلفت وملال ہوتا مشر
تجویز عمل ذبح کی وجہ سے یہ جملہ مصائب وآفات اور فتن وفسادات دور
وستور ہوگئے ایک تکلیف آنی سکے اجرا سے جملہ شدائد واشکالات آخر ایام
زمانی دفعۃ واحدۃ کھو گئے یہان تک بیان قبائح واشکالات اواخر
عہد حیات کا تھا لیکن کیفیت قبائح واشکالات زمان بعد الممات پس
بیان اون قبائح واشکالات کا یہ کہ اگر ہزارون لاکھون جانوران ماکول اللحم
ذبح ہوکر ہر روز کھانے کیجاتے تو بعد انکے مرنیکے جو کہ اسی کثرت سے
ساتھ ہر روز واقع ضرور ہوتا دو حال سے خالی نتھا یا اون سب مردارون
کو آدمی جابجا بحال خود افتادہ ہی چھوڑ دیا کرتے یا نعش ہاے انسان
کی طرح دفن خواہ غرق وحرق کیا کرتے درصورت اول کثرت عفونت سے
زندگی آدمیون کی دشوار ہوجاتی اور فساد آب وہوا پیدا ہوکر انواع
امراض وبائیہ ہر طرف پھیلتے درصورت ثانی اون لاشہا سے بید وعدہ
کے ہر روز دفن یا غرق وحرق کرنیکی مصیبت کیسی بلاے جان
تھی ایسے جثہ ہاے گران کا اس کثرت کے ساتھ ہر روز کھینچکر شہر سے
جنگل خواہ دریا کیطرف لیجانا یا بڑے بڑے گڑھے نہایت طویل وعریض
وعمیق موافق انکے جثون کے کھود کھود کر دبانا یا لکڑیان جمع کرکے
پھونکنا اور جلانا کسقدر شاق اور تکلیف مالا یطاق تھا اور مصارف
بے فائدہ بھی اس کار دشوار کے واسطے کسقدر ہوتے علاوہ ان مصارف
کے نقد وقت عزیز اپنا اس کار لاحاصل ودشوار مین سب لوگ کسقدر

کھودتے اور جن شہرون اور بستیون مین کہ کنار دریا نہایت بعید ہین یا بسبب
کمال سختی زمین کے کھودنا آدمی کی قبر کا بھی موجب جان کا ہی شدید ہے
اون شہرون اور بستیون مین تو اور بھی ان جانورون کے غرق یا دفن
کرنے کی مصیبت اس درجہ ہوتی کہ ہوش وحواس ہی بیچارے دفن
اور غرق کرنے والون کے کھوتی آیا اون مواقع مین کہ جہان نہر دریا ہے
نہ تختہ طین پہاڑ ہی پہاڑ ہین اور لکڑیان بھی اس قدر زیادہ تر میسر نہین ہو سکتی
ہین کوئی تدبیر بھی واسطے رفع اس اذیت وبلا کے ممکن اور متصور تھی گدھ وغیرہ
طائران مردار خوار تو اس قدر مخلوق نہین ہوے کہ عشر عشیر بھی ان جانوران
مردہ کے گوشت کو تمام کر سکتے غرض ان سب صورتون مین اول تو انواع
تکالیف مالایطاق اور اقسام آلام اور محن ومشاق کا پیش آنا اور تمام
آدمیون کی زندگی کا اون انواع تکالیف مالایطاق اور اقسام آلام ومحن
ومشاق کے سبب سے تلخ وشوار ہو جانا ضرور تھا دوسرے تمام مردم
یا اکثر مردم اس مہم دشوار مین مصروف رہنے کے سبب سے جملہ کارہاے
ضروری اپنے سے بالکل عاجز وقاصر رہتے آیا فکر معیشت کرتے یا ان
مصیبتون کو جھیلتے اور بلائون کو سہتے معہذا پیدا ہونا فساد آب وہوا کا
اور پھیلنا انواع امراض ووبا کا کچھ ان تمام مردارون کے پڑے سڑے
سڑنے ہی پر موقوف ومنحصر نہین تھا بلکہ کثرت دفن یا غرق اسقدر بیحد وشمار
مردار جانورون سے بھی فساد آب وہوا اور شیوع انواع امراض ووبا کا
ضرور ہوتا ستم تھے کہ یہ فساد آب وہوا اور شیوع انواع امراض ووبا تو ان

وعافیت کے نشان ہی کو اس جہان سے کہوتا پس ان جملہ مصائب
وآفات اور فتن وفسادات کے دفع رہنے کے واسطے حکمت آلہی متوجہ
ہوئی طرف حکم ذبح اور اجازت اکل لحوم جانوران معلوم کی اس حکمت عظمی
کے سبب سے جانور بھی مصائب وآفات مذکورہ بالا سے مامون ومصون
ہوکر براحت عظیم واصل ہوئے اور علی ہذا القیاس آدمیونکو بھی دو فائدے
بہت بڑے نہایت لطف وخوبی کے ساتھہ حاصل ہوئے ایک تو جملہ افراد
نوع انسانی کا اون تمام مصائب وآفات سے جنکا ذکر کیا گیا محفوظ ہونا
دوسرے بعوض اون تمام مصائب وآفات کے ایسی نعمت عظمی اور
لذت کبری یعنی رزق الشحم واللحم کے ساتھہ محظوظ ہونا والحمد للہ علی ذلک
پس اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جانوران غیر ماکول اللحم وحشی واہلی بھی تو بہت
قسم کے موجود ہین یہ تمام قبائح اور اشکالات جنکا ذکر کیا گیا ان جانورون
کے بلا ذبح مرنے اور غذائے انسانی ہونے سے کیون نہین لازم
آتین جواب اسکا یہ ہی کہ جو کثرت پیدائش اور برکت غیبی جانوران مخصوصہ
بالذبح کے ساتھہ خاص کی گئی ہی اور تمام جانورون مین عشر عشیر اسکا
پایا نہین جاتا بلکہ کثرت وقلت کی نسبت سے تو جانوران غیر ماکول بمقابلہ
جانوران ماکول کے کالمعدوم معلوم ہوتے ہین پس جو فساد آب وہوا یا
اشکال دفن وغرق کا ان جانوران کثیر الولادت مخصوص بالبرکت بحید
وعدد کے سبب سے متصور تھا وہ فساد یا اشکال جانوران قلیل الولادت
مفقود البرکت کے مرنے سے ہرگز لازم نہین آتا علاوہ اسکے مردہ جانوران

غیر ماکول کے فنا اور اشکال رفع کرنے کے واسطے بھی حکیم مطلق نے یہی تدبیر صرف رزق ہوجانے اونکے لحم کی مقرر رکھی ہے یعنی شکاری جانور اور جانوران مردار خوار اسی حکمت اور مصلحت کے واسطے خلق فرمائے ہین تاکہ گوشت اون جانورون کا بھی اوس وقت گوشت خوارون کا ہوجایا کرے اور کسیطرح کا فنا دیا اشکال اونکے مرنے اور سڑنے سے لازم نہ آیا کرے اس جگہ عجب نہین کہ معترضین یہ اعتراض بھی کرین کہ زمان سابق مین جس وقت ہندوستان مین صرف ہنود ہی کی عملداری تھی اور عدم اکل لحم کی رسم و عادت کلیۃً اس ملک مین جاری تھی اوس وقت بھی آخر یہ تمام جانور جو کہ اب ذبح کیے جایا کرتے ہین غایت مرتبہ ضعف و انحطاط عمر تک ایام زندگانی بسر کرتے اور از خود بلا ذبح مرتے ضرور ہی ہوتے نگے پس اوس وقت مین ان جانورون کے غایت مرتبہ ضعف و انحطاط تک بسر زندگانی کرنے اور از خود بلا ذبح مرنے سے یہ تمام مصائب و آفات جنکا ذکر کیا گیا پیش آتی تھین یا نہین آیا بدون حکم ذبح اور تجویز اکل لحم کے اوس وقت مین کارخانہ اس جہان کا کس طرح چل سکتا تھا کہ اب نہین چل سکتا اور جائز رکھنا ذبح اور اکل لحم کا واسطے دفع حالت مجبوری کے ضروری قرار دیا گیا جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ زمان سلطنت ہنود مین صرف گاوکشی البتہ ممنوع تھی رہی نوع کبش و غنم جو کہ جملہ انواع ماکول اللحم مین زیادہ تر کثیر الافراد ہے اس نوع بعید و عدد کے تو کھانے والے اوسوقت مین بھی جوق جوق موجود تھے پس

صرف ایک نوع بقر کی نہایت مرتبہ ضعف و انحطاط تک ایام زندگانی بسر کرنے
اور از خود بلا ذبح جابجا مرنے سے اوس درجہ قبائح اور مصائب و آفات
جنکا ذکر کیا گیا ہرگز پیش نہین آتی تھین کس واسطے کہ نوع بقر اعتقاد ہنود
مین نہایت متبرک اور مخدوم بلکہ معبود ہنود واقع ہوئی ہے لہذا کوئی خبرگیری
اور خدمتگذاری بھی افراد نوع بقر کی قوم ہنود پر اصلا شاق یا تکلیف مالایطاق
نہین ہوتی تھی بلکہ عین سعادت و عبادت جانکر اوسکو بجا لایا کرتے تھے
سہنا اگر مراد چل سکنے کارخانہ جہان سے اوس وقت مین یہ ہے کہ ساتھہ
وقوع ان تمام قباحات یا اکثر قباحات مذکورہ بالا کے جنکا واقع ہونا بتقدیر عدم تجویز ذبح
و اکل لحم جانوران مذکور کے ضرور ہے کارخانہ عالم برابر جاری تھا ان قباحات
و اشکالات کے لحوق سے کارخانہ عالم معدوم نہین ہوگیا تھا تو یہ بات
مسلم لیکن ہمارا کلام تو ان مفاسد و قبائح کے نفس ضرورت لحوق اور عدم
اندفاع مین ہے کچھہ کارخانہ جہان کے چلنے نچلنے مین نہین یعنی یہ کہ در صورت
عدم تجویز و ترویج ذبح مفاسد و قبائح مذکور لاحق ضرور ہوتی پس ترویج و تجویز
ذبح انھین مفاسد و قبائح کے دفع کی نظر سے عین رحمت واقع ہوئی ہے
واسطے نوع آدمی اور نوع حیوان دونون کے رہا یہ کہنا کہ کارخانہ جہان تو بتقدیر
لحوق قبائح مذکور کے بھی ضرور چلتا کچھہ ان قبائح کے لحوق سے کم نہ ہوجاتا
یہ ایک بات ہی دوسری ہے خیال کرو کہ ابتدا سے زمانہ مین جب کہ صنائع
و تدابیر کپڑا بنانے یا کھانا پکانے کی یا اور ہر ایک قسم کام کی سر انجام
کی اصلا نہین نکلی تھین تب بھی تو کارخانہ جہان کا چلتا ہی تھا لیکن اوسکے

جب تدابیر نکلنا شروع ہوئین تو جملہ تدابیر یکبار گی نہین نکل آئین کبھی ایک نکلی کبھی دوسری ایجاد ہوئی پس زمان اول مین اور کبھی زمان مابین ایجادات صنائع وتدابیر مین کارخانہ دنیا کا کس طرح چلا کارخانہ دنیا کے چلنے پھلنے کی تو کچھہ عجیب وغریب کیفیت ہی پانون یا ہات خواہ اور اعضا اور آلات جنکی ترکیب سے خداوند خلاق حقیقی سنے انسان ضعیف البنیان کو خلق فرمایا ہی ہر ایک چیز ان اعضا اور آلات جسم انسانی کی اسقدر ضروری واقع ہوئی ہی کہ اگر ایک چیز کا انعدام بھی ان تمام چیزون سے فرض کیا جاتا ہی تو اجراے کار انسان ضعیف وزار کا محال ودشوار ہی نظر آتا ہی ساتھ اسکے کمال قدرت اوس قادر حقیقی کی ایسی ہی کہ چارون ہاتھہ پانون کے قطع کردیے جانے پر بھی اگر انسان زندہ رہتا ہی تو کام اوسکا برابر چلتا ہی چشم وگوش وغیرہ آلات ضروری سے معذور ومجبور رہنے پر بھی ہر کام ضروری انسان معذور کا ضرور نکلتا ہی الحاصل کام چلنے پھلنے کے عذر سے اس دلیل جلیل کو بیکار وغیر استوار سمجھنا ایسا ہی کہ جس طرح کسی نہایت زخمی خستہ حال کے معالجہ جراحات سے کوئی شخص مانع ہو کر کہے کہ زخم سلوانا یا مرہم لگانا یا دوا پلانا اور تصدیع علاج معالجہ کی ساتھہ ستانا بیمار زار کو محض ایک امر فضول اور نامعقول ہی کیونکہ جس وقت فن طبابت وڈاکٹری کی ایجاد نہین ہوئی تھی اوس وقت بھی تو کام عالم کا آخر برابر چلتا تھا اور اب جہان کہین طبیب وڈاکٹر موجود نہین ہین وہانکا کام بھی تو برابر چلتا ہی لہذا اس دوا علاج کے بکھیڑے سے فائدہ کیا ہی اور کون مطلب نکلتا ہی **مقصد دوم** بعض جاندار

صرف ایک نوع بقر کی نہایت مرتبہ ضعف و انحطاط تک ایام زندگانی بسر کرنے
اور از خود بلا ذبح جا بجا مرنے سے اوس درجہ قبائح اور معائب و آفات
جنکا ذکر کیا گیا ہرگز پیش نہین آتی تھین کس واسطے کہ نوع بقر اعتقاد ہنود
مین نہایت متبرک اور مخدوم بلکہ معبود ہنود واقع ہوئی ہی لہذا کوئی جبر کری
اور خدمتگذاری بھی افراد نوع بقر کی قوم ہنود پر اصلا شاق یا تکلیف مالایطاق
نہین ہوتی تھی بلکہ عین سعادت و عبادت جانکر اوسکو بجا لایا کرتے تھے
معہذا اگر مراد چل سکنے کارخانہ جہان سے اوس وقت مین یہ ہی کہ ساتھ
وقوع ان تمام قباحات یا اکثر قباحات مذکورہ بالا کے جسکا واقع ہونا بتقدیر عدم تجویز ذبح
و اکل لحم جانوران مذکور کے ضرور ہی کارخانہ عالم برابر جاری تھا ان قباحات
و اشکالات کے لحوق سے کارخانہ عالم معدوم نہین ہوگیا تھا تو یہ بات
مسلم لیکن ہمارا کلام تو ان مفاسد و قبائح کے نفس ضرورت لحوق اور عدم
اندفاع مین ہی کچھہ کارخانہ جہان کے چلنے نچلنے مین نہین یعنی یہ کہ درصورت
عدم تجویز و ترویج ذبح مفاسد و قبائح مذکور لاحق ضرور ہوتی پس ترویج و تجویز
ذبح انھین مفاسد و قبائح کے دفع کی نظر سے عین رحمت واقع ہوئی ہی
واسطے نوع آدمی اور نوع حیوان دونون کے رہا یہ کہنا کہ کارخانہ جہان تو بتقدیر
لحوق قبائح مذکور کے بھی ضرور چلتا کچھہ ان قبائح کے لحوق سے کم نہ چلتا
یہ ایک بات ہی دوسری ہی خیال کرو کہ ابتداے زمانہ مین جب کہ صنائع
و تدابیر کپڑا بنانے یا کھانا پکانے کی یا اور ہر ایک قسم کام کی سر انجام
کی اصلا نہین نکلی تھین تب بھی تو کارخانہ جہان کا چلتا ہی تھا بعد اوسکے

جب تدابیر نکلنا شروع ہوئین تو جملہ تدابیر یکبارگی نہین نکل آئین کبھی ایک نکلی کبھی دوسری ایجاد ہوئی پس زمان اول مین اور بھی زمان مابین ایجادات صنائع و تدابیر مین کارخانہ دنیا کا کس طرح چلا کارخانہ دنیا کے چلنے پھلنے کی تو کچھہ عجیب و غریب کیفیت ہے پانون یا ہات خواہ اور اعضا اور آلات جنکی ترکیب سے خداوند خلاق حقیقی نے انسان ضعیف البنیان کو خلق فرمایا ہے ہر ایک چیز ان اعضا اور آلات جسم انسانی کی اسقدر ضروری واقع ہوئی ہے کہ اگر ایک چیز کا انعدام بھی ان تمام چیزون سے فرض کیا جاتا ہے تو اجرای کار انسان ضعیف و زار کا محال و دشوار ہی نظر آتا ہے ساتھہ اسکے کمال قدرت اوس قادر حقیقی کی ایسی ہے کہ چارون ہاتھہ پانون کے قطع کر دیے جانے پر بھی اگر انسان زندہ رہتا ہے تو کام اوسکا برابر چلتا ہے چشم و گوش وغیرہ آلات ضروری سے معذور و مہجور رہنے پر بھی ہر کام ضروری انسان معذور کا ضرور نکلتا ہے اسکا حاصل کام چلنے پھلنے کے عذر سے اس دلیل جلیل کو بیکار وغیر استوار سمجھنا ایسا ہے کہ جس طرح کسی نہایت غمی خستہ حال کے معالجہ جراحات سے کوئی شخص مانع ہو کر کہے کہ زخم سلوانا یا مرہم لگانا یا دوا پلانا اور تصدیع علاج معالجہ کی ساتھہ ستانا بیمار زار کو محض ایک امر فضول اور نامعقول ہے کیونکہ جس وقت فن طبابت و ڈاکٹری کی ایجاد نہین ہوئی تھی اوس وقت بھی تو کام عالم کا آخر برابر چلتا تھا اور اب جہان کہین طبیب و ڈاکٹر موجود نہین ہین وہانکا کام بھی تو برابر چلتا ہے لہذا اس دوا علاج کے بکھیڑے سے فائدہ کیا ہے اور کون مطلب نکلتا ہے مقصد دوم بعض جاندار

گوشت خوار جنکی خورش سوا گوشت شکار جاندار کے اور کچھہ مقرر اور مقدر
نہین کی گئی اور گوشت کھانے کے واسطے وہ جاندار باقتضای خلقی مجبور
کیے گئے ہین آیا اس طرح پیدا ہونا اونکا اور شکار ہونا دوسرے جان دار
بے اختیار کا اونکے سرپنجۂ زور و قوت سے فقط بامر و تقدیر خداوند قدیر
ہوا کرتا ہی یا بدون امر و تقدیر خداوند قدیر اگر بامر و تقدیر خداوند قدیر جانتے ہو
تو امر و تقدیر خداوند قدیر ظلم تو کسیطرح ہو ہی نہین سکتا پس ہرگاہ مرزوق
ہونا بعض حیوانات کا حیوانات دیگر سے بلا خوف مظنۂ ظلم بامر و تقدیر خداوند
قدیر ثابت ہوا تو اگر انسان کو بھی خداوند عالم نے غذای گوشت بعض
حیوانات کے ساتھہ ممنون و مخصوص فرمایا تو کیا محذور لازم آیا بلکہ یہ نسبت
غذای حیوانی ہونے گوشت حیوان کے تو غذای انسانی ہونا اسکا اقرب
الی القیاس ہی کس واسطے کہ گوشت الذ ماکولات ہی اور انسان اشرف
مخلوقات مستحق اشرف کا واسطے الذ کے اقرب الی الفہم ہی مقصد

یازدہم غذا کی دو قسمین ہین ایک غذای اختیاری دوسری غذای
اضطراری غذای اضطراری اوسکو کہتے ہین کہ جسکا کھانا ناچار بالضرور
لازم ہو یعنی بسبب مقدر اور مقرر ہونے کسی دوسری غذا کے اکتفا ایک ہی
غذا پر مجبوری ضروری ٹھہرے اور غذای اختیاری وہ کہ جسکے کھانے مین
اضطرار کو دخل نہو یعنی بسبب مقدر اور مقرر ہونے چند قسم غذا کے کھانا یا کھانا
ہر ایک قسم کا محض اختیاری ہو نہ اضطراری پس معلوم کرنا چاہیے کہ بعض
حیوانات کے واسطے تو صرف غذاے اضطراری ہی مقدر اور مقرر کیگئی ہی

جس طرح غذای شیر کہ سوا گوشت سکے اور کچھ مقرر نہین ہوئی اور بعض سکے
واسطے کئی کئی اقسام اغذیہ اختیاریہ مقرر ہین لیکن جس قدر جاندار غذا خوار کہ
ساتھ اقسام اغذیہ اختیاریہ سکے مخصوص کیے گئے ہین افضل و اکمل اون سبکا
باعتبار کمال شرافت اور جامعیت اپنے کی انسان ہی چنانچہ معائنہ انحای نعمای
مخصوصہ نوع انسانی اور ملاحظہ انواع تراکیب عجیبہ اور صنائع غریبہ مخترعات انسان
سے بیچ انحای نعمای مذکور سکے افضلیت اور اکملیت اسکی باین اعتبار بظاہر
و آشکار ہی اور بھی جاننا چاہیے کہ غذا سے لحم اول تو بسبب اغزو الذ اغذیہ ہونے
سکے مناسب تر ہی ساتھ انسان اشرف مخلوقات سکے دوسرے کمال درجہ
مرغوب طبعی انسان واقع ہوئی ہی تیسرے انفع اور اصلح ہی واسطے مزاج
انسانی سکے چوتھے ساتھ نافع ہونے سکے نقصان و ضرر سے بھی دور تر ہی
پانچوین کثیر الوجود ہی چھٹے متعذر الحصول بھی نہین ہی ساتوین اسکے حاصل
کرنے سکے سبب سے کوئی مصیبت یا فتنہ یا شر بھی متصور نہین ہو سکتا آٹھوین
یہ لحم کچھ لحم انسان تو ہوتا نہین کہ جزو بدن بنی نوع ہونے سکے سبب سے
عقل اوسکے کھانے سے آبی ہو اور کھانا اوسکا تہذیب و انسانیت سکے
حق مین باعث نقصان و خرابی ہو بلکہ یہ لحم جزو بدن ہوتا ہی اون انواع حیوانات
کا جنکے اور بعض اجزا یعنی شیر و روغن وغیرہ بھی نوع انسان سکے واسطے
باتفاق جملہ عقلا و ارباب ادیان شتی مجوز و مباح ثابت ہو چکے ہین اور اصل
پیدایش اونکی صرف واسطے کارروائی اور صرف ضرورات نوع انسان ہی
سکے ثابت کی گئی ہی اور جفت اور اجازت انواع تکلیف دہی اون حیوانات

کی واسطے نوع انسان کے از جملہ مسلمات یقینی مان لیگئی ہے پس ان تمام
وجوہ مذکورہ مسطورہ کی نظر سے بحکم و تقدیر خداوند قدیر مقرر و مقدر ہونا اس
غذا کا واسطے نوع انسان کے بالیقین ثابت و متحقق کس واسطے کہ مقدر
و مقرر ثابت ہونے کسی غذا کے واسطے جو جو شرائط و لوازم و اسباب
عقلاً درکار ہین وہ سب شرائط و لوازم و اسباب تو وجوہ مذکورہ بالا مین
بالبداہہ حاصل و موجود ہین بلکہ شرائط و لوازم و اسباب مطلوبہ ضروریہ سے
بھی کسیقدر زائد تر خصوصیات و مناسبات ان وجوہ مذکورہ بالا مین ایسی
پائی جاتی ہین جن خصوصیات و مناسبات سے علاوہ منجملہ اغذیہ مقدرہ مقررہ
ہونے کے افضل و اکمل اور انسب و اصوب اغذیہ ہونا بھی اس غذا کا واسطے
نوع انسانی کے ثابت و متحقق ہے یہان تک کہ اگر یہ دعوی کیا جاوے کہ سوا
لحم کے اور کوئی غذاے حقیقی انسان کی ہے ہی نہین اور اور جسقدر اغذیہ
اسکی ہین وہ سب اغذیہ غیر حقیقیہ ہین تو یہ دعوی بھی غالباً بلکہ یقیناً
مسلم ہوسکتا ہے کسواسطے کہ اول تو جو کچھ نتیجہ اکل غذا کا ہے یعنی تغذیہ بدن
الیق و اوفق اور اقرب و انسب ہونا اس غذا کا واسطے حصول اوس
نتیجہ کے بسبب مجانست لحمی بالبداہہ ثابت ہے دوسرے غایت مرغوب
طبع انسانی ہونا اس غذا کا اوس درجہ متحقق ہے کہ گوشت کے سامنے اور
کوئی غذا بھی پسند و مرغوب طبع انسان نہین ہوتی رہی اور اغذیہ
ادنی اغذیہ کو انسان نہین کھاتا مگر بسبب مجبوری یا کسی مانع ضروری کے
الحاصل تغذیے لحم کا واسطے انسان کے جملہ اغذیہ اختیاریہ مقادرہ مقررہ

سے ہونا بلکہ افضل و اکمل جملہ اغذیہ اختیاریہ مقدرہ مقررہ سے ہونا تو
بخوبی ثابت و متحقق ہی لیکن جاننا چاہیے کہ ہر غذاے اختیاری جاندار
کی بعض مواقع اور حالات مین اضطراری بھی ہوجایا کرتی ہی مثلاً اگر ایک
جاندار کے واسطے تین قسم غذا کی اصل خلقت سے مقرر ہین تو حالت
دستیابی ہر سہ اقسام مقدرہ مقررہ مین تو وہ جاندار اختیار رکھتا ہی جسکو
چاہے کھاوے اور جسکو چاہے نہ کھاوے لیکن جس وقت ان تینون
اقسام مین سے فقط ایک ہی قسم موجود ہوا اور سب اقسام معدوم و مفقود
ہون تو اوس وقت وہ قسم موجود خاص غذای اختیاری اوسکی غذاے
اضطراری ہوجایا کرتی ہی کہ بدون اوسکے کھانے کے چارہ اور گذارہ
ہی نہین ہوتا پس غذاے گوشت بھی واسطے انسان کے اگرچہ غذاے
اختیاری ہی نہ اضطراری لیکن بعض مواقع اور حالات مین یہی غذای
اختیاری غذای اضطراری بھی واسطے انسان کے ہوجایا کرتی ہی جسطرح
مثلاً ایام قحط سالی مین یا حالت محبوسی مین کسی جہاز کے اندر جسوقت خدانخواستہ
اناج بالکل دستیاب ہی نہو اور سوا جانورون کے اور کوئی غذا نملسکے
اور نوبت گرسنگی کی اس درجہ تک پونہچے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کے
کھانے کا قصد کرے تو اوسوقت تو یہ غذای اختیاری اس مرتبہ اشد
اضطراری ہوجاتی ہی کہ اگر اوسوقت انسان اس غذا اضطراری کو نکھائیگا
اور شدت جوع سے تڑپ تڑپ کر مر جائیگا تو عقلاً نقلاً دونون طرح گنہگار
و خطاوار ہوگا غرضکہ اس مقصد یازدہم کے جملہ وجوہ معروضہ سے یہ بات

سمجھو یہی ثابت ہی کہ ذبح کرنا اور کھانا جانورون کا انسان کے واسطے جائز
کیا بلکہ بعض مواقع اور حالات مین تو واجب بھی ہو جایا کرتا ہی اور بعبارت دیگر
غذای خلقی مقرری ہونا حیوانات کا واسطے انسان کے ثابت اور متحقق
ہی پس اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ جو بعض بعض مواقع ضرورت ذکر
کیے گئے ایسے مواقع ضرورت مین تو جان بچانے کی نظر سے جانوران
حرام اور مردار کا کھانا بھی بحکم عقلی و شرعی جائز ہو جایا کرتا ہی اسلیے وجوب حالت
مجبوری سے غذای خلقی مقرری ہونا ان جانورون کا کسطرح ثابت ہوا جواب
اس اعتراض کا یہ ہی کہ اگر صرف جان ہی بچانے کی نظر سے ان مواقع خاصہ
مین تجویز ذبح اور اکل لحم جانوران مذکور کے ہوا کرتی اور غذای خلقی مقرری ہونا
انکا ثابت نہوتا تو بتقدیر مضطر ہونے محبوسان جہاز اور مبتلایان بلای قحط کے
اگر یہ محبوس و مبتلا اوس حالت اضطرار مین بعض مردہ لاشین اپنے ہم جنس آدمیون
کی پاتے تو لازم یہ تھا کہ جان بچانے کے واسطے اول فقط اون لاشہاے مردم ہم جنس ہی
کو کھاتے اور زندہ جانورون کو ہرگز ہاتھ نہ لگاتے علی الخصوص در حالت
موجود ہونے کاہ وغیرہ خوراک ضروری جانوران مذکور کی تو اونکی جان کا
حتی الامکان بچانا اور مردہ لاشونکو واسطے حفاظت اپنی جان کے کھانا
اور بھی زیادہ تر ضرور تھا لیکن ایسی حالت مین جو عقل نے مردہ آدمی کے
کھانیکو باوجود عدم ظلم و تکلیف کے کسیطرح جائز نہین رکھا اور زندہ
جانورون کے کھانے کو باوصف تکلیف ذبح جائز رکھا اس سے بالبداہہ غذای
خلقی مقرری ہونا حیوان کا واسطے انسان کے ثابت ہی علاوہ اسکے اور

بھی بعض صورتین تجویز عقلی ذبح جانور اور اکل لحم کی ایسی پائی جاتی ہین کہ جنسے
یہ بات بخوبی ثابت ہوسکتی ہے کہ واجب ہونا ذبح جانور اور اکل لحم کا کچھہ جان
بچانے ہی کیصورت ضرورت پر موقوف و منحصر نہین ہوتا بلکہ بدون اس
ضرورت کے بھی بعض مواقع و حالات مین عقل انسانی اسکو واجب جانا
کرتی ہے مثال ان بعض مواقع کی یہ کہ اگر ایک جہاز کہین پھنس گیا ہے یا
عین وسط دریا ہی ناپیدا کنار مین غلہ ضروری اوسکا قریب اختتام کے پہونچگیا
ہو اور سو دو سو آدمی اوس جہاز مین محبوس ہون اور ہمراہ آدمیون کے
سو پچاس جانور بھی محبوس ہون اور خوراک جانورون کی بالکل تمام ہوچکی ہو
اور آدمیونکی خورش بھی سوا قدر غیر کافی چند روزہ کی باقی نرہی ہو تو اوس
موقع پر اگر یہ مردمان محبوس جہاز اوس غلہ سے ان جانوران محبوس کو کھلا دین
تو کھلانا جانورون کا ایسی حالت مین اوس غلہ قلیل قوت لایموت مردم
محبوس و مایوس سے تو کسیطرح عقلاً جائز ہی نہین رہی یہ صورت کہ اون
جانوران محبوس کو بالکل بے آب و دانہ چھوڑ دین اور تڑپا تڑپا کر مارین
یہ صورت تو صورت اول سے بھی بحکم عقل و نظر اشنع اور اقبح تر ہے پس اس
موقع پر حکم عقلی سوا اسکے اور کچھہ نہین ہوتا کہ اول یہ مردم محبوس چند روز
انھین جانورون کو ذبح کرکے کھائین اور تا وقت تمام ہوجانے جانوران مذکور
کے کسیقدر قوت لایموت اس غلہ قلیل خوراک خاص اپنی سے جانوران
مذکور کو بھی کھلائین حتی الامکان جبر اونکی قوت لایموت کی لیتے رہین جسوقت
جانوران مذکور ختم ہوجائین اوس وقت یہ مردم محبوس بقیہ غلہ اپنا کھائین

پس اس صورت مجوزۂ عقلی سے یہ بات بخوبی ثابت ہی کہ کھانا جانورون کا اس صورت مین کچھ بضرورت کسی جان بچانے کے نہین تجویز کیا گیا کس واسطے کہ بالفعل تو غلہ جان بچانے کے لیے اوس زمانہ مین موجود تھا اگر صرف بضرورت جان بچانے کے یہ ذبح کرنا اور کھانا جانوران مذکور کا تجویز کیا جاتا تو بعد ختم غلہ کے یہ تجویز کرنا لازم تھا نہ یہ کہ باوجود موجود ہونے غلہ کے اسکو جائز جانا بلکہ واجب گردانا پس واجب عقلی ہونا ذبح جانور اور اکل لحم کا بعض مواقع مین بلا وجہ ضرورت جان بچانے کے اس مثال سے بخوبی ثابت ہی اور یہ بات بھی بخوبی تحقق ہی کہ عقل نے جو حکم ان جانورون کے ذبح کا حالت موجودگی غلہ ضروری مین کیا تو یہ حکم نہین کیا مگر بسبب صالح ہونے ان جانورون کے غذای انسانی کے واسطے کیونکہ اگر یہ جانور صالح واسطے غذاے انسانی کے نہوتے تو عقل ان کے کھانیکا حکم بدون تمام ہوجانے غلہ ضروری اور ظہور حالت مجبوری کے ہرگز نہ دیتی کس واسطے کہ جان بچانے کی غرض سے جو حکم کھانے اشیاے ناجائز غیر صالح للغذا کا دیا جایا کرتا ہی تو در حالت مفقود ہونے رزق ضروری کے بمجبوری دیا جایا کرتا ہی نہ بحالت موجود ہونے غذاے ضروری کے سوا یہ امر کہ اگر عقل انسانی تا انتظار تمامی غلہ ضروری کے حکم انکے ذبح اور اکل لحم کا نہ دیتی تو اوس وقت تک تو یہ جانور مر مرکر ضائع ہوجاتے اور بھوک سے تڑپا تڑپا کر قتل کرنا بھی انکا لازم آتا انھین وجوہ سے عقل نے قبل اتمام غلہ ضروری کے حکم ان کے ذبح کا دیا پس ان

دونون وجہون سکے ثابت و متحقق ہونے کے ساتھ حکم عقلی مذکور سابق سے صالح للغذا ہونا انکا ہرگز ثابت نہین ہوتا جواب اسکا یہ کہ وجہ اول یعنی سڑنے اور ضائع ہونے کی ضرورت تو منافی ثبوت صالح للغذا ہونے ان جانورون سکے ہو ہی نہین سکتی بلکہ یہ وجہ تو عین مطابق اور موافق اس ثبوت کی ہر کس واسطے کہ اغذیہ متعددہ مین دستور عقلی یہی جاری رکھا گیا ہی کہ جو غذا جلد فاسد و خراب ہونے والی ہو اوسکے کھانے اور صرف کر لینے کو ہمیشہ عقل انسانی تقدیم ہی دیا کرتی ہی رہی وجہ دوم یعنی تڑپ تڑپ کر مرنے کی ضرورت وہ ضرورت اگر باعث تقدیم ہوتی ہی تو بسبب تحقق صالح للغذا ہونے ان جانورون کے باعث تقدیم ہوئی ہی نہ بدون اسکے کیونکہ اگر بدون لحاظ صالح للغذا اور غیر صالح للغذا کے صرف تڑپکر مرنیکے لحاظ سے اسطرح ذبح کرنا جاندار کا ضرور ہوتا تو چاہیے تھا کہ جسوقت خدا نخواستہ بباعث قحط اور فقدان مخزن ذخیرہ کے آدمی بھی اسیطرح تڑپ تڑپ کر مرنے لگتے تو اوس وقت بھی اس اذیت سے نجات دینے سکے واسطے اونکے ذبح کرکے کھا لینے ہی کا حکم دیا جاتا لیکن اس حکم و تجویز کو عقل نے صرف اسی سبب سے جائز نہین رکھا کہ گوشت آدمی صالح واسطے غذاے انسانی ہونے کے ہرگز نہین پیدا کیا گیا اور حکم ذبح و قتل انسان کا واسطے اکل لحم کے کسی صورت اور ضرورت مین بھی نہین دیا گیا **مقصد دوازدہم** جو جو مستلذات جسمانی کہ نوع انسان کو مثل اور حیوانات کے خواہش اونکی اصل اقتضاے خلقت سے دیگئی ہی اور طبیعت انسانی طالب غالب اون مستلذات

کی پیدا کی گئی ہی کارخانہ حکمت و معدلت خداوندی مین رخصت دینا انسان ضعیف البنیان کو مطلقًا خواہ کسی نہج خاص پر واسطے تحصیل تمتع اور دفع تقاضے طلب مستلذات مذکور کے ایک امر ضرور قرار پایا ہی اور وجہ ضرورت اس رخصت کی ظاہر و باہر ہی کس واسطے کہ باوجود پیدا کر دینے رغبت و اقتضا کسی شئے کی اصل طبیعت انسانی مین اگر عدم رخصت اور امتناع طلب تمتع شئی مذکور واسطے انسان کے تجویز کیا جاتا تو درصورت مرتکب طلب تمتع شئے مذکور ہونے اشخاص مغلوب الطبیعت کے مواخذہ ارتکاب طلب منہی عنہ سے الزام تکلیف مالایطاق بلکہ اکثر فرق کے نزدیک الزام ظلم صریح نسبت خداوند احکم الحاکمین خلاق حقیقی کے لازم آتا پس چونکہ ذات اقدس خداوند اکرم وارحم الزام تکلیف مالایطاق اور الزام ظلم و ناانصافی سے سرتاسر بری ہی لہذا رخصت دینا واسطے استلذاذ ہر امر مرغوب و مطلوب خلقی طبعی کے عین و اسکا اقتضاے معدلت گستری ہی ہان جو قیود اور رعایت خاصہ کہ نظر باقتضاے مرتبت و شان نوع اشرف انسان ملحوظ ہونا اونکا طلب تحصیل مستلذات مذکور مین ضرور چاہیے اون قیود و رعایات خاصہ کے لحاظ رکھنے کے واسطے البتہ انسان مکلف بالضرور مامور کیا گیا ہی مثل جانورون کے کچھ مطلق العنان محض چھوڑ نہین دیا گیا ہی ورنہ مطلق العنانی کے سبب سے انسان اور حیوان مین کچھ اصلا فرق باقی نہ رہتا اور ساتھ اس مرتبہ بے قیدی و وحشیانہ کے انسان کو انسان کون کہتا غرض عدم مواخذہ نفس طلب و تحصیل تمتع مستلذات جسمانی مین تو انسان و حیوان ایک قلبہ

ہین شمار کیے گیے ہین لیکن فرق و تفاوت بیّن درمیان انسان اور
حیوانات کے یہ رکھا گیا ہی کہ حیوانات تو بسبب لاالعقل اور غیر مکلف ہونے
کے مطلق العنان اور خلیع العذار محض چھوڑ دیے گئے ہین رہا انسان
کیفیت اوسکی یہ ہی کہ نہ تو خداوند حکیم بحق کریم مطلق نے باوجود عطا فرمانے
رغبت و شوق خلقی طبعی مشتہیات و مستلذات کے ممنوع محض ہنا انسان
کا طلب تمتع مشتہیات و مستلذات مذکور سے تجویز کیا ہی اور نہ دائرہ رخصت
اوسکے حق مین کلیتہً وسیع کر کے مطلق العنان محض اوسکو چھوڑ دیا ہی بلکہ
جو مرتبہ توسط اور درجہ بین بین افراط سے مامون اور تفریط سے مصون
کہ توسط و اعتدال انسان معتدل المزاج کے شایان حال ہی اور نوع
اشرف انسان کے واسطے موجب ثبوت شرف و کمال ہی اوس مرتبے
کے لحاظ رکھنے کے واسطے انسان مکلف ضرور ہی مامور ہی رخصت
ذوق راتی نفس انسانی کے حق مین لحاظ قیود و رعایات خاصہ ہی کے
ساتھہ مقید و محصور ہی دیکھو خواہش مجامعت جسمین حیوان اور انسان
دونون شریک ہین اس لذت کے طلب کے واسطے نہ حرمان محض انسان
کے حق مین تجویز کیا گیا ہی اور نہ مطلق العنان محض ہنا اوسکا اس طرح پر
جائز رکھا گیا ہی کہ مثل جانورون کے تفاوت و امتیاز درمیان مان اور
بی بی کے بھی ملحوظ نرہے بلکہ لحاظ قیود و رعایات خاصہ کے ساتھہ تمتع
استلذاذ مذکور عین اقتضائے عقل و شعور قرار پایا ہی اسیواسطے تمام
فرق و ادیان جہان نے تحصیل استلذاذ مذکور کو بکیفیت خاص بالاتفاق

واسطے انسان کے جائز ٹھہرایا ہی بعد اتمام اس بحث و کلام کے معلوم
کرنا چاہیے کہ غذائے لحم جسکا کمال درجہ مرغوب طبع انسانی ہونا ظاہر و
باہر ہی اگر خداوند حکیم بحق کریم مطلق کی طرف سے انسان اس غذا کے
کہانے کا مرخص و مجاز نکیا جاتا بلکہ عدم اکل و استعمال غذائے مذکور کا حکم
اوسکو دیا جاتا تو باوجود خلق و اعطاء رغبت طبعی کے منع و مواخذہ
اکل و استعمال ایسے مطلوب مرغوب سے خود جناب اقدس الہی کیطرف
الزام تکلیف مالایطاق بلکہ ظلم صریح کا لازم آتا اور چونکہ صدور تکلیف مالایطاق
یا ظلم کا اوس ذات مستجمع صفات سے محال ہی لہذا تجویز عدم تجویز ذبح کو
نسبت خداوند حکیم بحق کریم مطلق جائز بلکہ واجب سمجھنا سراپا بیجا ایک وہم
و خیال ہی ہاں جو لوگ کہ دار آخرت کے بالکل قائل ہی نہین ہین اور
عمل نیک کی جزا اور عمل بد کی سزا کو لا اصل محض سمجھتے ہین اونکے نزدیک
تو کوئی تکلیف امر بالمعروف یا نہی عن المنکر کی خداوند خلاق حقیقی کیطرف
سے کچھہ اصل و حقیقت ہی نہین رکھتی اگر وہ لوگ ضرورت تجویز ذبح و
اکل لحم کو محض وہم و خیال احتمال کرین تو اپنے زعم و اعتقاد بے بنیاد
کی بنا پر وہ لوگ البتہ ایسا خیال و احتمال کر سکتے ہین لیکن اون لوگون
کے مذہب پر تو فعل ذبح کسیطرح مذموم و محذور اور خلاف عقل و شعور ہی
نہین ہی کیونکہ دار آخرت کے مواخذے کی نظر سے تو اسکی قباحت اور
وقاحت اونکے مذہب کی بنا پر ہو ہی نہین سکتی رہا دار دنیا دار دنیا مین
خود اس فعل کے واسطے بیجا سے قباحت و وقاحت اعلے درجے کی

منفعت اور راحت ثابت ہی اور تتمۂ کلام اس مقام مین یہ ہی کہ عمل ذبح و اکل لحم نظر
منکرین مین دو حال سے خالی نہین ہو سکتا کسواسطے کہ یہ عمل اونکے نزدیک مستوجب عقاب و
عتاب کا ہوگا یا نہوگا شق ثانی کی تقدیر پر تو کچھ برائی ہی درصل اس عمل کی ثابت نہین ہوئی
رہی شق اول یعنی مستوجب عقاب و عتاب ہونا اس عمل کا اسمین ہم یہ پوچھتے ہین کہ عمل
ذبح کو جو تم مستوجب عقاب و عتاب سمجھتے ہو تو کلیۃً مستوجب عقاب و عتاب سمجھتے ہو یا بعض صور تہا
خاصہ کی تقدیر پر مستوجب عقاب و عتاب سمجھتے ہو اور بعض صور تہای خاصہ دیگر کی تقدیر پر غیر مستوجب
عقاب و عتاب پس اگر کلیۃً اس عمل کو مستوجب عقاب و عتاب سمجھتے ہو تو کلیۃً تو یہ عمل مستوجب
عقاب و عتاب ہو ہی نہین سکتا ورنہ بنا بر باتبین و تقریر الزام تکلیف مالا یطاق بلکہ ظلم صریح کا نسبت
خداوند ارحم الراحمین کے لازم آئے ہان اگر بعض صور تہای خاصہ کی تقدیر پر مستوجب
عقاب و عتاب اور بعض صور تہای خاصہ دیگر کی تقدیر پر غیر مستوجب عقاب و عتاب سمجھتے
ہو تو یہ سمجھنا تمھارا درست لیکن عدم جواز ذبح و اکل لحم کلیۃً اس تقدیر پر
ثابت نہین ہو سکتا بلکہ بعض صور و تقادیر مین جواز ثابت ہوتا ہی اور بعض
مین عدم جواز اور اس طرح پر ثبوت جواز و عدم جواز عین مدعا حضرات مجوزین
ذبح کا ہی الحاصل جائز ہونا اور غیر مذموم ہونا اس عمل کا گو بتقدیر بعض صور
و اشکال معینہ خاصہ ہی کے کیون نہو بالیقین ثابت لیکن اس مقام پر
بعض بعض اعتراضات اور توہمات بھی پیدا ہوتے ہین بیان توہم اول
کا یہ کہ غذا سے لحم کی جو غایت درجہ مرغوب طبع انسانی ہونے کا دعویٰ
کیا گیا یہ دعوی کلیۃً صحیح و درست ہی نہین ہی کسواسطے کہ ایسے اشخاص
بھی دنیا مین موجود ہین کہ جنکو لحم سے نفرت کلی اور عدم رغبت جبلی

جواب اس توہم کا یہ کہ اگر نفرت کلی اور عدم رغبت جبلی سے نفرت کلی اور عدم رغبت جبلی اون افراد انسانی کی مراد لیگئی ہو کہ جنھوں نے بنا بر پابندی مذہب کبھی لحم کو ہاتھ سے چھوا ہی نہیں ہے جائے اکل تو ایسے اشخاص کی نفرت کلی اور عدم رغبت جبلی تو اس جگہ پر کسیطرح معتبر ہی نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ تنفر کلی ان اشخاص خاص کا کچھہ اصل اقتضای طبیعت اور خلقت کے سبب سے ہرگز نہیں ہوتا بلکہ صرف غلبۂ توہم کے سبب سے پیدا ہو جایا کرتا ہی واہمہ تو خلاق ہی ہی احکام مذہبی کی رو سے ایک چیز کی برائی سنتے سنتے ایک واہمہ سخت طبیعت پر جمکر ایسی نفرت کلی مشابہ تنفر جبلی وہی چیز کیطرف سے مزاج انسانی میں پیدا کر دیا کرتا ہی جس نفرت کلی کے سبب سے انسان اوس چیز ممنوع مذہبی سے غایت درجہ بنکر اور متنفر ہو جاتا ہی اور نہایت ہی اوس چیز کو برا جانتا ہی اور بسبب کمال غلبۂ توہم کے دل دیکا ایسی خلاف طبع اور مبغوض شئی کے استعمال سے کے واسطے کبھی کسی وقت اور کسی حالت میں بھی نہیں مانتا ہی پس اس طرح کی نفرت کلی ان اشخاص خاص کی نفرت کلی سمجھنے کے ساتھہ کب سزاوار اور کس طرح لائق عقل و اعتبار ہو سکتی ہی اس قسم نفرت عارضی محض کو نفرت طبعی سمجھنا ہرگز نہیں چاہیے باقی رہی نفرت کلی اور عدم رغبت جبلی اور بعض اشخاص کی جن اشخاص کو بسبب پرہیز مذہبی اور عدم اعتیاد کے نفرت نہو بلکہ اصل خلقت ہی سے نفور واقع ہوئے ہوں ایسے اشخاص جہان میں نہایت کم کالعدم ہیں لہذا ایسے اشخاص کے سبب سے جو کہ بحکم النادر کالمعدوم

ہوا کرتے ہین یہ دعوی ہمارا ہرگز باطل نہین ہوسکتا ورنہ لازم آئیگے کہ
کوئی چیز بھی اس جہان مین مرغوب طبع انسانی نپائی جاسکے کیونکہ اسطرح یہ
شاذ ونادر تو ہر ایک مستلذ سے نفرت کرنے والے اس جہان مین نکل سکتے
ہین علاوہ اسکے احکام الٰہی مین کچھ ایسے خصوصیات شخصیہ کو دخل نہین
ہوتا بلکہ بنظر اکثر طبائع یا بعض طبائع کے بھی اکثر احکام بطور عام جاری
کیے گئے ہین تاکہ اہل ضرورت تو اوسکے سبب سے فائدہ ضروری اوٹھاوین
اور غیر ضرورت والے صرف قبول و تصدیق پر اکتفا کرکے اوسکی اباحت
مین کوئی قباحت نہ ٹھہرائین توہم دوم یہ کہ اگر مرغوب طبع بعض افراد
یا اکثر افراد ہونے کے سبب سے اجازت اکل لحم کو ضروری ٹھہرایا ہے
تو چاہیے کہ شراب پینے کی اجازت بھی بسبب رغبت طبع بعض افراد
یا اقوام یا اہل ملک کے ضروری ٹھہرے جواب اس توہم کا یہ کہ مطبوع ہونا
کسی ماکول و مشروب کا دو قسم پر ہوا کرتا ہے ایک بنظر نفس تلذذ و ذائقہ دوسرے
بسبب متاثر ہونے ساتھ اثر و کیفیت حاصلہ کسی شے کے قطع نظر لذت
اور ذائقہ سے چونکہ مرغوبات قسم ثانی ذوقاً و اکلاً ہرگز مطبوع نہین ہوا کرتے
بلکہ ذوقاً و اکلاً تو کمال ناگوار اور نامرغوب طبع ہونا اونکا ہر ایک وقت اور
حالت مین ثابت ہے لہذا شراب وغیرہ جو اشیا اس جنس کی ہین کہ اکلاً اور
ذوقاً کسی وقت و حالت مین مطبوع طبع انسانی واقع نہین ہوتی اون
اشیا کا شمار اشیای مطبوع و مرغوب طبع انسانی مین کرنا ہی بیجا و ناسزا
ہے اور اگر ایسا ہو تو چاہیے کہ سنکھیا وغیرہ سمیات قاتل جو کہ عادت

کرنے سے کمال محتاج الیہ اور پسند طبع اہل اعتیاد ہو جایا کرتے ہین
اور اون کے استعمال سے انسان کو کسیطرح پر مفر ہی نہین ہوتا چاہیے
کہ وہ تمام سمیات قاتلہ بھی داخل مرغوبات انسانی کیے جائین علاوہ
اسکے شراب مضر عقل ہے اور انسان کو مرتبہ انسانیت سے نکالکر مرتبہ
حیوانیت کے ساتھ متصف کرتی ہے پس چونکہ انسان مکلف ہے واسطے
حفظ و تکمیل مراتب انسانیت کے لہذا استعمال شراب واسطے انسان
کے کسیطرح مرخص و مباح نہین ہوسکتا توہم سوم یہ کہ خواہش مجامعت
کو جو قیس علیہ خواہش اکل لحم قرار دیا اور بذریعہ اس قیاس کے تمتع اکل
لحم کو مثل تمتع لذت مجامعت کے ضروری الرخصت خیال کیا یہ قیاس
اس جگہ محض قیاس مع الفارق ہے کس واسطے کہ خواہش مجامعت
تو مثل خواہش جوع کے اقسام خواہشہای مولمہ جسمانی سے ثابت ہے بخلاف
خواہش اکل لحم کہ یہ خواہش خواہش مولم نہین ہے پس قیاس اس خواہش
غیر مولم کا اوپر خواہش ہای مولمہ کے کرکے اجازت شرعی و عقلی کا اسکے
واسطے ضروری سمجھنا محض خلاف عقل ہے علی الخصوص اوس وقت جبکہ لذت
اکل لحم اون اقسام لذائذ سے واقع ہوئی ہے جنکے مزے سے بدون
چکھنے اور زبان پر رکھنے کے اصلا واقفیت و اطلاع ہی انسان کو
نہین ہوتی چہ جاے رغبت و خواہش بلکہ تا وقتیکہ خوب طرح یعنی کمال
اہتمام و تکلفات تمام اسکو نہ پکائین اور اجزا و اشیای مصلحہ ملاکر قابل
کھانے کے نہ بنائین تب تک باوجود چکھنے کے بھی اصلا لذت اوسکی

انسان کو حاصل نہین ہوتی لحم خام کیطرف تو حیوانات درندہ ہی کی رغبت
ہوتی ہوگی انسان لطیف المزاج توکیسا ہی عاشق غذای لحم کیون نہو کچے
گوشت سے اوسکو نفرت طبعی ہوا کرتی ہے نہ رغبت اگر آدمی پر ایک دو
روز کا فاقہ بھی گذر جاسے تو بھی غالبًا کچا گوشت نہ کھائے پس ان حالات
کی نظر سے یہ بات پر ظاہر ہے کہ مزہ لحم کا محض وابستہ صنع وترکیب ہوا کرتا
ہے قطع نظر صنائع وتراکیب خاصہ کے فی حد ذاتہ لحم مین کوئی تلذذ مرغوب
پایا ہی نہین جاتا اور اس صورت مین نفس ذات لحم کا خود لذائذ ومرغوبات
بالذات نوع انسان ہی سے سمجھنا سراسر خلاف عقل وشعور ہے ایسی شئ
نامرغوب ذاتی کے طلب تلذذ کا واجب الرغبت ہونا کب ضرور ہے جواب
باصواب اس توہم کا باین طور سمجھنا چاہیے کہ کمال مرغوب ہونا کسی شئ
کا باین درجہ کہ باوجود منع وتخویف وتاکید وتہدید مزید بھی اندیشہ اوسکے
طلب تلذذ مین مبتلا ہونیکا پیدا ہو کچھ فقط اونھین مستلذات خاصہ کے ساتھ
جو کہ فقط وابستہ خواہش سولمہ جسمانی سکیے گئے ہون لازم نہین ہوتا بلکہ
اور بہت سے مستلذات اور مرغوبات نفس انسانی اس طرح پر واقع ہین
کہ باوجود وابستہ خواہش سولمہ جسمانی نہونے کے کمال درجہ شوق دلی
اور رغبت نفسانی اونکی طرف جبلت انسان ضعیف البنیان مین پیدا
ہے جسے کہ پرہیز کرنا اون سے بسبب غلبۂ رغبت وشوق کے نہایت درجہ
نفس انسانی پر شاق اور تکلیف مالایطاق ہوا کرتا ہے بلکہ مرتبہ غلبۂ خواہش دلی
اور رغبت نفسانی کا تو مرتبہ خواہش سولمہ جسمانی سے بھی بمدارج بالاتر

گذرتا ہے چنانچہ خواہش اکل وخواہش مباشرت ہی مین فرق وامتیاز
ان دونون مراتب کا بخوبی تمام موجود ہے یعنی مرتبہ خواہش مولمہ جسمانی
اور مرتبہ شوق دلی اور طلب نفسانی دونون مراتب ہر ایک مین ان
دونون مستلذات سے پائے جاتے ہین اصل مقصود اور نفس مطلوب
مرتبہ خواہش مولمہ جسمانی کا نفس وجود ماکول اور نفس وجود کسی مدخولہ کا
ہوا کرتا ہے طعام کیسا ہی بدمزہ اور مدخولہ کیسی ہی نامقبولہ کیونکہ شہو خواہش
مولمہ جسمانی کا منہ ان دونون مطلوب ضروری کے ملجانے سے بخوبی
تمام بھرتا ہے رہا مرتبہ شوق دلی اصل مقصود اور نفس مطلوب اوسکا سوا طعام
مرغوب اور صورت پاکیزہ وخوب کے اور کچھ نہین ہوتا پس یہ دونون
مراتب تو ہر ایک مین ان دونون لذات سے بالضرور پائے جاتے ہین
لیکن غلبہ تقاضا اوس مرتبہ شوق وطلب کا ذات انسان مین اس قدر
زائد تر خلق کیا گیا ہے کہ جسکے سامنے مرتبہ خواہش مولمہ جسمانی کو بھی نہایت
مغلوب بلکہ مسلوب سمجھنا چاہیے الحق جو نفوس کہ غلبہ شوق ماکول لذیذ
یا کسی مدخولہ مقبولہ کے ساتھ پابند وخوگر واقع ہوے ہین اگر طعام ناپسند اور
مدخولہ نامقبولہ ہر وقت اونکے واسطے حاضر وموجود بھی رہے تب بھی عدم
وجودان دونون کا اون کے نزدیک برابر ہوا کرتا ہے یہان تک کہ باوجود
موجود ہونے خواہش مولمہ جوع وشہوت کے بھی اکل طعام بدمزہ اور مباشرت
مدخولہ نامقبولہ سے صرف باشتیاق طعام مرغوب ومحبوب مطلوب دور
ونفور ہی رہا کرتے ہین اور کبھی فرط اشتیاق طعام مرغوب اور محبوب مطلوب

سے باوجود موجود ہونے غلبۂ خواہش مولمہ جسمانی کے بھی اکثر اوقات
بھوکون مرتے ہین الغرض کمال مرغوب ہونا لذائذ عمدہ نفسانی کا باین
درجہ کہ صبر و تحمل کرنا اونکی طلب سے کسی طرح پر متصور ہی نہو کچھ خواہش مولمہ
جسمانی ہی پر منحصر نہین ہوتا بلکہ باز رہنا اکثر لذائذ مرغوب دلی اور مطلوب نفسانی
سے باوجود انعدام خواہش مولمہ جسمانی کے بھی نہایت مشکل و دشوار ہی علی الخصوص
اوس وقت مین کہ منع اونکے استعمال اور استلذاذ سے کیا جاے کسواسطے
کہ منع کرنے سے تو حرص نفس اور بھی زیادہ تر ہوجایا کرتی ہی باقی رہا یہ امر
کہ رغبت لحم کی بدون چکھنے اور زبان پر رکھنے کے تو اصلا معلوم ہی نہین
ہوتی اور بتقدیر چکھنے اور زبان پر رکھنے کے بھی لذت اسکی موقوف ہوا کرتی
ہی اوپر عمدہ پکانے اور ترکیب و ترتیب خاص کے ساتھ بنانے کے پس اس
صورت مین غذا سے لحم کوئی شئے فی نفسہ مرغوب و مطلوب بالذات
نہین ہی جواب اسکا یہ کہ ایسے خیالات سے کمال مرغوب و مستلذ ہونا
لحم کا اور بھی اس قبیل سے ہونا اوسکا کہ انسان کمال خواہش اوسکی رکھے
اور اوسکے طلب کرنے مین منع و تخویف سے بھی نہ ڈرے ہرگز باطل و
ناسموع نہین ہوسکتا کسواسطے کہ ہرگاہ بعد وقوع صنع و ترکیب و ترتیب
خاصہ اور چکھنے اور زبان پر رکھنے کے کمال درجہ مرغوب و مطلوب طبع انسانی
ہونا غذا سے لحم کا بالیقین ثابت ہوا تو شرط وقوع صنع و ترکیب خاصہ اور شرط
وقوع ذوق و استعمال تو کچھ ایسی شرائط نہین ہین جنکے اشتراط سے کمال
رغبت و تشوق انسانی کا ظہور دور سمجھا جاے اور بسبب حائل اور عائق ہونے

شرائط مذکورہ کے مرغوب و مطلوب بالذات ہونا محض کا لیتینی خیال نکیا جائے کیونکہ خداوند حکیم بحق خلاق مطلق نے وراسے قوت حسیہ قوت عقلیہ کے ساتھ بھی انسان کو مشرف کیا ہی اور مادہ فہم حقایق اشیا اور صنائع و تراکیب عجیبہ کا اسکو دیا ہی لہذا ابتدر لذائذ اس نوع اشرف کے قسم محسوسات یعنی مذوقات و مرئیات و مشمومات و مسموعات و ملموسات سے واقع ہوئی ہین صرف درک حسی ہی پر مشتمل مستلذات حیوانات کے مدار کار اون مستلذات حسیہ کا رکھا نہین کیا بلکہ عمدہ ترین لذائذ و مرغوبات اسکے انھین مستلذات حسیہ سے وہ لذائذ و مرغوبات واقع ہوئے ہین جن لذائذ و مرغوبات کو اسکے ایجا د واختراع عقلی نے پیرایہ صنع و ترکیب عجیب پہنا کر بطرز جدید آراستہ کیا ہی اور از بسکہ مزاج انسانی کمال جامعیت کے ساتھ متصف واقع ہوا ہی لہذا اکثر مرغوبات طبعی بھی اسکی تراکیب جامعیت ہی کے ساتھ مخصوص ہین مثلاً بنائے و تراکیب خاصہ کو تو کمال رغبت نفس انسانی مین استقدر دخل تمام ہی کہ جو مطلوبات اور مرغوبات کہ صنع و ترکیب انسانی کا درحقیقت اون مین کچھہ دخل ہی واسطے مرغوب و مطلوب نفس انسانی ہونیکی نہین ہی اون مرغوبات و مطلوبات کو بھی انسان نے دخل و مساس صنائع و تراکیب عجیب سے باز نہین رکھا جس طرح مثلاً صورت محبوب و مرغوب باوجودیکہ اسمین کچھہ اصلا دخل صنع و ترکیب انسانی کو نہین ہی لیکن اقسام زیورات و لباسات نوع بنوع رنگارنگ کی ایجاد سے اوسکے تزئین و تشنین مین بھی کس درجہ دخل و معقولات حضرت انسان نے دیا ہی اور مرتبہ اوسکے زیب و آرایش کا

کس درجہ بلند کیا ہے مثلاً گوشت گھی نمک مٹھائی وغیرہ اکثر مستلذات
نوع انسانی تو اسی طرح پیدا کی گئی ہین کہ بدون مزج و ترکیب کے علیحدہ
علیحدہ تو ان مین قدر قلیل ہی مزہ معلوم ہوا کرتا ہے بلکہ بعض کا مزہ تو قدر
قلیل بھی بدون مزج و ترکیب کے محسوس نہین ہوتا ہے کہ بعض تو بدون
مزج و ترکیب کے محض بے لطف و بدمزہ ہی معلوم ہوتے ہین نہ لذیذ و
مرغوب لیکن بعد مزج و ترکیب کے وہی اشیا جنکا مزہ قبل مزج و ترکیب
نہایت کم بلکہ کالعدم معلوم ہوا کرتا ہے اس درجہ پسند و مرغوب و مطلوب
طبع انسانی ہو جایا کرتے ہین جسکا کچھ حد و حساب ہی نہین کسی شے
کے تلذذ کا درک صنائع و تراکیب خاصہ پر موقوف ہونے سے یہ لازم
نہین آتا کہ فی نفسہ وہ شے کمال مرغوب و مطلوب نفس انسانی قرار دیجاے
اور خواہش و طلب انسانی اوس شے کے واسطے بسبب عائق ہونے
تکلفات صنائع اور تراکیب خاصہ کے خواہش و طلب معتبر خیال نکیجاے
کس واسطے کہ جو عقل و فہم اور مادہ صنعت اور کمال شوق صنائع کہ خداوند عالم
نے انسان کو عنایت فرمایا ہے اور جس عقل و فہم اور مادہ صنعت اور کمال
شوق صنائع سے جملہ تراکیب عجیب اطعمہ و اشربہ وغیرہ مستلذات نفس
انسانی کا ایجاد و اختراع خود ذات انسان سے بدون تعلیم و تفہیم کسی دوسرے
معلم و استاد کے ظہور مین آیا ہے وہ عقل اور فہم اور مادہ اور شوق صنائع
کسی حالت مین معطل نہین رہ سکتا اور کوئی شخص اوس عقل و فہم اور مادہ
و شوق صنائع کو طلب و تحصیل و ایجاد و اختراع انواع لذائذ و مرغوبات مین

علی الخصوص ایسے مرغوبات و مطلوبات بدیہیہ اقرب الی الفہم مین عاجز
و مجبور اور کسی دوسرے کی تعلیم و تفہیم پر معلق و مقصود نہین کرسکتا بھلا یہ
لذت ترکیبی تو بہت ہی اقرب الی الفہم واقع ہوئی ہے انسان نے تو
ایسے ایسے لذائذ دقیقہ بعیدہ صناعیہ کو زور عقل سے تلاش کر کے نکالا
ہے جنکا ہر ایک عجیب مین خود عقل اکثر آدمیون کی بھی حیران ہوتی ہے
الحاصل کمال درجہ مرغوب و مطلوب نفس انسانی ہونا غذاے لحم کا بالضرور
ثابت اور اس ضرورت کی نظر سے ضرورت رخصت اکل لحم بعض حیوانات
ماکول اللحم کی اور اونکے ذبح کی بنا بر وجہ مذکور بالا بالیقین متحقق کی بعد سننے
اس دلیل جلیل کے اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ مردہ جانورون کے
گوشت کھانے سے بھی دفع تقاضاے خواہش نفس انسانی کا ہو سکتا
تھا ذبح کرنا جانوران زندہ کا اس ضرورت سے کسواسطے تجویز کیا گیا تو
دفع اوس توہم کا اسطرح پیش نظر رکھنا چاہیے کہ جو جانور کہ بلا ذبح امراض
کے سبب سے مر جایا کرتے ہین گوشت اونکا واسطے انسان کے
نہایت مضر اور باعث حدوث انواع امراض ہوا کرتا ہے لہذا استعمال
گوشت جانوران مردہ کا عقلاً اور نقلاً دونون طرح اشد ممنوع ہے اور علاوہ
ممنوع ہونے کے لذت بھی گوشت جانور مریض مین باقی نہین رہتی پس
علاوہ خوف مضرت گوشت لذیذ ذبیحہ کے سامنے گوشت بدمزہ مردار کو
کون کھاتا یقین تو یہ تھا کہ گوشت جانور صحیح المزاج جبکہ گوشت جانور
مریض کو کوئی شخص ہاتھ بھی نہ لگاتا مقصد سیزدہم بعد دریافت کرنے

دلایل جواز و استحسان اور وجوب اکل لحم کے جو سر اعظم اور مقصد اتم تجویز اکل لحم مین رکھا گیا ہی اوس سر اعظم اور مقصد اتم کو بھی معلوم کر لینا چاہیے مخفی نرہے کہ تجربہ و استقصائے سوانح و وقائع روزگار اور تجسس و تفحص حالات کتب سیر و تواریخ ہر ملک و دیار سے یہ بات بخوبی ثابت و متحقق ہو چکی ہی کہ جملہ اصناف بنی آدم مین جو جو اصناف کہ غذا اونکی لحم ہی اون اصناف پر کہ جنکو اکل لحم سے احتراز و اجتناب ہوتا ہی ہمیشہ غالب و فتحمند ہی رہا کرتے ہین کبھی ایسا واقع نہین ہوا کہ صرف اناج کھانے والے گوشت کھانے والون پر غالب آئے ہون پس اس تجربے اور استقصا سے بخوبی ثابت ہوا کہ تقویت مادہ شجاعت کے واسطے کوئی شئی مفید زیادہ اکل لحم سے نہین ہی اگرچہ شراب کے پینے والے شراب مین بھی یہ تاثیر بیان کرتے ہین لیکن اول تو شراب مخرب حواس اور مضر قوت عقلیہ واقع ہوئی ہی دوسرے شراب گوشت کے برابر مقوی مادہ شجاعت ہرگز نہین کیونکہ جو اقوام کہ گوشت کھاتے ہون اور شراب پیتے ہون اون اقوام کو گوشت کھانے والون پر اگرچہ وہ گوشت کھانے والے شراب سے بالکل مجتنب ہون کبھی غلبہ اور تسلط نہین ہوتا پس یہ غلبہ اور نصرت خاصہ اسی اکل لحم کا مقرر کیا گیا ہی ہرگاہ یہ خاصہ عظمیٰ اور فائدہ کبریٰ اکل لحم کا معلوم کیا تو جاننا چاہیے کہ از بسکہ صفت شجاعت عقلاً مرغوب و محبوب واقع ہوئی ہی اور صفت جبانت بخلاف اوسکے مکروہ و مبغوض لہذا استعمال اوس شئی کا جو کہ صفت مرغوب و محبوب عقلی کے واسطے مفید مؤثر خلق کیگئی ہی

اور صفت مکروہ و مبغوض عقلی کے حق مین منفی اور مضر اس خاصۂ عظمیٰ اور
فائدہ کبریٰ کے سبب سے بحکم عقلی ممدوح و محبوب شرعی ہی اور مہر اعظم
اور مقصد اتم اسکے ممدوح و محبوب ہونے کا یہ ہی کہ ہر گاہ غلبہ و نصرت قوت
تاثیر غذای لحم ہی پر گویا منحصر کر دیا گیا ہی تو اگر حضرت شارع سے اہل حق کو
اجازت استعمال اس غذا کی حاصل نہوتی تو اور جملہ مخالفین آکلین لحم
کے مقابلے مین ہرگز اہل حق غالب اور فتحیاب نہو سکتے کیا قوت جسمی
کیا قوت شجاعت دونون مین ہمیشہ مغلوب ہی رہتی کس واسطے کہ جملہ کارخانے
اس عالم کے بحکم و حکمت الٰہی منحصر انھین اسباب مقررہ پر رکھے گئے ہین اور
یہ اسباب مقررہ کسی فریق خاص کے ساتھہ مختص ہرگز نہین کیے گئے
بلکہ جملہ فرق حق و باطل ان اسباب مقررہ کے نفع و ضرر مین برابر ہین پس
اگر حکم اکل لحم کا واسطے اہل حق کے نہ دیا جاتا تو جو جو مفاسد اور مظالم اور فتن
و قباحات کہ مغلوبی اہل حق اور غلبہ اہل باطل سے متصور اور یقین پیش نظر
تھے اون سب مظالم و آفات اور فتن و قباحات کو جائز و منظور رکھنا
بالضرور لازم آتا اور بیجا خون ان جانورون کا خود آدمیون کے خون
ناحق کو کہان نہ بہاتا الحق عقلا اور اہل حق اگر اپنے تئین اکل لحم سے
بچاتے تو جہلا اور اہل باطل تو باقتضای طبع و خواہش نفسانی اس غذاے
عمدہ و لذیذ کو اوس حالت مین بھی ضرور ہی کھاتے اور قوت تاثیر غذاے
مذکور کے سبب سے عقلا اور اہل حق پر لامحالہ غالب آتے پس جس قدر
مظالم و قباحات اور فتن و فسادات کہ غلبہ و تسلط جہلا اور اہل باطل سے

لازم آیا کرتی ہین اون سب مظالم و قباحات اور فتن و فسادات کا
ظہور و صدور بلکہ شائع و ذائع ہونا اس صورت مین ضرور ہی لازم تھا
لہذا انھین سب مفاسد و مظالم و قباحات کے رفع اور دفع کی ضرورت ایسے
عقلا اور اہل حق کو کھانا لحم کا عقلاً اور شرعًا دونون طرح سے ضرور ہوا
اور یہی اکل لحم واسطے عقلا اور اہل حق کے بامر اللہ القدیر نہایت ہی
ایک عمدہ دستور ہوا والحمد للہ علیٰ احسانہ مقصد چہارم دراثبات اس
مقصد مین بیان ہی دلیل جواز و استحسان ذبح انواع خاصہ وحوش وطیور
کا اور وجہ علیحدہ ذکر کرنے دلیل جواز و استحسان ذبح وحوش وطیور
کی یہ ہی تاکہ کوئی معترض اس طرح اعتراض نکرے کہ جس قدر جانور
خاصتہ خدمتگاری اور کار برآری نوع انسان ہی کے واسطے پیدا کیے
گئے ہین صرف انھین سب کے جواز و استحسان ذبح کے دلائل بیان
ماسبق سے واضح ہوئین پس اون سب کے ذبح مین تو البتہ کوئی
محل بحث و کلام نہین ہی لیکن اور بعض انواع وحوش وطیور جو کہ محض
متوحش و نفور نوع انسان سے پیدا کیے گئے ہین نہ نوع انسان کے
واسطے وہ انواع وحوش وطیور اصل اقتضای وضع خلقی سے کچھ کسیطرح
مطیع و رام ہین نہ از جملہ اسباب راحت و آرام ایسے جانوران آزاد خلقی
کو گرفتار اور شکار کرنے کے واسطے کوئی توجیہ اور وجہ وجیہ بھی اس رسالہ
عجالہ سے پائی نہین جاتی رہین بعض ادلہ ضرورت اکل نفس لحم کی عام
اس سے کہ وہ لحم جانوران اہلی کا ہو خواہ جانوران صحرائی کا اون

ادلہ سے بھی ضرورت ذبح ان جانوران خاص کی بالاختصاص ہرگز
ثابت نہین ہوسکتی کس واسطے کہ درصورت کافی ووافی ہل داذو مکانا
ہونے بحوم جانوران اہل کے جانوران وحشی کو بلاضرورت گرفتار
اور شکار کرنا سوا فضولی اور کثرت نفس پرستی کے نہ اسکے واسطے
کوئی توجیہ پائی جاتی ہے نہ وجہ وجیہ خیال مین آتی ہے پس کیا سبب ہے
کہ جانوران آزاد کا شکار بلاحجت وتکرار اس دین متین مین مباح قرار
دیا گیا ہے بلکہ عمدہ اطعمہ اور احسن ماکولات سے تجویز کیا گیا ہے آیا خاصۃً
ان جانوران وحوش وطیور کے جواز ذبح کے واسطے بھی کوئی دلیل
وتوجیہ حضرات والا مقام اہل اسلام کے پاس ہے یا نہین جواب اس
سوال ظاہر الاشکال کا اس مقصد چہار دہم سے دریافت کرنا چاہیے
واضح ہو کہ مقصود وجود انسان سے علم وتعقل ومعرفت ہے یعنے
انسان اشرف المخلوقات کھانے پینے سونے کے واسطے
یا اور کارہائے خسیس مین مشغول رہنے کے واسطے یا مثل جمادات
معطل محض پڑا رہنے کے واسطے پیدا نہین کیا گیا بلکہ جو جوہر شریف
ادراک وعقل کہ صرف اسیکے سبب سے انسان ضعیف البنیان
اشرف المخلوقات کہلایا اوس جوہر شریف کا جو کام ہے وہی کام انسان
کے واسطے اصل مقصد ومرام ہے پس اصل کار مقصود انسان کا علم و
تعقل ومعرفت ہے خواہ وہ علم وتعقل ومعرفت ذات وصفات حضرت
خالق کائنات کے ہو خواہ اور باقی حقائق موجودات کے ہرچند اور

باقی حقائق موجودات کا علم علم معرفت ذات و صفات حضرت خالق کائنات
کے ساتھ برابر تو کبھی ہرگز نہین ہو سکتا لیکن بعد علم معرفت ذات و
صفات حضرت خالق کائنات کے اور اکثر حقائق موجودات کے
علوم بھی انسان کے واسطے ایسے مقصود اور ضروری واقع ہوے
ہین کہ جنکے اوپر تمام انتظام کارخانہ عالم کا گویا معلق و مقصور ہی اور
جاننا اونکا ہر فرد بشر پر اگر فرض عین نہین تو فرض کفایہ تو ضرور ہی دیکھیے
منجملہ اقسام علوم حقائق موجودات کے ایک فن طبابت ڈاکٹری ہی
کیسا فن ضروری ہی اگر تحقیق و تدوین اس فن کی نہوئی ہوتی تو تمام افراد
انسان وقت لحوق امراض و عوارض کیسی کیسی مصیبتین اوٹھاتے اور
کن کن صدمات کے ساتھ تکالیف جانگزا پاتے پس ایک یہی فن ہی
کہ گویا ایک حصہ انتظام عالم کا دارومدار صرف اسی پر قرار پا رہا ہی اور
کمال ضرورت اس فن کی اس درجہ نوع انسان کے واسطے ثابت
ہی کہ درحقیقت پوچھیے تو ہر ایک نفس انسانی اس فن کیطرف محتاج
پیدا کیا گیا ہی لیکن چونکہ بعض افراد کے اوس سے واقف و ماہر ہو جانے
مین کارروائی کل اشخاص عام و خاص کی ہو جایا کرتی ہی اسی سبب سے
ہم ایسے فنون ضروریہ کو فرض کفایہ ہونے کے ساتھ تعبیر کرتے ہین
الحاصل ہرگاہ کمال ضرورت اس قسم علوم و فنون کی معلوم کی تو اب
اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ ان تمام علوم و فنون ضروریہ کی تحقیق
اور تدوین اونکے محققون اور موجدون کو کچھ بیٹھے بٹھائے حاصل

نہین ہو گئی تھی بلکہ بہت کچھہ سیر و سفر اور جہان نوردیون اور دشت و صحرا گردیون
سے ان علوم و فنون کو اون حضرات نے حاصل کیا ہی تحقیق و تدوین
حقائق موجودات کے واسطے کن کن مصیبتون کو اپنے سر پر لیا ہی تب نوبت
تحقیق و تدوین ان علوم و فنون کی آئی اور اور تمام حاجتمندون نے
اوسکے بعد گویا مفت ایک دولت غیر مترقبہ گھر بیٹھے ہتھا لے اون علوم
مدونہ سے پائی الحاصل در اصل تحقیق اور تدوین ان تمام فنون ضروریہ
کی سیر و سفر اور جہان نوردیون اور کوہ و صحرا گردیون ہی کے ذریعے
سے حاصل ہوتی آئی ہی چنانچہ آج تک بھی سیر و سفر کرنا واسطے تحقیق حقائق
موجودات کے حکماے فرنگ با فرہنگ مین برابر جاری ہی کمال ضرورت
سیر و سفر سے اس وقت تک استغنا حاصل نہین ہوا اور نہ آیندہ غالبًا
کبھی ہوگا ساتھہ اسکے یہ بات بھی ظاہر ہی کہ ابتدا سے زمانہ مین حال اس
سیر و سفر کا کچھہ اور تھا اور اب بعد پیدا ہونے ہزارہا اسباب و سامان
اور حکم علمیہ کے کچھہ اور ہے جو ساز و سامان زمان سابق مین ایک پادشاہ
عظیم القدر کو میسر آنا ممکن نتھا اب اس زمانے مین ادنے ادنے محتاجون
کے واسطے وہ ساز و سامان بلا تکلف ہر جگہ موجود ہی پس جو سفر کہ پہلے
زمانے مین تحقیق و تدوین علوم و فنون کے واسطے حضرات حکماے
وقوع مین آتے کمال اشکال اور بیسر و سامانی اون سفرون کی احتیاج
شرح و بیان ہرگز نہین رکھتی بعد اتمام اس تمام تمہید و کلام کے اب اصل
مطلب کو سمجھنا چاہیے یہ بات تو ظاہر ہی کہ حضرت خداوند خلاق حقیقی نے

اصل مدار تحقیق اور تدوین ان علوم و فنون ضروریہ کا صرف اوپر سیر
و سفر بحر و بر اور کوہ و صحرا نوردی افراد بشری کے مقرر فرمایا ہی سوا
اس وسیلہ سیر و سفر اور کوہ و صحرا نوردی کے اور کوئی قدرتی وسیلہ
اس علم و تحقیق و تدوین کے واسطے ابتدا ہرگز ظہور مین نہین آیا ہی پیر
ہرگاہ کمال ضرورت سیر و سفر اور دشت و صحرا نوردی کی انسان کے
واسطے ابتدا سے عہد عالم سے ثابت ہوئی تو جہان سیر و سفر کرنا ان
علوم ضروریہ کی تحقیق اور تدوین کے واسطے انسان پر ضرور ٹھہرا وہان
جواز شکار وحوش و طیور اور شکار ماہیان دریا بھی بسبب موقوف علیہ
سفر بحر و بر ہونے کے از جملہ اہم امور ٹھہرا تشریح اس اجمال کی اور تفصیل
اس مقال کی یہ کہ اشد شرائط و ضروریات سفر سے کہ بدون اوسکے
سفر کسیطرح پر متصور ہی نہو سکے دستیاب ہونا طعام کا ہی ہر ایک محل و
مقام پر گو خواہش کہانیکی مسافر کو ہر محل و مقام پر نہو لیکن دستیابی
آب و طعام کا ہر مقام پر اذعان و اطمینان ہونا ضرور چاہیے اور اگر
حقیقت پوچھیے تو سفر مین تو بھوک انسان کی اور بھی زیادہ ہوجایا کرتی ہی
پس حالت سفر مین تو حالت حضر سے بھی زیادہ تر آب و طعام ہر محل و مقام
پر مطلوب ہوتا ہی اور چونکہ سفر ایک بہت بڑی ریاضت ہی سر انجام اس
ریاضت کا بدون دستیابی غذاے مرغوب اور قوی کے سخت عسیر
بلکہ غیر امکان پذیر سمجھنا چاہیے الغرض دستیاب ہونا طعام کا ہر مقام
پر مسافر کے واسطے اشد ضروریات سفر سے ہی پس دستیاب ہونا طعام

کا ہر ایک مقام پر ایسے تمام جانوروں اور صحرا گردوں کے واسطے کہ گروہ حکماسے فرض کیے گئے ہیں نہ طائفہ سلاطین وامرا سے بدون جانور رکھنے شکار وحوش وطیور اور شکار ماہیان دریا کے کسیطرح پر متصور ہی نہیں ہو سکتا الحق تحقیق اور تمدین توان علوم وفنون ضروری کی خداوند تعالے نے اتنا اسے متعلق ساتھ گروہ حکما ہی کے فرمائی ہو نہ ساتھ طائفہ سلاطین وامرا کے اور سابق زمانہ کی بے سروسامانی تو اسدرجہ تھی کہ ملوک وسلاطین بھی سفروں میں اکثر اوقات بالاضطرار محتاج اس قسم شکار کے ہو جایا کرتے تھے بلکہ اگر حق پوچھیے تو بعض مواقع ضرورت میں تو خود اسوقت تک بھی سلاطین وامرا کو احتیاج بالاضطرار اس قسم شکار سے چارہ نہیں ہو سکتا پس ان حضرات حکما کے زمان بے سروسامانی کے سفر پر نظر کرنے سے تو اور بھی بالبداہہ ثابت ہے کہ اگر شکار وحوش وطیور اور شکار ماہیان وغیرہ ہر مقام پر میسر نہوتا تو جو سیر وسفر ان سے ظہور میں آیا وقوع اس سیر وسفر کا بھی ہرگز کسی طرح پر متصور نہوتا نہ تو ان حضرات حکما کے پاس سامان سلطنت وامارت تھا کہ سلاطین وامرا کی طرح ہر جگہ اپنے ساتھ ہر قسم کھانے پینے کا بار بلکہ انبار ہمراہ رکھتے اور طرح طرح کے اغذیہ لطیفہ جہاں جس وقت چاہتے چکھتے نہ یہ ممکن تھا کہ مثل بعض ریاضت کشوں کے صرف درخت کی پتیوں پر یہ حضرات بسر اوقات کرتے اور باوجود آدمی ہونے کے جانوروں کا کھانا کھا کر بلا ہوتے ہرتے ایسا کھانا تو حکمت کی رو سے درست ہی نہیں ہے پھر کیونکہ حضرات

حکما اوسکو کہاتے تے اور اگر کہاتے تے تو بار مشقت سفر کس بل بوتے سے
اپنے سر پر اوٹہاتے غذا تو سفر مین ایسی ملنا چاہیے جو کہ مقوی ہو اور
حافظ صحت ہو اور اوفق اغذیہ سے ہو واسطے جسم انسان کے اس
قسم کی غذا سوا شکار وحوش وطیور اور شکار ماہیان دریا کے ہر جگہ میسر
آنے والی کہان ہی جو ایسے جہان گردون اور دشت وصحرا نوردون کو
ہر ایک جگہ پر میسر آسکے پس ان تمام وجوہ ومقدمات سے یہ بات
بالبداہہ ثابت ہی کہ ہر قسم ترقی اور تحقیق علوم ضروری نوع انسان کی
موقوف تہی سیر وسفر پر اور سیر وسفر اسکا موقوف تہا ایسی غذا ے
کثیر الوجود ہر جا موجود غیر وابستہ وجود سیم وزر پر غرض کمال ضرورت جواز
شکار وحوش وطیور کے اور شکار ماہیان دریا کے بلحاظ قدر ضرورت سیر و
سفر مذکور سے بخوبی واضح ہی پس جس قدر ترقیات علوم وکمالات نوع
انسان کے از عہد آدم تا ایندم صرف بذریعہ سیر وسفر ظہور مین آئین بغور
اونکو ملاحظہ کرنا چاہیے اور دریافت کرنا چاہیے کہ جن جن علوم وادراکات
عجیبہ اور فنون وکمالات غریبہ کو افراد انسانی نے بذریعہ سیر وسفر اور
جہان گردی اور دشت وصحرا نوردی کے حاصل کیا ہی آیا حاصل کرنا
اونکا کیسا ضروری تہا اور بدون اختیار جہان گردی اور دشت وصحرا نوردی
کے بہی حاصل کرنا اون علوم وکمالات عجیبہ کا کسی طرح ممکن ہوسکتا تہا
یا نہین اور جو کچہہ سیر وسفر اور جہان نوردی اور دشت وصحرا گردی
برسون بلکہ قرنون ان حضرات سے وقوع مین آئی بدون جا بجا پر میسر

آنی غذاے سوافق اور مقوی اور مفید کے بھی یہ جہان گردی اور دشت وصحرا نوردی انسان ضعیف البنیان سے ممکن ہو سکتی تھی یا نہین اور اس قسم کی غذاے مفید و مقوی جا بجا میسر آنے والی سوا گوشت وحوش وطیور اور ماہیان دریا کے کوئی اور بھی خداوند خلاق نے پیدا فرمائی ہی یا نہین ان تمام وجوہ و مقدمات کے بغور نظر کرنے سے کمال ضرورت جواز شکار وحوش وطیور اور شکار ماہیان دریا کے نوع انسان کے واسطے بداہت تمام بلا گنجایش بحث و کلام ثابت و متحقق ہی اور تتمہ کلام اور خلاصہ مرام اس مقام مین یہ ہی کہ شکار وحوش وطیور اور شکار ماہیان دریا در اصل واسطے نوع انسان کے اس نظر سے ضروری الرخصت تجویز کیا گیا کہ حاجت سفرون کی بھی انسان کے واسطے ضروری ہی پس اون سفرون کے واسطے مرخص ہونا ایسے رزق وسیع کثیر الوجود کا از جملہ اہم امور ہی احق بہت سفر انسان کے تمام نوع انسان کے واسطے کمال ضروری اور متضمن انواع فیوض و انتفاع مقدر کیے گئے ہین اور اکثر اشخاص مفلس و بے زر ہی اون سفرون پر شیفتہ اور فریفتہ مقرر کیے گئے ہین امراکو عیش امارت ایسے کامون کے واسطے کم رخصت سفر دیتا ہی علاوہ اسکے سنت قدیم خداوند علیم حکیم اس طرح پہ جاری ہی کہ ایسے مشکل اور بے طمع ارادون کا کام خداوند ملک علام اکثر مفلسون اور آزادون ہی سے لیتا ہی جسقدر علوم و فنون ضروری کہ تحقیق و تدوین اونکی ابتداے عہد عالم سے

آج تک وقوع مین آئی کچھہ سلاطین وامراسے اوسکا وقوع نہین ہوا
بلکہ اکثر جامعین اور محققین ان علوم وفنون کے محض مفلس و غربا تھے پس اس
صورت مین اگر شکار وحوش وطیور اور شکار ماہیان دریا کا واسطے انسان
کے جائز اور مرخص قرار ندیا جاتا تو بار مشقت ایسے سفرون کا کسن بل
بوتے سے کوئی شخص اپنے سر پر اوٹھاتا اور سچ تو یہ ہے کہ ضرورت ایسے
شکار کی حالت سفر مین کچھہ مفلسین وغربا ہی کے ساتھہ بالاختصاص
خاص نہین کی گئی بلکہ حقیقت پوچھیے تو خود سلاطین وامرا بھی ایسے
سفرون مین بعض مواقع پر بالاضطرار محتاج اس قسم شکار کے ہو جایا
کرتے ہین غرض امیر ہون یا فقیر ایسے آزادانہ سفرون مین بدون
جائز رکھنے شکار وحوش وطیور اور شکار ماہیان دریا کے چارہ اور گذارہ
دونون کا سخت دشوار ہوتا ہے اگر غور کیجیے تو ایسے سفرون کا صرف
اسی قسم اغذیہ پر اکثر دارومدار ہوتا ہے فائدہ ہرگاہ اصل وجہ ضرورت
شکار وحوش وطیور اور شکار ماہیان دریا کی معلوم ہوئی تو جاننا چاہیے
کہ اصل علت اور کمال ضرورت تو جواز عام شکار وحوش وطیور اور
شکار ماہیان دریا کی یہی تھی جو کہ بیان کی گئی لیکن بعض مواضع
اور مقامات کی حالت خاصہ پر نظر کرنے سے ایک دوسری علت
اور بھی ایسی ہی قوی جواز شکار اقسام جانوران مذکور کے واسطے
ثابت ومتحقق ہوتی ہے بیان اوسکا یہ کہ جن جبال وصحاری غیر
ذی زرع مین قدرت خدا سے افراد نوع لبشر آباد ہین اون مواضع

غیر ذی زرع کے رہنے والون کے واسطے بھی احتیاج بالاضطرار ان دونون
قسم شکار کو جملہ مسلمات سے سمجھنا چاہیے کسواسطے کہ ایسے مواقع خاصہ
مین بسر برد افراد نوع بشر کا دارومدار توبسبب قلت ونایابی اجناس حبوب
وغلہ جات کے ابتدائے حالت خلقی سے صرف دوہی قسم اغذیہ پر منحصر
رکھا گیا ہے ایک گوشت یا شیر یا روغن بھیڑون بکریون دنبون وغیرہ
کا دوسرے شکار وحوش وطیور اور شکار ماہیان دریا حاجت اس قسم
شکار کی اون مواضع خاصہ مین تازمان عدم کثرت وعدم شیوع جانات
وغیرہ اسباب وسامان حمل واحمال وانتقال توبہت ہی کچہہ تھے لیکن
اب تک بھی اکثر اس قسم مواضع پر ضرورت شکار ندکورسے فراغ واستغنا
حاصل نہین ہے اگرچہ بھیڑین اور دنبے وغیرہ جانوران خاص تواون مقامات
کے باشندون کے واسطے خلق ہوئے ہین فاما ان جانوران خاص
کے گوشت اور شیر وغیرہ کا انتفاع عام لوگون کو یا وہان کے ذی مقدرت
کے ساتھہ اکثر مخصوص رہا کرتا ہے رہے مردمان مفلس وہان کے اونکا
پیٹ تو بہ نسبت اوس گوشت اور شیر کے ان دونون قسم شکار ہی سے
زیادہ تر بھرتا ہے پس اون بیچارون کی زندگی کا زیادہ تر دارومدار
انھین دونون قسم شکار پر مقرر سمجھنا چاہیے اور بھی مخفی نرہے کہ واسطے
جواز ان دونون قسم شکار کے علاوہ ان علل واسرار کے چند علل و
اسرار اور بھی پائے جاتے ہین بعد فکر وتامل خیال مین آتے ہین
منجملہ اون علل واسرار کے ایک یہ ہے کہ انسان بعض اوقات وحالات

مین نہایت نادار اور مصیبت فقر و فاقہ مین گرفتار اور کسی کار و خدمت
کے پانے اور بجالانے سے بھی سخت محروم ناچار ہو جاتا ہی یہانتک
کہ سوا بھیک مانگنے اور گدائی کرنے کے اور کوئی حیلہ اور وسیلہ ہی
اوس وقت خیال انسان مین نہین گذرتا ہی پس چونکہ بھیک مانگنا
اقتضاے ہمت و فتوت سے نہایت بعید ہی اور بسبب منافی شرم
و حیا ہونے کے دولت انسانیت کے واسطے سر تا سر موجب مضرت
شدید ہی لہذا اوس مضرت اشد اور بلاے بد سے محفوظ رہنے کے واسطے
رخصت اس غذاے بے منت خلق کی تمامی افراد نوع انسان خفیف البنیان
کو علی العموم دی گئی بلکہ یہ رخصت اون کے حق مین گویا اہم ضروریات
سے تجویز کی گئی ہی دوم یہ کہ چونکہ نوکری اور حرفت اور تجارت یعنی
جملہ وجوہ معیشت مین احتیاج تعلق اور تعلق احتیاج ہونا انسان کو طرف
اپنے ابناے جنس کے ضرور تھا اور یہ احتیاج و تعلق اسکا طرف ابناے
جنس کے ہر حالت کی نظر سے از جملہ اہم امور تھا لہذا رحمت عامہ الہی مقتضی
اس بات کی ٹھہری کہ کچھہ حصہ رزق بلا احتیاج و تعلق ابناے جنس سے
بھی انسان کو دیا جائے اور سائر حالات احتیاج اوسکی سے کسی ایک
حالت مین مرتبہ فراغ و استغنا بھی تمام ارباب دنیا سے اوسکے واسطے
عنایت و مرحمت کیا جاوے تاکہ شان رزاقیت مطلقہ اور ربوبیت عامہ
الہی کو وہ اچھی طرح سے پہچانے اور قدر اس عنایت خاصہ و نوازش
عامہ کی بخوبی تمام جانے علاوہ اسکے ایک سر اعظم اور حکمت اتم

اس رخصت سراپا منفعت مین یہ بھی ہی کہ اگر کوئی شخص باقتضاے الٰہیت
محضہ اور غلبہ شان استغنا کے جملہ ابناے جنس اور ارباب دنیا سے
بے تعلق محض ہوکر بسر اوقات کرنا چاہے تو باہمہ بے تعلقی و استغنا
اس خوان نعما کے سبب سے بسر اوقات اوسکی دشوار نہین ہوسکتی اگر
معیت اہل وعیال ہی تو بھی اوسکے واسطے موجب تشتت وانتشار نہین
ہوسکتی الحق نوع انسان کو تو خداوند خالق حقیقی نے صفت جامعیت
کے ساتھہ خلق کیا ہی اور جملہ شیون وصفات کی مظہریت کے ساتھہ شرف
اختصاص اسکو دیا ہی پس ایسی رزاقیت مطلقہ اور ربوبیت عامہ کا ظہور
بھی انسان کی نسبت ضرور درکار تھا اسیواسطے انسان اشرف المخلوقات
اس نعمت عظمی کے ساتھہ مشرف کیا گیا

خاتمة الکتاب

دلائل جواز و استحسان و وجوب اور فواید و منافع و مصالح اکل لحم کے مقاصد
مذکورہ بالا سے بخوبی واضح ہوے لیکن اتنا وسوسہ اس مقام پر البتہ باقی رہا
کہ ذبح کرنے مین تکلیف تو جانور کو لامحالہ ہوتی ہی پس اس تکلیف کو
خداوند ارحم الراحمین نے جاندار ضعیف وزار پر بلا جرم وخطا کس واسطے
جائز رکھا اس وسوسہ کے دفع ہونے کیواسطے بہت سے جوابات ہین جواب اول
یہ کہ جملہ مصالح الٰہی پر واقفیت انسان کی کچھہ ضرور نہین دیکھو اطفال
خورد سال پر باوصف عاجز و معصوم و مرحوم محض ہونیکے جو جو تکالیف شدیدہ

امراض کی ہوا کرتی ہین اور بھی جانوران بے عقل وزبان پر جو شدائد وتکالیف ذبح سے بھی زیادہ تر لاحق ہوتی ہین یہ جملہ شدائد وتکالیف بھی آخر بامر وقدرت خداوندی لاحق ہوا کرتی ہین بدون اوسکے حکم اور مشیت کے تو کسیطرح لاحق نہین ہوسکتین پس اون سب شدائد وتکالیف سکے جائز رکھنے کی توجیہ اور وجہ وجیہ کب کسی عاقل کی عقل و قیاس مین آسکتی ہے اور کونسا عاقل ان شدائد وتکالیف کے مصالح اور اسرار کو بیان کرسکتا ہے اسی طرح تجویز تکلیف ذبح کے مصالح کا منکشف ہونا بھی کچھ ضرور نہین اور جائز ہونا اس تکلیف کا بقیاس جواز شدائد وتکالیف مذکورہ بالا عقل وقیاس سے ہرگز دور نہین جواب[۲] دوم یہ کہ اکثر تکالیف جو کہ انسانون کو پونہچا کرتی ہین بسبب شومی اعمال و افعال کے پونہچا کرتی ہین پس حیوانات مین بھی تو اعمال ظلم وتعدی باہمدیگر اکثر واقع ہوا کرتی ہین اور جو فرد حیوان ہے وہ اپنے ہمجنس کمزور کو ضرور مارتا اور ستاتا رہتا ہے لہذا اگر یہ تکلیف ذبح حیوان کے حق مین سزاے اعمال ظلم وتعدی ہی قرار دیجاے تو بھی ہوسکتا ہے جواب[۳] سوم یہ کہ ہرگاہ خداوند عالم نے جانداروں کو علاوہ دولت وجود اور بھی ہزارہا نعمتون کے ساتھ بھی مشرف فرمایا ہے حالانکہ کوئی استحقاق انکا خداوند عالم پر پہلا نتھا پس ایسے منعم بحق اور مربی مطلق سے اگر رنج بھی پہنچے تو اوس رنج رسانی سے قیاس رنج رسانی مادر مہربان پر نظر کرنا چاہیے خیال کرو کہ مادر مہربان کے مارنے مین جو لذت بچے کو حاصل ہوا کرتی ہے

وہ لذت تو اوسکو کسی دوسرے کے پیار مین کبھی حاصل نہین ہوتی
دوسرا آدمی بچے کو پیار کرتا ہے اور بچہ اوس سے بھاگتا ہے اور ڈرتا ہے
اور مادر مہربان اگر کسیوقت اوسکو مارتی بھی ہے تو بھی بچہ مان ہی مان
پکارتا ہے اور اوسیکی طرف ہاتھ پھیلاتا ہے اور بے اختیار ہو کر جاتا ہے
پس لذت ضرب و زد مادر مہربان کو اوس بچہ بے زبان کے دل سے
پوچھنا چاہیے اور بھلا وہ بچہ تو پھر بچہ آدمی ہے مربی اور پرورش کرنیوالے
کے احسانات بحد و عد کے کمال خیال مین تو جانورون تک کا یہ حال
ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے پالے اور ہلائے ہوئے جانور پر خفا ہو کر اوسکو
مارتا ہے تو کیسا ہی وہ جانور مہیب و خشمگین و زورآور کیون نہو پرورش
کرنے والے کی خشم و تعذیب کو دیکھکر نہایت ہی دب جاتا ہے اور کان
بھی اوسکے سامنے کبھی نہین ہلاتا ہے اوسکی رنج رسانی سے اصلا غصہ
اسکے دل مین نہین آتا کسیلیے کہ خشم و ملال طبیعت حیوانی مین ہرگز راہ
نہین پاتا پس معلوم ہوا کہ پرورش کرنے والے کی تعذیب سے اصلا
خیال ملال دل مین نہ لانا اور اوس تعذیب کو تعذیب نہ سمجھنا یہ ایک امر
فطری ہے کہ اطفال خوردسال اور حیوانات لایعقل محض بھی اسمین ناچار
و بے اختیار رہا کرتے ہین لہذا ایسے منعم حقیقی کی تعذیب کو باعث
شکوہ و شکایت جاننا خود اقتضاے فطرت انسانی بلکہ فطرت حیوانی
سے بھی بعید ہے ضرب الحبیب زبیب اسی نظر سے قول احباب دیدہ ہے
جواب چہارم یہ کہ ہرگاہ خداوند تعالے قادر مطلق ہے اور اوس قادر مطلق

کے حکم اور مشیت سے حکم ذبح کا تسلیم کیا گیا تو اس بات مین جو کہ حکم خداوندی سے واقع ہوا کرتا ہی تکلیف ہونا جانور مذبوح کو کیا ضرور ہی اور نہ ہونچنا تکلیف کا ایسی حالت مین اوس قادر مطلق اور کریم بحق کی قدرت اور رحمت سے کیا دور ہی پس اگر ہم اپنے وہم وگمان مین ذبح کو تکلیف سمجھتے ہین تو واقع مین اوسکا تکلیف ہونا موافق ہمارے وہم وگمان کی کچھہ ضروری نہین دیکھو ایک ادنی سے کم مرتبہ کا ڈاکٹر جو کہ ضعیف مخلوقات خداوند عالم سے ہی زخم چیرنے اور قطع برید اجزا سے جسم کرنے مین ایسی ایک دوا سنگھا دیا کرتا ہی کہ جسکے سبب سے اصلا تکلیف قطع برید کی مریض کو معلوم نہین ہوتی گو دیکھنے والے اوس قطع برید کو نہایت درجہ تکلیف اوس رنجور ضعیف پر گمان کرتے ہون پس ہرگاہ خداوند حکیم بحق قادر مطلق نے ایک اپنے ادنے مخلوق کو یہ عقل اور طاقت عطا فرمائی ہی تو کیا خود خداوند حکیم وکریم بحق قادر مطلق ایسا نہین کر سکتا کہ اصلا تکلیف ان جانورون کو قطع وبرید ذبح سے معلوم ہی نہو گو بنظر ظاہر ہم اپنے وہم وفہم سے اشد تکلیف گمان کرین اور اس قطع وبرید سے ڈرین رہا تڑپنا ان جانورون کا ہنگام ذبح جائز ہی کہ یہ تڑپنا عین تلذذ کے سبب سے واقع ہوا کرتا ہو نہ بسبب تالم کیونکہ وجد کرنا اور تڑپنا بعض کیفیات استلذاذی مین بھی ہوا کرتا ہی علاوہ اسکے ہم یہ کہتے ہین کہ جو جنبش روح حیوانی کے وقت بدن سے نکلنے کے باعث ہلانے اور تڑپانے جسم ذی روح کے سے ہوا کرتی ہی وہ جنبش خواہ مخواہ دلیل اوپر رنج رسانی جانی ہی کے

ہو یہ کچھ ضرور نہین دیکھو چھپکلی کی دُم جس وقت قطع ہو کر علیحدہ ہو جایا کرتی ہی تو تحریک ہوا ے روح حیوانی کے سبب سے کس قدر جنبش اور طپش طاری اوس پر طاری ہوتی ہی پس اوس جنبش وطپش سے خود وہ دُم بریدہ تو صلاحیت ادراک تکلیف کی رکہتی ہی نہین رہی چھپکلی ظاہر ہی کہ چھپکلی کو اوس وقت سوا کسی قدر اذیت موضع قطع ذنب کے جنبش وتحریک ذنب سے ایک ادنے تکلیف خفیف بھی نہین ہوتی دم کا تڑپنا اس چھپکلی کے رنج وتکلیف مین کچھ اصلا سوثر نہین ہوتا اور ساکن ہو جانا بھی اوسکا کچھ تکلیف جراحت منقطع ذنب کو نہین گہٹاتا پس اس بات سے بخوبی واضح ہی کہ نکلنے کے واسطے جو تحریک ہوا ے روح حیوانی کی آکرتی ہی اوس تحریک کے واسطے کچھ خواہ مخواہ رنج وتکلیف ہی کا لازم ہونا ضرور نہین ہی جواب پنجم یہ کہ ساتھ تکلیف دینے کے خداوند خلاق حقیقی قادر ہی کہ اس تکلیف آنی کے عوض مین نعم البدل اوسکا ہمیشہ کے واسطے دار آخرت مین ان حیوانات مذبوح کو عنایت فرماوے جیسا کہ بعض روایات کتب دینی اہل اسلام سے اسکا ثبوت بھی ہوتا ہی یعنے وارد ہوا ہی کہ جانوران مذبوح کو خاک جنت ہو جانے کا صلہ ملیگا لیکن اس مضمون روایت پر ایک شبہہ عقلی بھی وارد ہو سکتا ہی بیان اوسکا یہ کہ اگر یہ جانوران ذبیح خاک ہو گئے گو خاک جنت ہی کیون نہون تو خاک ہونے پر تو مثل جمادی حس وادرک سے ٹھہرے لہذا جمادی حس ہو کر داخل جنت ہونے سے فائدہ اونکو کیا ہوا اور صلہ کیا ملا جواب اس شبہہ کا یہ ہی کہ خداوند تعالے قادر ہی

کہ اوسی خاک مین تلذذ کا ادراک پیدا کردے اور بذریعۂ خاک ہی کے
لطف و تلذذ خدا سے قربان ہونے کا نفوس حیوانیہ کو پہونچائے
جیسا کہ عذاب قبر مین بذریعۂ عظام بالیہ خاک شدہ کے ایصال کیفیت
تعذیب و ایلام ہونا حضرات محققین نے تسلیم کیا ہے اور باوصف اس
تعذیب و ایلام کا حکم و قدرت خداوندی سے ممکن الوقوع ہونا پایۂ
ثبوت کو پہونچا دیا ہے جواب ششم یہ کہ ہرگاہ امراض وغیرہ کے سبب سے
بلا ذبح مرنے مین بھی اشد تکلیف کا ان حیوانات کو پہونچنا بالبداہت ثابت
ہے پر تکلیف موت ذبح بسبب وقت و دفعی آنی ہونے کے بمقابلہ تکلیف
استدادی زمانی موت امراض کے اخف تکلیف ہے نہ اشد پس اس صورت
مین اگر وسوسۂ مذکورہ بالا پیدا ہو سکتا ہے تو شدائد تکالیف موت امراض
مین حالت بدرجۂ اولیٰ پیدا ہونا اس وسوسہ کا چاہیے نہ یہ کہ تکلیف دفعی
آنی موت ذبح مین تو یہ وسوسہ پیدا ہو اور تکلیف استدادی زمانی موت
امراض مین نہو حالانکہ کمال خفت و آسانی تکلیف موت ذبح کی تو بسبب
دفعی چشم زدنی ہونے کے مقتضی اس بات کی ہے کہ اگر اسی کمال سہولت
و آسانی کو ایک توجیہ وجیہ تجویز حکم ذبح کی جانین اور محل جوابات وسوسہ
مذکورۂ بالا مین جواب ہفتم اس توجیہ وجیہ کو گردانین تو بھی سزاوار تسلیم
ارباب عقل سلیم ہو سکتا ہے

تمام

فالحمد للہ حمد الشاکرین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

حمد الله بران چیز که خاطر میخواست	آمد آخر ز پس پرده تقدیر پدید

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی • اما بعد عاجز سراپا عیوب محمد یعقوب مہتمم مطبع نظامی نامی بر ضمائر خورشید مظاہر ارباب فہم و ذکا انصاف پیرا مبرہن و ہویدا میسازد که درین زمان سعید و آوان حمید نسخۂ نوآئین مشتمل مضامین رنگین بجواز و استحسان ذبیحه مسمی به برہان لائح فی تحقیق امر الذبائح که فی الواقع در تحقیق جواز ذبائح ما ذا کره اوہام قبائح حجتی است قاطع و برہانی است ساطع تصنیف لطیف و تالیف شریف تحریر شهیر لبیب اریب واقف رموز خفیه و جلیه ماہر علوم عقلیه و نقلیه مہر سپہر مجد و جلال مولنا سید قمر الدین احمد صاحب لازال شموس افاداته عالی العدد طالع الہلال بتوجه خاص حضرت مولنا المکرم و مخدومنا الاعظم المعی لوذعی منبع فیوضات الله مولنا مولوی محمد شاه صاحب دامت افاضتهم باین عاجز بہم رسید لیکن بمقتضای نو رنجاہش ارباب تدقیق و صفا و حیات بر ترک انطباعش ذریعۂ سعادت دارین خود دانگاشته دست التماس بدامان عالیشان حضرت آقای نامدار فخر الامجد والاماجد منظهر الجود والاحسان ملجای ما و ادای بیکسان جناب محمد عبد الرحمن خان صاحب مالک مطبع نظامی که عالمی از فیض عام آن منبع الفضل والامتنان کامیاب است وذات بابرکاتش در انجاح مرام خسته دلان مرہمی است نایاب زدم از آنجا که توجه خاص حضرت ممدوح باین عقیدت اختصاص بیرون از احصا است ملتمس خادم دیرین بپایۂ اجابت رسید الحمد لله که بفضل ایزد منان آن نسخۂ غریبه و عجالۂ عجیبه در اندک زمان بحسن اہتمام حضرت آقای ممدوح بین الانام بتصحیح تام بعد نظر ثانی جناب مصنف علام بر کاغذ خوب و تقطیع خوش اسلوب حلیه انطباع در بر کشیده نضارت بخش دیدۂ نظارگیان انصاف آئین گردید

قطعۂ تاریخ طبع کتاب ہذا

این کتاب نو بر منور شد چو از نور قمر	صاحبان علم و دانش را بدل مطبوع شد	خامۂ یعقوب سال طبع با طبع سلیم	زد رقم برہان لائح مستعد مطبوع شد
			۱۲ ۹۲ ۱۲۸

اشتہار

چونکہ حق تصنیف اس کتاب لاجواب کا حضرت مصنف صاحب نے اس عاجز کو عطا فرمایا ہے لہذا بدون اجازت احقر کوئی صاحب قصد طبع نہ فرماوین اور جسقدر کتابین مطلوب ہوں مطبع نظامی سے طلب فرماوین وما علینا الا البلاغ •

المشتہر محمد یعقوب مہتمم مطبع نظامی کانپور



وجہ ختم بر خاتمہ

برای سند آنکه این کتاب مطبوع مطبع نظامیست مہر و دستخط مہتمم ثبت نموده شد